عمران سیریز
فاسٹ مشن
مظہر کلیم ایم اے

سینکڑوں کی تعداد میں لکھے گئے ناولوں میں میری ہمیشہ یہی کوشش رہی ہے کہ میرے ناول قارئین کی صرف وقت گزاری کا موجب نہ بنیں بلکہ ان سے قارئین کے ذہن و قلب کو روشنی میسر ہو اور میں اللہ تعالیٰ کا شکر گزار ہوں کہ اس نے مجھے یہ توفیق بخشی ہے۔ خیر و شر پر مبنی ناولوں کا سلسلہ انشاء اللہ جاری رہے گا۔ امید ہے آپ آئندہ بھی ضرور رابطہ رکھیں گے۔

اب اجازت دیجئے۔

والسلام

مظہر کلیم ایم اے

E.Mail.Address

mazharkaleem.ma@gmail.com

عمران کار گیراج میں بند کر کے سیڑھیوں کی طرف مڑا ہی تھا کہ اس کے کانوں میں ایک کانپتی ہوئی آواز پڑی۔

”سنو۔“ [illegible] آواز آئی اور عمران نے مڑ کر دیکھا تو ایک بوڑھا [illegible] سے مخاطب تھا جس کا لباس سادہ اور پرانا تھا۔

”[illegible]“ عمران نے قدرے مودبانہ لہجے میں کہا۔

”[illegible]۔ یہ کیا کہہ رہے ہو۔ کیا میں تمہیں بزرگوار نظر آ رہا ہوں۔ میں انسان ہوں کوئی دن نہیں ہوں کہ تم مجھے بزرگوار کہو۔ جیسے اتوار، سوموار، نظر کم آتا ہے تمہیں“۔۔۔ بوڑھے نے قدرے تیکھے لہجے میں کہا۔

”مجھے واقعی نظر ٹیسٹ کرانا پڑے گی۔ بہرحال فرمائیے“۔ عمران نے مسکراتے ہوئے جواب دیا۔

”یہاں تخی سلیمان رہتا ہے۔ اس کو جانتے ہو تم“۔۔۔۔ بوڑھے

نے کہا۔

''سخی سلیمان۔ کیا مطلب۔ آغا سلیمان پاشا صاحب تو رہتے ہیں یہاں لیکن یہ سخی سلیمان کون ہے''۔۔۔ عمران نے چونک کر اور حیرت بھرے لہجے میں کہا۔

''انہیں سب سخی سلیمان کہتے ہیں۔ کیا حاتم طائی سخی ہو گا۔ بس نام مشہور ہو گیا ہے اس کا۔ اصل سخی تو سلیمان صاحب ہیں۔ نظر بد دور بلکہ تمہاری نظر بد دور۔ غریب تو دن رات اسے دعائیں دیتے رہتے ہیں''۔۔۔ بوڑھے نے کہا۔

''اور امیر کیا دیتے ہیں''۔۔۔ عمران نے مسکراتے ہوئے کہا۔

''تم جیسے لوگ کسی کو کیا دے سکتے ہو۔ کاروں میں گھومتے رہتے ہو۔ مجال ہے جو کسی غریب کی طرف دیکھ بھی لو''۔۔۔ بوڑھے نے غصیلے لہجے میں کہا۔

''جناب میں تو امیر نہیں ہوں۔ میں تو مفلس اور قلاش آدمی ہوں۔ میں تو خود سخی سلیمان کے سہارے زندگی کے دن کاٹ رہا ہوں۔ آئیے۔ آپ کو اس سے ملواؤں''۔۔۔ عمران نے کہا اور سیڑھیوں کی طرف بڑھنے لگا۔

''اوپر جانے کی ضرورت نہیں ہے۔ اوپر تالا لگا ہوا ہے۔ میں دوبار جا کر دیکھ چکا ہوں اور تمہیں معلوم ہے کہ یہ سیڑھیاں چڑھنا کتنا مشکل کام ہے اور تم تو ویسے بھی مفلس اور قلاش ہو۔ ایسا نہ ہو کہ تالا ہی کھول کر لے جاؤ اور اسے چیتل کے بھاؤ بیچ دو۔ یہاں

رہو میرے ساتھ''۔۔۔ بوڑھے نے ہاتھ اٹھا کر اسے روکتے ہوئے کہا۔

''لیکن میرے پاس چابی ہے۔ آئیے میں آپ کا ہاتھ پکڑ کر لے چلتا ہوں۔ ہم دونوں فلیٹ کے اندر بیٹھ کر ایک دوسرے کا حال پوچھیں گے''۔۔۔ عمران نے کہا۔

''حال پوچھیں گے۔ کون سا حال۔ گزرا ہوا یا آئندہ کا''۔ بوڑھے نے چونک کر کہا۔

''مطلب ہے کہ آپ کہاں سے آئے ہیں۔ آپ کو سخی سلیمان سے کیا کام ہے وغیرہ وغیرہ''۔۔۔ عمران نے کہا۔

''وہ تو تم یہاں کھڑے ہو کر بھی پوچھ سکتے ہو۔ اس کے لئے تو سیڑھیاں چڑھنا ضروری ہے کیا۔ میرا نام کرم دین ہے۔ میں سامنے والے محلے سے آیا ہوں اور میری جیب میں بجلی کا بل ہے جو میں نے سخی سلیمان کو دینا ہے تاکہ وہ اسے ادا کر کے رسید مجھے میرے گھر دے جائے۔ وہ ایسا ہی کرتا ہے۔ واقعی سخی ہے۔ اصل سخی۔ ورنہ آجکل تو بجلی کا بل اچھے اچھے امیر لوگ بھرنے کے قابل نہیں رہے اور اب تم بتاؤ حال''۔۔۔ بوڑھے نے کہا۔

''میرا نام علی عمران ایم ایس سی۔ ڈی ایس سی (آکسن) ہے۔ میں اس فلیٹ میں رہتا ہوں اور سخی سلیمان آپ کے لئے سخی ہو گا۔ میرے لئے نہیں۔ مجھے تو ایک چائے کی پیالی کے لئے دو گھنٹے منتیں کرنا پڑتی ہیں۔ ویسے کتنا بل ہے آپ کا''۔۔۔ عمران نے پوچھا۔

میرے لئے نہیں۔ مجھے تو ایک چائے کی پیالی کے لئے دو گھنٹے منتیں کرنا پڑتی ہیں۔ ویسے کتنا بل ہے آپ کا"۔ عمران نے پوچھا۔

"چھ سو روپے۔ پورے چھ سو۔ کم بخت چلو پانچ سو ننانوے کر دیتے۔ کچھ تو دل کو آسرا ہو جاتا"۔ بوڑھے نے منہ بناتے ہوئے کہا۔

"ارے بابا رحم دین آپ"۔ اچانک سلیمان کی آواز سنائی دی۔ اس نے دونوں ہاتھوں میں بڑے بڑے شاپر پکڑے ہوئے تھے۔

"لیجئے آپ کا قاتل سلیمان آ گیا۔ اب آپ جانیں اور وہ"۔ عمران نے کہا اور تیزی سے مڑ کر سیڑھیاں چڑھتا چلا گیا۔

کافرستان کے پریذیڈنٹ ہاؤس کے سپیشل میٹنگ روم میں چیف شاگل اور ملٹری انٹیلی جنس کا چیف کرنل وشنو کرسیوں پر بیٹھے ہوئے تھے۔ سائیڈ میں موجود دروازہ کھلا اور کمرے میں کافرستان کے صدر داخل ہوئے۔ ان کے پیچھے ان کا ملٹری سیکرٹری بھی تھا جس کے ہاتھ میں ایک فائل تھی۔ پریذیڈنٹ کے اندر داخل ہوتے ہی چیف شاگل اور کرنل وشنو دونوں ایک جھٹکے سے اٹھ کھڑے ہوئے۔ کرنل وشنو نے باقاعدہ فوجی انداز میں سیلوٹ کیا جبکہ چیف شاگل نے عام انداز میں سلام کیا۔

"بیٹھیں"۔ صدر نے کہا اور خود وہ اونچی پشت والی کرسی پر بیٹھ گئے۔ ان کے پیچھے موجود ملٹری سیکرٹری نے ہاتھ میں پکڑی ہوئی فائل مودبانہ انداز میں صدر کے سامنے رکھ دی اور پھر کرسی کی پشت پر بڑے مؤدبانہ انداز میں کھڑا ہو گیا جبکہ چیف شاگل اور کرنل وشنو

مؤدبانہ انداز میں کرسیوں پر بیٹھے ہوئے تھے۔ البتہ چیف شاگل کا جسم اس طرح اکڑا ہوا تھا جیسے اسے کلف لگا دیا گیا ہو۔

''آپ کو معلوم ہے کہ آج کی اس میٹنگ کا ایجنڈا کیا ہے''۔ صدر نے سامنے بیٹھے ہوئے چیف شاگل اور کرنل وشنو کی طرف دیکھتے ہوئے کہا۔

''جناب صدر۔ ہمیں ایجنڈے سے آگاہ نہیں کیا گیا''۔ چیف شاگل نے اٹھ کر مؤدبانہ لہجے میں کہا۔

''بیٹھ کر بات کریں اور آپ کرنل وشنو چیف آف ملٹری انٹیلی جنس۔ آپ کیا کہتے ہیں''..... صدر کافرستان نے پہلے چیف شاگل سے مخاطب ہو کر کہا اور پھر وہ کرنل وشنو سے مخاطب ہوئے۔

''جناب صدر۔ مجھے بھی ایجنڈے سے آگاہ نہیں کیا گیا''۔ کرنل وشنو نے اٹھ کر کھڑے ہوتے ہوئے مؤدبانہ لہجے میں کہا۔

''آپ بھی بیٹھ کر بات کریں''..... صدر نے کہا اور کرنل وشنو واپس کرسی پر بیٹھ گیا۔

''ملٹری سیکرٹری''..... اس بار صدر کافرستان نے تھوڑی سی گردن گھما کر اپنے پیچھے کھڑے ہوئے فوجی سے مخاطب ہو کر کہا۔

''یس سر۔ حکم سر''..... ملٹری سیکرٹری نے آگے بڑھ کر مؤدبانہ لہجے میں کہا۔

''ایجنڈے کی کاپیاں انہیں کیوں نہیں بھجوائی گئیں''..... صدر نے قدرے سخت لہجے میں کہا۔

''آپ نے اسے ٹاپ سیکرٹ قرار دیا تھا سر۔ اور ٹاپ سیکرٹ میٹنگ کا ایجنڈا اوپن نہیں کیا جاتا سر''..... ملٹری سیکرٹری نے مؤدبانہ لہجے میں کہا۔

''ٹھیک ہے۔ پھر آپ بھی باہر چلے جائیں''..... صدر نے چند لمحے خاموش رہنے کے بعد کہا تو ملٹری سیکرٹری فوجی انداز میں سیلوٹ کر کے مڑا اور پھر فوجی انداز میں چلتا ہوا کونے کے دروازے سے باہر چلا گیا۔

''آپ کو معلوم ہے کہ ہم نے پاکیشیا کی ایٹمی تنصیبات کو چیک کرنے کی اب تک بے حد کوشش کی ہے لیکن ہمیں اعتراف ہے کہ ہم کوشش کے باوجود کامیاب نہیں ہو سکے''..... صدر نے چیف شاگل اور کرنل وشنو کی طرف دیکھتے ہوئے کہا۔

''یس سر''..... دونوں نے ہی صدر کے خاموش ہونے پر مؤدبانہ لہجے میں اثبات میں سر ہلاتے ہوئے کہا۔

''لیکن اب ایک ایسا کام ہونے جا رہا ہے جس کے ذریعے ہمیں سو فیصد کامیابی ہو گی اور موجودہ میٹنگ بھی اسی سلسلے میں بلائی گئی ہے''..... صدر نے کہا لیکن اس بار وہ دونوں خاموش بیٹھے رہے۔

''جس طرح کافرستان پاکیشیا کا دشمن ہے۔ اسی طرح اسرائیل بھی پاکیشیا کا دشمن نمبر ایک ہے۔ اسرائیل کی پشت پر سپر پاور ایکریمیا ہے اور ایکریمیا کے سائنس دان اسرائیل کے لئے بھی کام

کرتے ہیں۔ اسرائیل بھی کافرستان کی طرح پاکیشیا کی ایٹمی
تنصیبات کو تباہ کرنا چاہتا ہے۔ لیکن وہ بھی آج تک پاکیشیا کی ایٹمی
تنصیبات کو چیک نہیں کر سکا''۔۔۔ صدر نے کہا۔
''یس سر''۔۔۔ دونوں نے مؤدبانہ انداز میں اثبات میں سر ہلاتے
ہوئے کہا۔
''لیکن اب ایسا موقع آ گیا ہے کہ کافرستان اور اسرائیل دونوں
بیک وقت کامیاب ہو جائیں۔ اسرائیل کے سائنس دانوں نے ایسا
خلائی سیارہ تیار کر لیا ہے جس میں ایک جدید اور مخصوص مشینری
نصب کی گئی ہے کہ وہ اپنی رینج میں موجود ایٹمی تنصیبات کی ایسی
تفصیلات حاصل کر لے گا جن کی مدد سے ان تنصیبات کو مکمل طور پر
تباہ کرنا ممکن ہو سکے گا لیکن اسرائیل اس خلائی سیارے کو کافرستان
کے خلائی پیڈ سے خلاء میں بھجوانا چاہتا ہے تاکہ اس کی رینج میں
پاکیشیا بھی شامل ہو جائے۔ پاکیشیا تو پاکیشیا شوگران بھی اس
سیارے کو نہ روک سکے گا اور نہ ہی اس کی مشینری کو کوئی نقصان پہنچا
سکے گا اور اس خلائی سیارے جس کا نام پیس کیپر ہے۔ مطلب ہے
امن قائم رکھنے والا۔ یہ واقعی خوبصورت نام ہے کیونکہ جب تک
پاکیشیائی ایٹمی تنصیبات تباہ نہیں کر دی جاتیں۔ جب تک اس کی
ایٹم بم بنانے کی صلاحیت کو ختم نہیں کر دیا جاتا اس وقت تک اس
پورے خطے میں امن قائم نہیں رہ سکتا''۔۔۔ صدر نے قدرے
جوشیلے لہجے میں کہا۔

''یس سر''۔۔۔ دونوں نے مؤدبانہ لہجے میں جواب دیتے ہوئے
[illegible]
''سانپ کا زہر اور بچھو کا ڈنک جب تک نکال نہ دیا جائے اس
وقت تک ان سے محفوظ نہیں رہا جا سکتا اس لئے یہ مشن پیس کیپر ہم
نے ہر صورت میں مکمل کرنا ہے''۔۔۔ صدر نے کہا۔
''یہ ہماری ذمہ داری ہے سر۔ ہم اس مشن کو ہر قیمت پر مکمل کرائیں
گے سر''۔۔۔ کرنل وشنو نے کہا۔
''آپ کو معلوم ہے کہ اس مشن کو کیا خطرات لاحق ہیں''۔ صدر
نے کہا۔
''لیکن سر۔ اس کے باوجود ہم اس مشن کو مکمل کرائیں گے سر''۔
[illegible] وشنو نے کہا۔
''[illegible] چیف شاگل''۔۔۔ صدر نے شاگل سے
[illegible] تھا۔
''[illegible] مجھے اندازہ ہو گیا ہے کہ آپ نے یہ خصوصی ٹاپ سیکرٹ
[illegible] کال کی ہے۔ آپ کو یقیناً یہ رپورٹس ملی ہوں گی کہ
پاکیشیا [illegible] اس مشن کی تکمیل میں
[illegible]''۔۔۔ چیف شاگل نے کہا۔
''[illegible]۔ ویری گڈ۔ مجھے خوشی ہے کہ ہماری سیکرٹ سروس کے
چیف [illegible] ہیں''۔۔۔ صدر نے کہا تو چیف شاگل کا چہرہ بے
[illegible] کرنل وشنو نے بے اختیار [illegible]

لئے۔

''آپ کی قدرشناسی ہے جناب''.... چیف شاگل نے کہا۔

''ہم نے خلائی سیارے کو اپنے مخصوص لانچنگ پیڈ سے خلاء میں بھیجنے کے تمام انتظامات مکمل کر لئے ہیں۔ اس بات کا علم سب کو ہے کہ ہمارا یہ لانچنگ پیڈ کافرستان کے معروف شہر گمارس سے شمال کی طرف پھیلے ہوئے وسیع پہاڑی سلسلے جورگان کے اندر موجود ہے اور حکومت کافرستان کے سائنس دان وہاں سے کئی مواصلاتی خلائی سیارے خلاء میں بھیج چکے ہیں اور چونکہ یہ مواصلاتی سیارے ہمسایہ ملکوں کے لئے بے ضرر ہوتے ہیں۔ پاکیشیا بھی ایسے سیارے بھیجتا رہتا ہے اس لئے کسی کو اس کی فکر نہیں ہوتی لیکن اس بار موسمیاتی یا مواصلاتی سیارے کی جگہ چیف کیپر خلاء میں بھجوایا جا رہا ہے۔ گو اسے انتہائی خفیہ رکھا گیا ہے لیکن ہمیں معلوم ہے کہ جس چیز کو پاکیشیا سیکرٹ سروس سے جس قدر خفیہ رکھا جائے وہ اسے اتنی ہی جلد کسی نہ کسی پراسرار ذریعے سے معلوم ہو جاتی ہے اس لئے ہم نے حفظ ماتقدم کے طور پر فیصلہ کیا ہے کہ وہاں کافرستان سیکرٹ سروس باہر اور ملٹری انٹیلی جنس اندر کام کرے گی تاکہ اگر پاکیشیا سیکرٹ سروس یہاں پہنچے تو اس کو نہ صرف روکا جائے بلکہ اسے ہلاک کر دیا جائے''.... صدر نے کہا۔

''سر۔ کیا کوئی ایسی اطلاع ہے کہ پاکیشیا سیکرٹ سروس کو اس کی اطلاع مل چکی ہے''.... چیف شاگل نے کہا۔

''نہیں۔ ایسی کوئی اطلاع نہیں۔ لیکن ہم اپنی حفاظت کے لئے پیشگی یہ کام کرنا چاہتے ہیں''.... صدر نے کہا۔

''جناب۔ میں ایک عرض کرنا چاہتا ہوں''.... خاموش بیٹھے ہوئے کرنل وشنو نے کہا۔

''ہاں۔ کھل کر بات کریں''.... صدر نے اس کی طرف متوجہ ہوتے ہوئے کہا۔

''سر۔ سیکرٹ سروس کی نقل و حرکت کو چیک کرنے کے لئے مخبری کا جال ہر جگہ بچھایا جاتا ہے۔ اس طرح لازماً پاکیشیا کے آدمی یہاں موجود ہوں گے جو سیکرٹ سروس کی نقل و حرکت کی رپورٹ پاکیشیا پہنچاتے رہتے ہوں گے۔ اگر کافرستان سیکرٹ سروس گمارس گئی تو اس کی اطلاع لازماً پاکیشیا پہنچ جائے گی اور وہ چونک پڑیں گے اور پھر یہ راز اوپن ہو جائے گا اور وہ لوگ اس سے آگاہ ہو کر مداخلت کر دیں گے''.... کرنل وشنو نے کہا۔

''آپ کا مقصد کیا ہے کہ سیکرٹ سروس کو حرکت میں نہ لایا جائے''.... صدر نے کہا اور چیف شاگل نے بے اختیار ہونٹ بھینچ لئے۔

''سر۔ پاکیشیا سیکرٹ سروس کو گمارس پہنچنے کے لئے لامحالہ کافرستان کے دارالحکومت سے گزر کر جانا ہو گا اس لئے ضروری نہیں کہ انہیں گمارس میں ہی روکا جائے۔ یہاں دارالحکومت میں بھی روکا جا سکتا ہے''.... کرنل وشنو نے کہا۔

''میں آپ کا مطلب سمجھ گیا ہوں۔ آپ چاہتے ہیں کہ گمارس میں آپ کام کریں جبکہ سیکرٹ سروس یہاں کام کرے''..... صدر نے کہا۔

''یس سر۔ اس طرح ہم اپنا مشن ہر صورت میں مکمل کر لیں گے''۔ کرنل وشنو نے کہا۔

''آپ کیا کہتے ہیں چیف شاگل''..... صدر نے چیف شاگل سے مخاطب ہو کر کہا۔

''جناب۔ کرنل صاحب کو ملٹری انٹیلی جنس کا چارج لئے ابھی چند ہفتے ہوئے ہیں۔ انہیں پاکیشیا سیکرٹ سروس کے بارے میں کچھ بھی معلوم نہیں ہے۔ لیکن آپ مجھ سے بھی زیادہ انہیں جانتے ہیں جناب۔ یہ لوگ ضروری نہیں کہ یہاں سے ہو کر گمارس پہنچیں۔ یہ کسی اور راستے سے بھی گمارس پہنچ سکتے ہیں۔ دوسری بات یہ کہ سیکرٹ سروس کی نقل و حرکت فوج کی نقل و حرکت کی طرح نہیں ہوتی کہ سب کو نظر آئے اس لئے کرنل صاحب کی سوچ درست نہیں ہے''..... چیف شاگل نے کہا۔

''ہاں۔ آپ درست کہہ رہے ہیں۔ بہرحال یہاں بھی آپ کے آدمی انہیں ٹریس کرتے رہیں گے لیکن آپ اپنا خصوصی گروپ لے کر گمارس شہر پہنچ جائیں اور وہاں ان لوگوں کو روک کر آپ نے ان کا خاتمہ کرنا ہے جبکہ ملٹری انٹیلی جنس اس لانچنگ پیڈ کے اندر سیکورٹی کی جگہ لے گی۔ کرنل وشنو آپ نے کوئی خصوصی گروپ

تجویز ہے''..... صدر نے کہا۔

''یس سر۔ ملٹری انٹیلی جنس کا سب سے ہوشیار اور کامیاب گروپ کمانڈو گروپ ہے جس کا انچارج کرنل کمانڈر ہے۔ وہ پہلے بھی کئی لیبارٹریوں کی کامیاب سیکورٹی کے فرائض سرانجام دے چکا ہے جناب''..... کرنل وشنو نے کہا۔

''او کے۔ کسی بھی غیر معمولی معاملے پر آپ نے مجھے ساتھ ساتھ رپورٹ دینی ہے''..... صدر نے کہا اور اٹھ کھڑے ہوئے تو چیف شاگل اور کرنل وشنو دونوں ایک جھٹکے سے اٹھے۔ کرنل وشنو نے فوجی انداز میں سیلوٹ کیا جبکہ چیف شاگل نے سلام کیا۔ صدر نے بھی سلام کیا اور پھر مڑ کر وہ کونے والے دروازے کی طرف بڑھتے چلے گئے۔

عمران اپنے فلیٹ کے سٹنگ روم میں بیٹھا ایک کتاب پڑھنے میں مصروف تھا کہ سائیڈ تپائی پر پڑے ہوئے فون کی گھنٹی بج اٹھی تو عمران نے کتاب سے نظریں ہٹائے بغیر ہاتھ بڑھا کر رسیور اٹھا لیا۔

''علی عمران ایم ایس سی۔ ڈی ایس سی (آکسن) بزبان خود بول رہا ہوں'' عمران نے خوشگوار لہجے میں کہا لیکن اس کی نظریں کتاب پر ہی جمی ہوئی تھیں۔

''سلطان بول رہا ہوں۔ انتہائی اہم مسئلہ ہے۔ فوراً آفس پہنچو''۔۔۔ سرسلطان کی بھاری آواز سنائی دی اور اس کے ساتھ ہی رابطہ ختم ہو گیا تو عمران نے کتاب سے نظریں ہٹائے بغیر رسیور کریڈل پر رکھ دیا۔ اس کی نظریں مسلسل کتاب پر ہی جمی ہوئی تھیں۔ چند لمحوں بعد فون کی گھنٹی ایک بار پھر بج اٹھی تو عمران نے

پہلے کی طرح دوبارہ کتاب سے نظریں ہٹائے بغیر ہاتھ بڑھا کر رسیور اٹھایا اور اسے کان سے لگا لیا۔

''علی عمران ایم ایس سی۔ ڈی ایس سی (آکسن) بزبان خود بول رہا ہوں''۔۔۔ عمران نے پہلے کی طرح بڑے خوشگوار لہجے میں کہا۔

''سرداور بول رہا ہوں عمران بیٹے۔ میں نے سرسلطان کو کافرستان کے بارے میں ایک انتہائی اہم رپورٹ بھجوائی ہے۔ یہ اطلاع مجھے میرے ایک دوست سائنس دان نے ایکریمیا سے بھجوائی تھی۔ میں نے اسے کنفرم کیا ہے اور یہ بات کنفرم ہو گئی ہے کہ اسرائیل اور کافرستان مل کر پاکیشیائی ایٹمی تنصیبات کے خلاف ایک بڑی سازش کر رہے ہیں اور یہ سازش کسی بھی وقت کامیاب ہو سکتی ہے۔ میں نے تمہیں فون اس لئے کیا ہے کہ تم سرسلطان سے رپورٹ لے کر اپنے چیف کو پہنچا دو اور جس قدر جلد ممکن ہو سکے اس خطرے کا سدباب کرنے کی کوشش کرو''۔۔۔ دوسری طرف سے سرداور نے بھاری آواز اور گھمبیر لہجے میں کہا تو عمران بے اختیار چونک کر سیدھا ہو گیا۔

''کس بارے میں رپورٹ ہے سرداور۔ آپ مختصراً بتا دیں''۔ عمران نے کتاب بند کر کے سامنے میز پر رکھتے ہوئے کہا۔

''اطلاع ملی ہے کہ اسرائیل اور ایکریمیا کے سائنس دانوں نے ایک خلائی سیارے میں ایسی جدید مشینری نصب کی ہے جو اپنی رینج

میں کسی بھی علاقے میں موجود ایٹمی تنصیبات کو اس انداز میں چیک کر سکتی ہے کہ ان معلومات کی مدد سے ان ایٹمی تنصیبات کو آسانی سے ختم کیا جا سکتا ہے اور اسرائیل اس خلائی سیارے کو کافرستان کے خلائی لانچنگ پیڈ سے خلاء میں چھوڑنا چاہتا ہے تاکہ پاکیشیا کی ایٹمی تنصیبات کو چیک کر کے اسے تباہ کر سکے اور ایک بار یہ سیارہ خلاء میں پہنچ گیا تو ہم بے بس ہو کر رہ جائیں گے''..... سرداور نے تیز تیز لہجے میں بولتے ہوئے کہا۔

''لیکن سرداور۔ ایسا خلائی سیارہ خلاء میں بھیجنا تو اقوام متحدہ کے تحت ممنوع ہے اور کافرستان نے اب تک موسمیاتی اور مواصلاتی سیارے خلاء میں بھیجے ہیں''..... عمران نے کہا۔

''اسے بظاہر مواصلاتی سیارے کی شکل دی گئی ہے۔ اس کے اندر مواصلاتی مشینری بھی موجود ہے لیکن خفیہ طور پر اس میں ایٹمی تنصیبات کو چیک کرنے والی مشینری بھی نصب کی گئی ہے''۔ سرداور نے کہا۔

''کیا یہ بات حتمی ہے''..... عمران نے کہا۔

''ہاں۔ میں نے اسے کنفرم کر کے ہی رپورٹ تمہارے چیف تک پہنچانے کے لئے سرسلطان کو بھجوائی ہے''..... سرداور نے کہا۔

''اوکے۔ آپ بے فکر رہیں۔ کافرستان اور اسرائیل پاکیشیا کے خلاف اس مکروہ اور بھیانک سازش میں کبھی کامیاب نہیں ہو سکیں گے''..... عمران نے کہا۔

وکے۔ اب میں مطمئن ہوں''..... دوسری طرف سے اس بار ن بھرے لہجے میں کہا گیا اور اس کے ساتھ ہی رابطہ ختم ہو گیا ن نے کریڈل دبایا اور پھر ہاتھ بڑھا کر تیزی سے نمبر پریس نے شروع کر دیئے۔ اس کے چہرے پر گہری سنجیدگی طاری تھی۔

''پی اے ٹو سیکرٹری خارجہ''..... رابطہ قائم ہوتے ہی سرسلطان ے پی اے کی آواز سنائی دی۔

''ارے۔ پی اے کہا کرو۔ چلو ڈگری کا کچھ رعب تو پڑے ''..... عمران نے مسکراتے ہوئے کہا۔

''عمران صاحب آپ۔ میں بات کراتا ہوں سر سے آپ کی''۔ ری طرف سے کہا گیا۔

''ہیلو سلطان بول رہا ہوں''..... چند لمحوں کی خاموشی کے بعد سلطان کی بھاری آواز سنائی دی۔

''حقیر فقیر، پر تقصیر، بندہ نادان علی عمران ایم ایس سی۔ ڈی ایس سی (آکسن) بدبان خود اور بزبان خود بول رہا ہوں''..... عمران نے اپنے مخصوص خوشگوار لہجے میں کہا۔

''تم واقعی حقیر فقیر بنائے جا سکتے ہو۔ سمجھے۔ میں یہاں تمہارا .... ہوں اور تم ابھی فون پر بیٹھے راگ مالا الاپ رہے ہو''۔ سلطان نے غصیلے لہجے میں کہا۔

''آپ تو جب بنائیں گے سو بنائیں گے۔ پٹرول کی مہنگائی

نے مجھے واقعی بنا دیا ہے اور پیدل چلنا ان دنوں اس قدر خطرناک ہو گیا ہے کہ دیکھنے والے مشکوک ہو سکتے ہیں کیونکہ ظاہر ہے آدمی تھک جاتا ہے اور جب آدمی تھک جاتا ہے تو اس کا ایک قدم مشرق اور دوسرا مغرب کو جانے لگ جاتا ہے اس لئے مہربانی فرما کر جو فائل آپ کو سرداور نے بھجوانی ہے وہ میرے فلیٹ پر بھجوا دیں تاکہ میں اسے جلدازجلد چیف تک پہنچا سکوں''۔۔۔ عمران نے کہا۔

''اوہ۔ تو سرداور نے تمہیں فون کر کے بتا دیا ہے۔ ٹھیک ہے۔ میں بھجوا رہا ہوں فائل اور چیف کو میری طرف سے بھی کہہ دینا کہ اگر کافرستان اپنے اس مشن میں کامیاب ہو گیا تو پاکیشیا شیر کی بجائے بھیڑ کا بچہ بن جائے گا''۔۔۔ سرسلطان نے کہا اور اس کے ساتھ ہی رابطہ ختم ہو گیا تو عمران نے مسکراتے ہوئے رسیور رکھ دیا۔

''سلیمان۔ جناب آغا سلیمان پاشا صاحب''۔۔۔ عمران نے رسیور رکھ کر اونچی آواز میں کہا۔

''میں حریرے بنا رہا ہوں اپنے کھانے کے لئے۔ دو گھنٹے بعد حاضر ہوں گا''۔۔۔ دور سے سلیمان کی آواز سنائی دی۔

''جناب آغا سلیمان صاحب۔ آپ بے شک حریرے بناتے اور کھاتے رہیں۔ اس کے باوجود آپ کو اپنی سابقہ تنخواہیں اور الاونس یاد نہیں رہ سکتے کیونکہ یہ جدید دور کا حساب کتاب ہے اور

… دور قدیم دور تھا''۔۔۔ عمران نے اونچی آواز میں کہا۔

…چہ۔ آپ تو جدید دور کے ہیں۔ آپ ہی بتا دیں کہ آپ …ی کتنی رقم دینی ہے''۔۔۔ سلیمان نے کمرے میں داخل …تے ہوئے کہا۔ اس کے ہاتھ میں بھاپ نکالتی ہوئی چائے کی …الی تھی۔

''…رے واہ۔ چھوڑو حساب کتاب کی باتیں۔ ویسے تمہیں کیسے معلوم ہو جاتا ہے کہ میرا ارادہ چائے کی فرمائش کرنے کا تھا''۔ …ن نے جلدی سے ہاتھ بڑھا کر اس کے ہاتھ سے چائے کی …الی لیتے ہوئے کہا۔

''جس سے ادھار واپس لینا ہو۔ اس کے ناز نخرے تو اٹھانے ہی پڑتے ہیں''۔۔۔ سلیمان نے منہ بناتے ہوئے جواب دیا۔

''ابھی سرسلطان کے آفس سے ایک فائل آئے گی۔ وہ لے کر مجھے پہنچا دینا''۔۔۔ عمران نے یکلخت سنجیدہ لہجے میں کہا۔

''اچھا''۔۔۔ سلیمان نے جواب دیا اور واپس مڑ گیا تو عمران نے چائے کا ایک بڑا گھونٹ لیا اور پھر پیالی کو میز پر رکھ کر اس نے دوبارہ کتاب اٹھا لی لیکن اس کی پیشانی پر ابھر آنے والی لکیریں بتا رہی تھیں کہ وہ ذہنی طور پر الجھ چکا ہے۔ اس نے کتاب بند کر کے واپس میز پر رکھ دی اور چائے کی پیالی اٹھا کر منہ سے لگا لی۔ ابھی اس نے چائے کی پیالی ختم کی ہی تھی کہ کال بیل کی آواز سنائی دی۔

''سلیمان''۔ عمران نے کہا۔

''جا رہا ہوں صاحب''۔ سلیمان کی گیلری میں سے آواز سنائی دی اور پھر تھوڑی دیر بعد سلیمان کمرے میں داخل ہوا تو اس کے ہاتھ میں ایک پیکٹ تھا جس پر مہریں لگی ہوئی تھیں۔ سلیمان عمران کو پیکٹ دے کر واپس چلا گیا۔ عمران نے ان مہروں کو غور سے دیکھا اور پھر میز کی سائیڈ میں موجود قلمدان سے پیپر کٹر اٹھا کر اس نے اسے سائیڈ سے کاٹا اور پھر پیکٹ کے اندر موجود سرخ رنگ کے کور والی فائل باہر نکال لی اور پھر فائل کو کھول کر پڑھنے لگا۔ فائل میں صرف دو صفحے تھے۔ عمران نے ان دونوں صفحوں کو غور سے پڑھ کر فائل بند کر دی اور پھر آنکھیں بند کر کے کسی گہری سوچ میں ڈوب گیا۔

آفس کے انداز میں سجے ہوئے کمرے میں بڑی سی ٹیبل کے پیچھے رکھی ہوئی اونچی پشت کی کرسی پر ایک لمبے قد اور چوڑے چہرے اور بھاری لیکن ورزشی جسم کا آدمی بیٹھا ہوا تھا۔ اس کی مونچھیں سریوں کے سے انداز میں دونوں سائیڈوں میں سیدھی کھڑی تھیں۔ آنکھوں میں تیز سرخی تھی۔ سر پر بال چھدرے سے تھے۔ میز پر ایک انٹرکام اور ایک فون سیٹ موجود تھا۔ ایک سائیڈ پر موجود ٹرے میں چند فائلیں پڑی ہوئی تھیں جبکہ ایک فائل اس کے سامنے کھلی ہوئی پڑی تھی اور اس آدمی کی نظریں اس فائل پر جمی ہوئی تھیں۔ فون کی گھنٹی بج اٹھی تو اس آدمی نے ہاتھ بڑھا کر رسیور اٹھا کر کان سے لگا لیا۔

''یس۔ کرنل کمانڈر بول رہا ہوں۔ چیف سیکورٹی آفیسر''۔ اس آدمی نے سخت اور کھردرے لہجے میں کہا۔

''کرنل وشنو بول رہا ہوں۔ چیف آف ملٹری انٹیلی جنس''۔ دوسری طرف سے کرنل وشنو کی آواز سنائی دی۔

''یس سر۔ حکم سر''۔۔۔ کرنل کمانڈر نے اس بار قدرے مؤدبانہ لہجے میں کہا۔

''آپ نے یہاں کی سیکورٹی کا چارج سنبھال کر تمام معاملات کو سمجھ لیا ہے یا نہیں''۔۔۔ کرنل وشنو نے پوچھا۔

''یس سر''۔۔۔ کرنل کمانڈر نے جواب دیا۔

''میں نے آپ کو یہاں بھیجنے سے پہلے جو بریفنگ دی تھی۔ کیا آپ نے اس پر عمل کیا ہے''۔۔۔ کرنل وشنو کی آواز سنائی دی۔

''یس سر۔ میں نے اپنے گروپ کو زیرو وے پر تعینات کر دیا ہے۔ اس کے ساتھ ہی یہاں ریڈالرٹ کر دیا گیا ہے۔ نہ یہاں سے کوئی باہر جا سکتا ہے اور نہ ہی باہر سے اندر آ سکتا ہے۔ تمام ضروری اشیاء کا ایک ماہ کے لئے اسٹاک کر لیا گیا ہے''۔۔۔ کرنل کمانڈر نے کہا۔

''گڈ۔ لانچنگ پیڈ کا انچارج کون ہے''۔۔۔ کرنل وشنو نے پوچھا۔

''ڈاکٹر مول چند''۔۔۔ کرنل کمانڈر نے جواب دیا۔

''آپ ان سے معلوم کریں کہ اسرائیل سے خلائی سیارہ جسے یہاں سے خلاء میں بھیجنا ہے، پہنچ گیا ہے یا نہیں۔ اگر نہیں پہنچا تو کب آئے گا اور کس طرح۔ اور اگر آ گیا ہے تو اسے کہاں رکھا

ہے''۔۔۔ کرنل وشنو نے کہا۔

''اس سے کیا ہو گا چیف۔ میں سمجھا نہیں''۔۔۔ کرنل کمانڈر نے الجھے ہوئے لہجے میں کہا۔

''اتنی صاف اور سیدھی بات بھی تم نہیں سمجھ رہے۔ مجھے تمہاری ذہانت پر حیرت ہو رہی ہے''۔۔۔ کرنل وشنو کے لہجے میں تلخی آ گئی تھی۔

''آئی ایم سوری چیف''۔۔۔ کرنل کمانڈر نے قدرے شرمندہ سے لہجے میں کہا۔

''کرنل کمانڈر۔ پاکیشیا سیکرٹ سروس کو اس لانچنگ پیڈ سے کوئی دلچسپی نہیں ہے۔ کیونکہ اب تک یہاں سے صرف موسمی اور مواصلاتی سیارے خلاء میں بھیجے جاتے رہے ہیں۔ اب پہلی بار اسرائیل کا وہ خلائی سیارہ چیں کیپر بھجوایا جانا ہے اس لئے پاکیشیائی ایجنٹوں کا اصل ہدف یہی خلائی سیارہ چیں کیپر ہی ہو گا۔ وہ اسے تباہ کرنے کی کوشش کریں گے''۔۔۔ کرنل وشنو نے تفصیل سے بات کرتے ہوئے کہا۔

''یس سر۔ آپ کی بات درست ہے۔ آپ واقعی انتہائی گہرائی میں سوچتے ہیں''۔۔۔ کرنل کمانڈر نے اس بار قدرے خوشامدانہ لہجے میں کہا۔

''آپ یہ سب ضروری معلومات حاصل کر کے مجھے بتائیں تاکہ میں اس بارے میں آپ کو خصوصی ہدایات دے سکوں''۔۔۔ کرنل

وشنو نے کہا اور اس کے ساتھ ہی رابطہ ختم ہو گیا تو کرنل کمانڈر نے
رسیور رکھا اور پھر انٹرکام کا رسیور اٹھا کر اس نے یکے بعد دیگرے
دو بٹن پریس کر دیئے۔

''یس سر''۔۔۔ ایک مؤدبانہ آواز سنائی دی۔

''ڈاکٹر مول چند سے میری بات کراؤ''۔۔۔ کرنل کمانڈر نے کہا
اور رسیور رکھ دیا۔ چند لمحوں بعد فون کی گھنٹی بج اٹھی تو کرنل کمانڈر
نے رسیور اٹھایا۔

''یس''۔۔۔ کرنل کمانڈر نے کہا۔

''ڈاکٹر مول چند صاحب سے بات کریں سر''۔۔۔ دوسری طرف
سے مؤدبانہ لہجے میں کہا گیا۔

''کرنل کمانڈر بول رہا ہوں جناب۔ چیف سیکورٹی آفیسر''۔
کرنل کمانڈر نے مؤدبانہ لہجے میں کہا۔

''یس کرنل۔ کیوں کال کی ہے''۔۔۔ جواب میں خشک اور بلغم
زدہ کھڑکھڑاتی ہوئی آواز سنائی دی۔

''جناب آپ سے ایک ضروری بات کرنی ہے۔ آپ چند منٹ
کی ملاقات کی اجازت دیں''۔۔۔ کرنل کمانڈر نے کہا۔

''فون پر بات کر لیں''۔۔۔ ڈاکٹر مول چند نے کہا۔

''اگر بالمشافہ ملاقات ہو سکے تو بہتر ہے جناب''۔۔۔ کرنل
کمانڈر نے کہا۔

''سوری کرنل۔ صدر صاحب نے سختی سے ممانعت کر رکھی ہے

کہ کسی غیر متعلقہ فرد کو کسی صورت بھی لانچنگ پیڈ کے اندر داخل
نہ ہونے دیا جائے اس لئے ویری سوری۔ میں مجبور ہوں۔ ہاں اگر
آپ صدر صاحب سے اجازت لے دیں تو ٹھیک ہے''۔۔۔ ڈاکٹر
مول چند نے تیز لہجے میں کہا۔

''ٹھیک ہے سر۔ میں فون پر ہی بات کر لیتا ہوں۔ یہ بتائیں
کہ اسرائیل سے خلائی سیارہ میں کیپر یہاں پہنچ چکا ہے یا
نہیں''۔۔۔ کرنل کمانڈر نے کہا۔

''کیوں۔ آپ کیوں پوچھ رہے ہیں۔ اس سوال کی وجہ''۔
ڈاکٹر مول چند نے چونک کر کہا۔

''سر۔ اصل حفاظت اس کی کرنی ہے۔ کیونکہ پاکیشائی ایجنٹ
اسے تباہ کرنے آ رہے ہیں۔ باقی لانچنگ پیڈ سے انہیں کوئی دلچسپی
نہیں ہو گی''۔۔۔ کرنل کمانڈر نے کہا۔

''ہونہہ۔ ٹھیک ہے۔ وہ یہاں پہنچ چکا ہے اور محفوظ ہے۔ ہم
نے اسے بھی لانچنگ پیڈ کے ایٹم بم پروف خفیہ تہہ خانے میں محفوظ
کر رکھا ہے اس لئے اس کے بارے میں آپ بے فکر رہیں''۔
ڈاکٹر مول چند نے کہا۔

''اس تہہ خانے کا راستہ کہاں سے ہے سر''۔۔۔ کرنل کمانڈر نے
کہا۔

''میرے آفس سے خفیہ راستہ ہے اور صرف میں ہی اسے کھول
سکتا ہوں''۔۔۔ ڈاکٹر مول چند نے جواب دیا۔

''ٹھیک ہے سر۔ آپ کب تک اسے وہاں سے نکال کر لانچنگ پیڈ پر لا کر فٹ کریں گے اور کب اسے خلاء میں فائر کریں گے''۔ کرنل کمانڈر نے کہا۔

''لانچنگ پیڈ پر خصوصی کام ہو رہا ہے اور ہم دن رات کام کر رہے ہیں اس لئے زیادہ سے زیادہ تین روز تک یہ کام مکمل ہو جائے گا۔ پھر اسے باہر نکال کر لانچنگ پیڈ پر نصب کر دیا جائے گا۔ اس میں مزید دو روز لگ جائیں گے۔ کل پانچ روز کے بعد چھٹے روز اسے فائر کر دیا جائے گا''۔۔۔ ڈاکٹر مول چند نے کہا۔

''ٹھیک ہے سر۔ آپ بے فکر ہو کر کام کریں۔ پاکیشیائی ایجنٹ تو کیا، کوئی پرندہ بھی یہاں پر نہیں مار سکتا''۔۔۔ کرنل کمانڈر نے کہا اور اس کے ساتھ ہی اس نے رسیور رکھا اور پھر انٹرکام کا رسیور اٹھا کر اس نے اپنے پی اے کو کرنل وشنو سے بات کرانے کا کہہ کر رسیور رکھ دیا۔ چند لمحوں بعد فون کی گھنٹی بج اٹھی تو اس نے ہاتھ بڑھا کر رسیور اٹھا لیا۔

''یس''۔۔۔ کرنل وشنو کی سخت اور تحکمانہ آواز سنائی دی۔

''کرنل کمانڈر بول رہا ہوں سر۔ ڈاکٹر مول چند سے میری بات ہوئی ہے۔ انہوں نے بتایا ہے کہ چیں کیپر یہاں پہنچ چکا ہے اور لانچنگ پیڈ کے نیچے ایٹم بم پروف تہہ خانے میں رکھا گیا ہے جس کا راستہ ڈاکٹر مول چند کے آفس سے ہے اور صرف ڈاکٹر مول چند ہی اسے کھول سکتے ہیں۔ وہ سب تیزی سے کام کر رہے ہیں

تین روز میں یہ کام ختم ہو جائے گا اور اس کے بعد دو روز میں چیں کیپر کو اس تہہ خانے سے نکال کر لانچنگ پیڈ پر نصب کیا جائے گا اور اس کے بعد اسے خلاء میں فائر کر دیا جائے گا۔ یہ کام آج سے چھٹے روز ہو گا اور اس کے بعد مشن مکمل ہو جائے گا''۔ کرنل کمانڈر نے تفصیل سے جواب دیتے ہوئے کہا۔

''اوکے۔ اب میں مطمئن ہوں۔ لیکن تم نے پوری طرح ہوشیار رہنا ہے''۔۔۔ کرنل وشنو نے کہا اور اس کے ساتھ ہی رابطہ ختم ہو گیا تو کرنل کمانڈر نے بھی ایک طویل سانس لیتے ہوئے رسیور رکھ دیا۔

سرخ رنگ کی سپورٹس کار تیزی سے دوڑتی ہوئی ایک معروف سڑک پر آگے بڑھی چلی جا رہی تھی۔ ڈرائیونگ سیٹ پر عمران خود تھا۔ اس کی آنکھوں پر سرخ رنگ کے شیشوں والی گاگل تھی۔ اس نے سوٹ پہن رکھا تھا۔ کار خاصی تیز رفتاری سے دوسری گاڑیوں کو کراس کرتی ہوئی آگے بڑھ رہی تھی اور پھر تھوڑی دیر بعد کار ایک سائیڈ پر ہونے لگی۔ عمران نے سائیڈ پر ہونے کے لئے اشارہ دینا شروع کر دیا اور چند لمحوں بعد اس نے کار کو ایک بڑے رہائشی پلازہ کے کمپاؤنڈ گیٹ میں داخل کیا اور اسے ایک طرف بنی ہوئی وسیع پارکنگ کی طرف لے گیا۔ یہاں رنگ برنگی کاریں خاصی تعداد میں موجود تھیں۔ عمران نے کار ایک خالی جگہ پر روکی اور پھر نیچے اتر کر اس نے کار لاک کی اور تیز تیز قدم اٹھاتا ہوا پلازہ کے مین گیٹ کی طرف بڑھتا چلا گیا۔ اس رہائشی پلازہ میں جولیا کا فلیٹ تھا اور

حکم پر اس وقت جولیا کے فلیٹ میں جولیا سمیت صفدر، شکیل اور تنویر موجود تھے۔ عمران نے انہیں کافرستان میں مکمل ہونے والے مشن کے بارے میں بریف کرنا تھا۔ پلازہ کے گیٹ سے بہت سی عورتیں اور مرد آ جا رہے تھے۔ عمران بھی ہو کر ایک لفٹ کی طرف بڑھ گیا۔ لفٹ اوپر سے نیچے آ رہی تھی۔ عمران کے ساتھ وہاں چار اور آدمی بھی لفٹ کے انتظار میں کھڑے تھے جن میں ایک نوجوان اور خوبصورت لڑکی اور تین مرد تھے۔

"آپ نے کس منزل پر جانا ہے"۔ عمران نے اس نوجوان خوبصورت لڑکی سے مخاطب ہو کر کہا تو لڑکی نے چونک کر اس کی طرف دیکھا۔

"آپ کیوں پوچھ رہے ہیں"۔ لڑکی نے قدرے مشکوک میں عمران کو سر سے پاؤں تک دیکھتے ہوئے کہا۔

"تاکہ میں بھی آپ کے ساتھ جا سکوں۔ مجھے اصل میں لفٹ جانے سے ڈر لگتا ہے"..... عمران نے بڑے معصوم سے کہا تو اس لڑکی کے چہرے پر حیرت کے ساتھ ساتھ ہلکی سی بھی دوڑنے لگی۔

"میں تو چوتھی منزل پر جا رہی ہوں۔ آپ نے کس منزل پر جانا ہے"۔ لڑکی نے مسکراتے ہوئے کہا۔

"اچھا۔ لیکن میں نے تو دوسری منزل پر جانا ہے"۔ عمران

نے بڑے مایوس سے لہجے میں کہا۔

''تو آپ دوسری منزل پر لفٹ سے اتر جائیں''..... لڑکی نے کہا۔

''آپ کے بغیر، یہ کیسے ہو سکتا ہے''.... عمران نے کہا تو لڑکی بے اختیار چونک پڑی۔

''کیا مطلب۔ یہ آپ کیا کہہ رہے ہیں''..... لڑکی نے منہ بناتے ہوئے کہا۔

''یہ مطلب پوچھنا ہمارے معاشرے میں ایک بیماری کی طرح پھیل گیا ہے۔ جس سے بات کرو وہی مطلب پوچھنا شروع کر دیتا ہے اور اگر مطلب بتا دو تو پھر اس مطلب کا مطلب پوچھا جاتا ہے''..... عمران نے منہ بناتے ہوئے کہا اور پھر اس سے پہلے کہ مزید کوئی بات ہوتی لفٹ آ کر رکی۔ اس کا دروازہ کھلا اور چار افراد باہر نکل آئے جبکہ عمران وہ لڑکی اور تینوں بوڑھے لفٹ میں داخل ہو گئے تو اندر کھڑے ہوئے لفٹ بوائے نے دروازہ بند کر دیا۔

''آپ نے کس منزل پر جانا ہے''..... لڑکے نے سب سے پہلے اس لڑکی سے پوچھا۔

''چوتھی منزل پر''..... لڑکی نے عمران کی طرف دیکھتے ہوئے کہا۔

''اور آپ نے''..... لڑکے نے ان بوڑھے افراد سے پوچھا۔

''ہم تینوں نے بھی چوتھی منزل پر جانا ہے''.... ان میں سے ایک بوڑھے نے کہا۔

''اور آپ نے جناب''..... لڑکے نے عمران سے پوچھا جو خاموش کھڑا تھا۔

''چوتھی منزل پر''..... عمران نے لڑکی کی طرف دیکھتے ہوئے مسکرا کر کہا تو لڑکی نے بے اختیار ہونٹ بھینچ لئے جبکہ لفٹ بوائے نے لفٹ کا بٹن پریس کر دیا اور لفٹ اوپر کو جانے لگی۔ چوتھی منزل پر لفٹ رک گئی اور لفٹ بوائے نے دروازہ کھول دیا تو سب سے پہلے تینوں بوڑھے باہر نکلے۔ ان کے بعد وہ لڑکی اور آخر میں عمران باہر آ گیا جبکہ اس کے باہر آتے ہی لفٹ کا دروازہ بند ہو گیا اور لفٹ واپس نیچے چلی گئی۔ تینوں بوڑھے تیز تیز قدم اٹھاتے آگے بڑھتے چلے گئے۔

''حیرت ہے۔ اس قدر جدید دور میں اس قدر سست رفتار لفٹ''..... عمران نے لڑکی کی طرف بڑھتے ہوئے کہا جو راہداری میں جانے کے لئے مڑ رہی تھی۔

''سست رفتار۔ کیا مطلب''..... لڑکی نے چونک کر پوچھا۔

''یہ سست رفتاری نہیں ہے کہ اتنی دیر میں دوسری منزل تک پہنچی ہے''..... عمران نے منہ بناتے ہوئے کہا۔

''کیا۔ کیا کہہ رہے ہو۔ یہ چوتھی منزل ہے دوسری نہیں۔ اور تم نے خود لفٹ بوائے سے کہا تھا کہ تم نے چوتھی منزل پر جانا

ہے''۔۔۔ لڑکی نے کہا۔

''وہ تو میں نے شرم کے مارے کہہ دیا تھا کہ اتنا بڑا ہو کر ابھی تک دوسری میں ہے۔ ان بوڑھوں کو تو چھوڑیں وہ تو شاید تعلیم بالغاں کے کسی سکول میں پڑھتے ہوں گے۔ آپ تو عمر میں مجھ سے چھوٹی ہیں اور آپ چوتھی میں ہیں تو میں کیوں دوسری میں رہوں''۔۔۔ عمران نے ہاتھ نچاتے ہوئے کہا تو لڑکی بے اختیار ہنس پڑی۔

''تم واقعی کوئی معصوم آدمی ہو یا لڑکیوں سے باتیں کرنے کے لئے اس طرح کی باتیں کرتے ہو''۔۔۔ لڑکی نے ہنستے ہوئے کہا۔

''لڑکیاں۔ کہاں ہیں لڑکیاں۔ مجھے تو نظر نہیں آ رہیں''۔ عمران نے اس طرح ادھر ادھر دیکھتے ہوئے کہا جیسے لڑکیوں کو تلاش کر رہا ہو۔

''ہونہہ۔ تم مجھ سے مذاق کر رہے ہو نانسنس۔ میں جا رہی ہوں''۔۔۔ لڑکی نے غصیلے لہجے میں کہا۔

''ارے۔ ارے۔ غصہ نہ کھائیں۔ بے شک اس کی جگہ تربوز کھا لیں۔ کہتے ہیں تربوز کھانے سے خون میں حدت کم ہو جاتی ہے''۔۔۔ عمران نے بڑے معصوم سے لہجے میں کہا لیکن لڑکی تیز تیز قدم اٹھاتی آگے بڑھتی چلی گئی۔

''اب میں کیا کروں۔ یہ سب تو مجھے چوتھی منزل میں اکیلا چھوڑ کر چلے گئے''۔۔۔ عمران نے رو دینے والے لہجے میں کہا اور

سیڑھیوں کی طرف بڑھ گیا لیکن ابھی وہ سیڑھیوں تک ہی پہنچا تھا کہ اسے عقب سے صفدر کی آواز سنائی دی۔

''عمران صاحب۔ آپ کہاں جا رہے ہیں''۔۔۔ صفدر کی آواز میں حیرت کا عنصر نمایاں تھا۔

''دوسری منزل پر''۔۔۔ عمران نے مڑ کر رو دینے والے لہجے میں کہا۔

''کیوں۔ وہاں کیا ہے''۔۔۔ صفدر نے آگے بڑھتے ہوئے کہا۔

''ارے۔ یہ پوچھو صفدر کہ وہاں کیا نہیں ہے۔ مس جولیانا فٹز جہاں ہو وہاں یہ بات پوچھنا دنیا کی سب سے بڑی حماقت ہے''۔۔۔ عمران نے چہک کر کہا۔

''لیکن مس جولیا تو یہاں چوتھی منزل پر رہتی ہیں''۔۔۔ صفدر نے مسکراتے ہوئے کہا۔

''چوتھی منزل پر۔ اچھا۔ واقعی۔ کمال ہے۔ ایک ہفتہ پہلے تو وہ دوسری منزل پر رہتی تھی۔ میں سیڑھیاں چڑھ کر گیا تھا''۔۔۔ عمران نے کہا اور صفدر اس بار بے اختیار ہنس پڑا۔

''وہ تو جب سے یہاں آئی ہیں چوتھی منزل پر ہی رہ رہی ہیں۔ آپ تیز سیڑھیاں چڑھ گئے ہوں گے اس لئے آپ نے سمجھا ہوگا کہ دوسری منزل ہے''۔۔۔ صفدر نے کہا۔

''ارے ہاں۔ واقعی کمال ہے تم تو دوسروں کی نفسیات بھی سمجھتے ہو۔ [illegible] بڑا مزہ آتا ہے سیڑھیاں چڑھنے میں۔ البتہ سیڑھیاں

اترنا غلط کام ہے''.... عمران نے منہ بناتے ہوئے کہا۔

''کیوں۔ وجہ''.... صفدر نے کہا۔

''سیڑھیاں چڑھتے ہوئے آدمی کا جسم پیچھے کی طرف ہو جاتا ہے۔ مطلب ہے کہ کسی سے نہ ڈرنے کی کیفیت میں آ جاتا ہے آدمی اور تمہیں معلوم ہے کہ میرے اندر چنگیزی خون دوڑ رہا ہے اس لئے میں اس حالت میں تیزی سے سیڑھیاں چڑھ جاتا ہوں''۔ عمران نے باقاعدہ وضاحت کرتے ہوئے کہا۔

''اور اترتے وقت کیا ہوتا ہے''.... صفدر نے مسکراتے ہوئے کہا۔

''اترنے والے آدمی کا جسم آگے کی طرف جھک جاتا ہے۔ جیسے اپنے سے کسی بڑے کے سامنے کورنش بجا لا رہا ہو اور یہی بات غلط ہے''.... عمران نے بڑے معصوم سے لہجے میں کہا تو صفدر بے اختیار اونچی آواز میں ہنس پڑا۔

''آپ کی بات درست ہے اس لئے بہتر ہے کہ آدمی آئے سیڑھیوں سے اور جائے لفٹ کے ذریعے۔ لیکن اب یہاں آپ کب تک کھڑے رہیں گے۔ آیئے''.... صفدر نے کہا اور واپس مڑ گیا۔

''کہاں''.... عمران نے چونک کر پوچھا۔

''مس جولیا کے فلیٹ میں اور کہاں۔ وہاں کیپٹن شکیل، تنویر اور مس جولیا انتظار کر رہے ہیں آپ کا''.... صفدر نے مڑے بغیر کہا۔

''تو کیا تم نے خطبہ نکاح یاد کر لیا ہے جو گواہ اور دلہن کو پہلے سے پابند کر رکھا ہے''.... عمران نے تیزی سے آگے بڑھتے ہوئے تحیر بھرے لہجے میں کہا۔

''یہاں تو میں سنا سکتا ہوں لیکن تنویر کے سامنے بھول جاتا ہوں''.... صفدر نے مسکراتے ہوئے کہا۔

''اچھا کرتے ہو''.... عمران نے اطمینان بھرا طویل سانس لیتے ہوئے کہا۔

''کیا مطلب۔ یہ آپ مطمئن کیوں ہو گئے''.... صفدر نے حیرت بھرے انداز میں عمران کی طرف دیکھتے ہوئے کہا۔ اس دوران وہ دونوں طویل راہداری میں آگے بڑھتے چلے جا رہے تھے جس کے دونوں اطراف میں فلیٹس کے دروازے تھے۔

''تمہاری جان بچ جاتی ہے''.... عمران نے کہا تو صفدر بے اختیار ہنس پڑا۔ پھر ایک دروازے کے سامنے رک کر اس نے کال بیل کا بٹن پریس کر دیا۔

''کون ہے''.... ڈور فون سے مردانہ آواز سنائی دی۔

''صفدر ہوں اور میرے ساتھ عمران صاحب ہیں''.... صفدر نے کہا تو کھٹک کی ہلکی سی آواز سنائی دی اور چند لمحوں بعد دروازہ کھل گیا۔ دروازے میں کیپٹن شکیل موجود تھا۔

''ارے۔ تم تو پہلے کیپٹن ہوا کرتے تھے۔ اب دربان بن گئے ہو۔ کمال ہے۔ لوگ اوپر کی طرف ترقی کرتے ہیں تم نیچے کی طرف

جا رہے ہو''۔۔۔ عمران نے آگے بڑھتے ہوئے کہا۔

''میں اب بھی کیپٹن شکیل ہوں عمران صاحب''۔۔۔ کیپٹن شکیل نے مسکراتے ہوئے کہا لیکن اس کا چہرہ ویسے ہی سپاٹ رہا تھا۔ البتہ ہونٹوں پر ہلکی سی مسکراہٹ تیرنے لگی تھی۔

''اچھا۔ پھر تو مبارک ہو۔ چلو ترقی نہیں کر سکے تو گل محمد تو بن ہی گئے ہو''۔۔۔ عمران نے آگے بڑھتے ہوئے کہا۔

''گل محمد۔ کیا مطلب''۔۔۔ کیپٹن شکیل نے دروازہ بند کر کے آگے بڑھتے ہوئے کہا۔

''وہ ایک محاورہ ہے کہ زمین تو حرکت کر سکتی ہے لیکن گل محمد کسی صورت حرکت میں نہیں آ سکتا۔ اور تم بھی بس کیپٹن پر ہی کھڑے ہو۔ نہ آگے نہ پیچھے''۔۔۔ عمران نے فلیٹ کی راہداری میں سے گزرتے ہوئے بڑے سے ڈرائینگ روم میں داخل ہوتے ہوئے کہا۔ عمران، صفدر اور کیپٹن شکیل اندر داخل ہو کر صوفوں پر بیٹھ گئے۔ اسی لمحے کال بیل کی آواز سنائی دی تو صفدر پھر اٹھ کھڑا ہوا۔

''تنویر آیا ہو گا''۔۔۔ صفدر نے کہا اور تیزی سے راہداری کی طرف مڑ گیا۔ اسی لمحے سائیڈ کی چھوٹی سی راہداری سے جولیا ایک ٹرالی دھکیلتی ہوئی ڈرائینگ روم میں داخل ہوئی۔ اسی لمحے دروازے کی راہداری سے صفدر کے ساتھ تنویر اندر داخل ہوا۔ اس نے بھی آنکھوں پر گاگل پہنی ہوئی تھی۔

''آؤ تنویر۔ تم تو پہلے پہنچ جاتے تھے۔ آج لیٹ ہو گئے ہو''۔

۔۔ نے مسکراتے ہوئے کہا۔

''سوری مس جولیا۔ میں ٹریفک جام میں پھنس گیا تھا''۔۔۔ تنویر نے گاگل اتار کر اسے بند کر کے جیب میں ڈالتے ہوئے کہا۔

''دلہنوں کی ڈولی دیتے وقت بھائی اکثر دیر کر دیتے ہیں۔ کیوں ۔۔۔ میں ٹھیک کہہ رہا ہوں ناں''۔۔۔ عمران نے تنویر سے مخاطب ۔۔۔ ر جواب سامنے والے صوفے پر کیپٹن شکیل کے ساتھ بیٹھ چکا تھا جبکہ عمران کے ساتھ صفدر بیٹھ گیا تھا۔

''تم نے پھر بکواس شروع کر دی۔ لگتا ہے اب تمہارا کچھ کرنا ۔۔ پڑے گا''۔۔۔ تنویر نے غراتے ہوئے لہجے میں کہا۔

''کرنا کیا ہے۔ ڈولی دے دو بس''۔۔۔ عمران نے منہ بناتے ہوئے کہا۔

''عمران پلیز۔ مشن کے آغاز سے پہلے ہی بدمزگی مت پیدا ۔۔''۔۔۔ جولیا نے ٹرے سے چائے کی پیالی اٹھا کر میز پر رکھتے ہوئے کہا۔

''عمران صاحب۔ چیف نے بتایا ہے کہ یہ مشن کافرستان میں ۔۔''۔۔۔ صفدر نے ایسے انداز میں کہا جیسے وہ موضوع بدلنا چاہتا ۔۔۔

''کافرستان کے شہر گمارس کے قریب''۔۔۔ عمران نے چائے کی ۔۔۔ اٹھاتے ہوئے کہا۔ جولیا نے تمام پیالیاں میز پر رکھ دی تھیں ۔۔ ٹرالی کو دھکیل کر ایک طرف کر کے وہ بھی سائیڈ سنگل صوفے پر

اکیلی بیٹھ گئی تھی اور اس نے خود بھی ایک چائے کی پیالی اٹھا لی تھی۔

''مشن کیا ہے''...... جولیا نے پوچھا۔

''کنوارے آدمی کا سب سے بڑا مشن تو شادی ہی ہوتا ہے''۔ عمران نے ایک بار پھر معصوم سے لہجے میں کہا۔

''اور شادی شدہ آدمی کا کیا مشن ہوتا ہے''...... صفدر نے مسکراتے ہوئے پوچھا۔

''بولنا''......عمران نے فوراً جواب دیا۔

''بولنا۔ کیا مطلب''......صفدر نے چونک کر پوچھا۔

''شادی کے بعد صرف خاتون بولتی ہے اور مرد بولنے کی کوشش کرتا رہ جاتا ہے۔ اسے بولنے کا موقع ہی نہیں دیا جاتا''...... عمران نے جواب دیا تو صفدر بے اختیار ہنس پڑا جبکہ کیپٹن شکیل کے لبوں پر ہلکی سی مسکراہٹ تھی لیکن تنویر اسی طرح سنجیدہ بیٹھا ہوا تھا۔ جولیا کے چہرے پر مسکراہٹ تو تھی لیکن ایسے محسوس ہو رہا تھا جیسے وہ سنجیدہ نظر آنے کی ناکام کوشش میں مصروف ہو۔

''عمران صاحب۔ کیا یہ مشن خلائی سیاروں کے سلسلے کا ہے''۔ اچانک خاموش بیٹھے ہوئے کیپٹن شکیل نے کہا تو عمران سمیت سب بے اختیار چونک پڑے۔

''یہ اندازہ تم نے کیسے لگا لیا''......عمران نے حیران ہو کر کہا۔

''یہ تو بڑی واضح بات ہے عمران صاحب۔ کافرستان میں گمارس

ـ ...یب دشوارگزار پہاڑی سلسلہ جورگان میں کافرستان نے ...ـب پیڈ بنایا ہوا ہے جہاں سے خلائی سیارے خلاء میں فائر کئے ...ـتے ہیں اور چھوٹے بڑے میزائلوں کے تجربات بھی یہیں سے ...ـے جاتے ہیں اور آپ نے خود بتایا ہے کہ یہ مشن گمارس کے ...ـب ہے''...... کیپٹن شکیل نے وضاحت کرتے ہوئے کہا۔

''...ندہ تم نے واقعی درست اندازہ لگایا ہے۔ گڈ شو''...... عمران ...ـ تحسین آمیز لہجے میں کہا۔

''...یا تم نے اس بارے میں خصوصی معلومات حاصل کی تھیں ...ن شکیل''......صفدر نے کیپٹن شکیل سے مخاطب ہو کر کہا۔

''...نہیں۔ دراصل ایک ہفتہ پہلے میں نے اس بارے میں ایک ...ـی مضمون پڑھا تھا۔ یہ مضمون کافرستان کے ایک اخبار میں ...ـع ہوا تھا''...... کیپٹن شکیل نے کہا۔

''...یا وہ اخبار تمہارے پاس ہے یا اس کا نام اور تاریخ بتا سکتے ...''... عمران نے سنجیدہ لہجے میں کہا۔

''...ہاں۔ میرے پاس موجود ہے۔ میں نے ان کی باقاعدہ فائل ...ل ہوئی ہے''...... کیپٹن شکیل نے جواب دیتے ہوئے کہا۔

''...ٹھیک ہے واپسی پر میں اسے تمہارے فلیٹ سے لے لوں ...''... عمران نے کہا۔

''...عمران صاحب۔ اصل مشن کیا ہے۔ کچھ تفصیل تو بتائیں''۔ ...ـفـ... نے کہا۔

''پاکیشیائی ایٹمی تنصیبات پہلے دن سے ہی کافرستان اور
اسرائیل کی آنکھوں میں کھٹک رہی ہیں۔ دونوں ملکوں نے اب تک
بے شمار بار انہیں تباہ کرنے کی کوشش کی لیکن اللہ تعالیٰ کے فضل و
کرم سے ان کی ہر کوشش ناکام رہی۔ اس بار انہوں نے ایک نئے
انداز میں وار کرنے کی پلاننگ کی ہے۔ اسرائیل کے سائنس دانوں
نے ایک مواصلاتی سیارے کے اندر ایسی مشینری نصب کر دی ہے
جس کی مدد سے یہ خلائی سیارہ اپنی رینج میں موجود ایٹمی تنصیبات کی
انتہائی حساس معلومات حاصل کرے گا جن کی مدد سے ان کی
تنصیبات کو آسانی سے تباہ کیا جا سکتا ہے۔ اس سیارے کو پاکیشیا
کی ایٹمی تنصیبات کی حساس معلومات حاصل کرنے کے لئے
کافرستان کے لانچنگ پیڈ سے خلاء میں فائر کیا جا رہا ہے تاکہ
پاکیشیا اس کی رینج میں آ جائے۔ ہمارا مشن اس خلائی سیارے کی
تباہی ہے تاکہ پاکیشیا کی ایٹمی تنصیبات کو بچایا جا سکے''۔۔۔ عمران
نے تفصیل سے مشن کے بارے میں بتاتے ہوئے کہا۔

''عمران صاحب۔ یقیناً اسرائیل اور کافرستان کو اس بات کا
اندازہ ہو گا کہ پاکیشیا اس کام میں رکاوٹ ڈالے گا اس لئے
انہوں نے فول پروف حفاظتی انتظامات کئے ہوں گے''۔۔۔ صفدر
نے کہا۔

''ہاں۔ یقیناً کئے ہوں گے لیکن ہم نے بہرحال اس مشن کو مکمل
کرنا ہے''۔۔۔ عمران نے جواب دیا۔

''عمران صاحب۔ کیا یہ بات معلوم ہوئی ہے کہ یہ خلائی سیارہ
لانچنگ پیڈ پر پہنچ چکا ہے یا نہیں''۔۔۔ کیپٹن شکیل نے کہا۔

''تمہارے چیف نے جو معلومات حاصل کی ہیں ان کے مطابق
یہ خلائی سیارہ وہاں پہنچ چکا ہے اور وہاں انتہائی تیز رفتاری سے کام
ہو رہا ہے اور زیادہ سے زیادہ چار پانچ روز میں وہ اسے فائر کرنے
کی پوزیشن میں آ جائیں گے اور اگر ایک بار وہ فائر ہو کر خلاء میں
پہنچ گیا تو پھر ہم قطعی طور پر بے بس ہو جائیں گے''۔۔۔ عمران نے
جواب دیا۔

''اس کے باوجود تم یہاں بیٹھے باتیں کر رہے ہو''۔۔۔ تنویر نے
اس بار غراتے ہوئے لہجے میں کہا۔

''یہ تو بہت کم وقفہ ہے عمران''۔۔۔ جولیا نے بھی تشویش بھرے
لہجے میں کہا۔

''ہاں۔۔۔ اس بار ہمیں انتہائی تیز رفتاری سے کام کرنا ہو گا''۔
عمران نے اثبات میں سر ہلاتے ہوئے کہا۔

''عمران صاحب۔ اس سلسلے میں آپ نے کوئی ہوم ورک بھی
کیا ہے ورنہ یہ لوگ ہمیں ہر قیمت پر لانچنگ پیڈ تک پہنچنے سے
روکنے کی کوشش کریں گے۔ چاہے انہیں فوج کو کیوں نہ تعینات کرنا
پڑے''۔۔۔ کیپٹن شکیل نے کہا تو عمران نے کوٹ کی اندرونی جیب
سے ایک تہہ شدہ نقشہ نکالا اور اسے کھول کر میز پر رکھ دیا۔ یہ
کافرستان کا تفصیلی نقشہ تھا۔

''یہ ہے گمارس''..... عمران نے جیب سے بال پوائنٹ نکال کر ایک جگہ پر دائرہ لگاتے ہوئے کہا۔

''اور یہ ہے پاکیشیائی سرحد''..... عمران نے ایک اور جگہ پر کراس کا نشان لگاتے ہوئے کہا۔ باقی تمام ساتھی بھی اپنی جگہ پر بیٹھے بیٹھے نقشے کی طرف ہی متوجہ تھے۔

''اگر ہم یہاں سے تقریباً آدھا کافرستان کراس کر کے گمارس پہنچے تو ہمیں نہ صرف کافی وقت لگ جائے گا بلکہ جگہ جگہ پر ہمیں روکا جائے گا کیونکہ انہیں سوفیصد یقین ہو گا کہ ہمیں اس کی اطلاع مل چکی ہو گی اور ہم اس مشن پر کام کریں گے''..... عمران نے کہا۔

''عمران صاحب۔ آپ کی بات درست ہے۔ اس طرح ہم اتنے کم وقت میں گمارس پہنچ ہی نہیں سکیں گے''..... صفدر نے کہا۔

''گمارس شہر تقریباً کافرستان کے وسط میں ہے اس لئے ہم پاکیشیا کے علاوہ اور کسی بھی ملک سے اندر داخل ہوں تب بھی یہی صورت حال رہے گی''..... عمران نے کہا۔

''عمران صاحب۔ سمندر کے راستے ہم جلد از جلد پہنچ سکتے ہیں''..... کیپٹن شکیل نے کہا۔

''تمہارا تعلق نیوی سے رہا ہے اس لئے تم سمندر کو ترجیح دیتے ہو''..... عمران نے مسکراتے ہوئے کہا۔

''یہ بات نہیں ہے عمران صاحب۔ آپ غور کریں تو سمندر کے راستے ہم زیادہ تیز رفتاری سے گمارس کے نزدیکی علاقے کاشوما پہنچ

... کاشوما سے گمارس ہم جلد از جلد پہنچ سکتے ہیں ورنہ خشکی ... تو ہمیں ہفتوں لگ جائیں گے''..... کیپٹن شکیل نے کہا۔
... فوجی چھاؤنی سے کوئی تیز رفتار ہیلی کاپٹر بھی تو اڑا سکتے ... نے کہا۔
... ایئر فورس کا اڈا گمارس سے تقریباً دو سو کلومیٹر کے ... اور اتنا فاصلہ وہ ہیلی کاپٹر کو طے کرنے ہی نہیں دیں ... فضا میں ہی اڑا دیں گے اس لئے کیپٹن شکیل کی ... ہے لیکن اس میں ایک ترمیم کرنا ہو گی''..... عمران ...

''... عمران صاحب''..... کیپٹن شکیل نے چونک کر کہا۔

''ہم نے اگر اس راستے سے کاشوما پہنچنا ہے تو ہم نے کاشوما ... نہیں جانا کیونکہ مجھے یقین ہے کہ گمارس میں انتہائی سخت ... ہو رہی ہو گی اور اگر ہم وہاں الجھ گئے تو ہم مشن مکمل نہیں کر ... گے۔ دوسری بات یہ کہ چیف نے کافرستان میں اپنے فارن ... کے ذریعے یہ معلومات حاصل کر لی ہیں کہ لانچنگ پیڈ کے ... پہاڑیاں ہیں۔ یہ پہاڑیاں انتہائی دشوار گزار ہیں۔ وہاں ... بھی نہیں ہیں اس لئے وہاں جیپیں بھی نہیں چل سکتیں۔ ... کیا جا سکتا ہے اور ان پہاڑیوں پر چڑھنا بھی بے حد دشوار ... ان پہاڑیوں پر بھی لامحالہ چیکنگ پوسٹس بنائی گئی ہوں گی ... ہو سکتا ہے کہ وہاں اینٹی ایئر کرافٹ گنیں بھی نصب کی گئی ہوں

اس لئے ہم نے اگر خاموشی سے لانچنگ پیڈ تک پہنچنا ہے تو ہمیں ان پہاڑیوں کو شمال کی طرف سے اس طرح کراس کرنا ہوگا کہ کسی کی نظروں میں آئے بغیر ہم لانچنگ پیڈ تک پہنچ سکیں اور اس کے لئے ہمیں کاشوما سے پہاڑی شہر نرائن تک پہنچنا ہوگا“ عمران نے کہا۔

”لیکن عمران صاحب۔ نرائن سے تو لانچنگ پیڈ تک پیدل پہنچنے میں تو کافی وقت لگ جائے گا اس لئے میرے ذہن میں ایک تجویز ہے“ کیپٹن شکیل نے کہا۔

”کیا“ عمران نے پوچھا۔

”اگر ہم کاشوما سے نرائن جانے کی بجائے کاشور پہنچ جائیں تو وہاں سے ہم جیپ کے ذریعے اس پہاڑی علاقے میں داخل ہو سکتے ہیں کیونکہ اس لانچنگ پیڈ کے جنوب مغرب کی طرف ایک پہاڑی قصبہ ہے جسے موسار کہا جاتا ہے۔ یہاں قدیم دور کے آثار ہیں جن کی بے حد اہمیت ہے اور غیر ملکی سیاح تعداد میں انہیں دیکھنے آتے جاتے رہتے ہیں اس لئے وہاں تک پختہ سڑک بھی ہے اور وہاں ہوٹل اور ریسٹورنٹ بھی موجود ہیں۔ وہاں ہمارے جانے پر کسی کو شک بھی نہیں ہوگا اور ہم وہاں سے آسانی سے اور جلدی لانچنگ پیڈ تک پہنچ سکتے ہیں“ کیپٹن شکیل نے کہا۔

”یہ معلومات تم نے کہاں سے حاصل کی ہیں۔ یہ بات میں اس

لئے پوچھ رہا ہوں تاکہ یہ معلوم ہو سکے کہ کیا یہ معلومات کنفرم بھی ہیں۔ ایسا نہ ہو کہ جب ہم وہاں پہنچیں تو وہاں ایسے حالات نہ ہوں“ عمران نے کہا۔

”یہ باتیں میں نے اس مضمون میں پڑھی ہیں جس کے بارے میں پہلے بات ہوئی ہے“ کیپٹن شکیل نے کہا۔

”پھر ٹھیک ہے۔ پھر یہ کنفرم ہے“ عمران نے اثبات میں سر ہلاتے ہوئے کہا۔

”لیکن عمران صاحب۔ ہم سمندر کے راستے کیسے کاشوما پہنچیں گے۔ ظاہر ہے راستے میں ہمیں چیک کیا جائے گا اور فاصلہ بھی اتنا ہے کہ تیز رفتار لانچ کے باوجود شاید ہمیں پاکیشیا سے وہاں تک پہنچنے میں ایک ہفتے سے زیادہ لگ جائے“ صفدر نے کہا۔

”تمہاری بات درست ہے۔ اس لئے ہم پاکیشیا سے اپنا سفر شروع نہیں کریں گے بلکہ ہم یہاں سے فلائٹ کے ذریعے [illegible] کے ہمسایہ ملک ساگو جائیں گے۔ ساگو سے ہم سمندری راستہ اختیار کریں گے۔ اس طرح ہم بہت جلد لانچنگ پیڈ تک پہنچنے میں کامیاب ہو جائیں گے“ عمران نے کہا۔

”لیکن اب [illegible] ہے“ [illegible] نے کہا تو عمران نے وہاں موجود فون کا رسیور اٹھایا اور نمبر پریس کرنے شروع کر دیئے۔

”لاؤڈر کا بٹن بھی پریس کر دیں“ صفدر نے کہا تو عمران

نے اثبات میں سر ہلاتے ہوئے آخر میں لاؤڈر کا بٹن پریس کر دیا اور اس کے ساتھ ہی دوسری طرف بجنے والی گھنٹی کی آواز واضح طور پر سنائی دینے لگی۔

''ایکسٹو'' ... ایک بھاری اور سخت آواز سنائی دی۔ لہجہ بے حد خشک تھا۔

''علی عمران ایم ایس سی۔ ڈی ایس سی (آکسن) بذبان خود بول رہا ہوں'' ... عمران نے اپنے مخصوص لہجے میں کہا۔

''کیوں کال کی ہے'' ... ایکسٹو کا لہجہ پہلے سے بھی زیادہ سخت ہو گیا تھا۔

''ہم نے مشن سپاٹ تک پہنچنے کی تمام پلاننگ تیار کر لی ہے اور چونکہ وقت کم ہے اس لئے ہم فوری طور پر مشن کا آغاز کرنا چاہتے ہیں'' ... عمران نے کہا۔

''کیا پلاننگ کی ہے'' ... ایکسٹو نے سرد لہجے میں پوچھا۔

''ہم پاکیشیا سے فلائٹ کے ذریعے سانگو پہنچیں گے۔ سانگو سے ہمارا سمندری سفر شروع ہو گا اور سمندر کے راستے ہم کاشوما پہنچ جائیں گے۔ کاشوما سے ہم جیپ کے ذریعے پہاڑی قصبے سوسار پہنچیں گے جہاں غیر ملکی سیاح آتے جاتے رہتے ہیں۔ وہاں سے پیدل ہم لانچنگ پیڈ تک پہنچ کر مشن مکمل کریں گے'' ... عمران نے کہا۔

''گڈ۔ اچھی پلاننگ ہے'' ... اس بار ایکسٹو نے تحسین آمیز

... نے ...

... پلاننگ میں سب ساتھیوں کی مشاورت شامل ہے''۔

... نے کہا۔

... نے مجھے کیوں کال کی ہے'' ... ایکسٹو کا لہجہ ایک بار پھر ... ہو گیا۔

... یہاں سے فلائٹ چارٹرڈ کرا دیں اور سانگو میں اپنے فارن ... سے کہیں کہ وہ ہمیں وہاں سے کوئی تیز رفتار لانچ اور گائیڈ ... نے کا انتظام کرے۔ اس کے بعد باقی مشن ہم اپنے طور پر ... یں گے'' ... عمران نے کہا۔

... گے'' ... دوسری طرف سے کہا گیا اور اس کے ساتھ ہی ... ختم ہو گیا تو عمران نے رسیور رکھ دیا۔

... سب تیار رہیں۔ ہم کل صبح چارٹرڈ فلائٹ سے سانگو روانہ ہو ... یں گے'' ... عمران نے کہا اور سب نے اثبات میں سر ہلا دیئے۔

شاگل اپنے شاندار اور قیمتی فرنیچر سے سجے ہوئے وسیع و عریض آفس میں اونچی پشت کی ریوالونگ چیئر پر اکڑے ہوئے انداز میں بیٹھا ہوا تھا۔ اس کا انداز ایسا تھا جیسے اس کے پورے جسم کو کلف لگا ہوا ہو۔ میز پر مختلف رنگوں کے چار فون سیٹ موجود تھے۔ شاگل کے سامنے ایک فائل کھلی ہوئی موجود تھی اور شاگل کی نظریں اس فائل پر جمی ہوئی تھیں کہ سرخ رنگ کے فون کی گھنٹی بج اٹھی تو شاگل نے چونک کر سر اٹھایا اور پھر اس انداز میں فون کی طرف دیکھنے لگا جیسے اسے یقین نہ آ رہا ہو کہ گھنٹی سرخ رنگ کے فون کی ہی بج رہی ہے۔ اس نے ایک جھٹکے سے ہاتھ بڑھایا اور رسیور اٹھالیا اور ساتھ ہی ایک بٹن پریس کر دیا۔

''چیف آف کافرستان سیکرٹ سروس شاگل بول رہا ہوں''۔ شاگل نے سخت لہجے میں کہا۔

''ملٹری سیکرٹری ٹو پریذیڈنٹ بول رہا ہوں''۔ دوسری طرف سے آواز سنائی دی۔

''یس فرمائیں''۔ شاگل نے قدرے نرم لہجے میں کہا۔

''صدر صاحب سے بات کریں''۔ دوسری طرف سے کہا گیا۔

''ہیلو''۔ صدر کی بھاری آواز سنائی دی۔

''شاگل بول رہا ہوں جناب''۔ شاگل کا لہجہ اس بار بے حد مؤدبانہ تھا۔

''کیا رپورٹ ہے مشن چیس کیپر کی''۔ صدر نے کہا۔

''جناب۔ سیکرٹ سروس پورے ملک میں پوری طرح چوکنا ہے۔ پاکیشیا میں بھی ہمارے آدمی عمران کی نگرانی کر رہے ہیں۔ ابھی تک عمران پاکیشیا میں موجود ہے۔ جب وہ وہاں سے روانہ ہو گا چاہے وہ کسی بھی ذریعے سے کافرستان پہنچے ہمیں اطلاع مل جائے گی اور ہم اسے اور اس کے ساتھیوں کو فوراً جھپٹ لیں گے اور پھر ان کی لاشیں آپ کے قدموں میں ڈال دیں گے''۔ شاگل نے کہا۔

''شاگل۔ یہ پراجیکٹ کافرستان کے لئے بے حد اہم ہے۔ اس پراجیکٹ سے ہم پاکیشیا کو عبرتناک انجام سے دوچار کر دیں گے اس لئے آپ نے ہر طرح سے بے حد چوکنا رہنا ہے اور اگر یہ لوگ اپنے مقصد میں کامیاب ہو گئے تو پھر آپ کا

اعزاز کورٹ مارشل کر دیا جائے گا اور اگر آپ کامیاب رہے تو میرا وعدہ کہ آپ کو ملک کا سب سے بڑا اعزاز دیا جائے گا"..... صدر نے کہا۔

"یس سر۔ ہم آپ کے اعتماد پر ہر طرح پورا اتریں گے سر"۔ شاگل نے کہا۔

"اوکے۔ وش یو گڈ لک"..... صدر نے کہا اور اس کے ساتھ ہی رابطہ ختم ہو گیا تو شاگل نے بھی رسیور رکھ دیا اور ایک بار پھر اس کی نظریں فائل پر جم گئیں۔ اسی لمحے فون کی گھنٹی ایک بار پھر بج اٹھی۔ اس بار سفید رنگ کے فون کی گھنٹی بج رہی تھی۔ شاگل نے ہاتھ بڑھا کر رسیور اٹھا لیا اور ساتھ ہی ایک بٹن پریس کر دیا۔

"یس"..... شاگل نے اکڑے ہوئے لہجے میں کہا۔

"پاکیشیا سے ایس ایس ون کی کال ہے جناب"..... دوسری طرف سے ایک نسوانی آواز سنائی دی۔ لہجہ بے حد مؤدبانہ تھا۔

"کراؤ بات"..... شاگل نے چونک کر کہا۔

"سر۔ میں پاکیشیا سے ایس ایس ون بول رہا ہوں"..... دوسری طرف سے ایک مؤدبانہ آواز سنائی دی۔

"مجھے معلوم ہے کہ تم بول رہے ہو۔ کیوں میرا وقت ضائع کر رہے ہو۔ بولو"..... شاگل نے غصے سے چیختے ہوئے لہجے میں کہا۔

"سر۔ عمران اپنے ساتھیوں سمیت آج صبح ایک چارٹرڈ فلائٹ کے ذریعے سانگو گیا ہے"..... دوسری طرف سے کہا گیا۔

"ہونہہ۔ اسے تو کافرستان آنا تھا۔ پھر"..... شاگل نے چیختے ہوئے لہجے میں کہا۔

"سر۔ وہ وہاں سے کافرستان پہنچیں گے۔ اس طرح وہ ہمیں ڈاج دینا چاہتے ہیں"..... دوسری طرف سے کہا گیا۔

"کتنے افراد ہیں"..... شاگل نے پوچھا۔

"چار مرد اور ایک عورت عمران سمیت"..... ایس ایس ون نے کہا۔

"ٹھیک ہے۔ میں دیکھتا ہوں"..... شاگل نے کہا اور رسیور رکھ کر اس نے سیاہ رنگ کے فون کا رسیور اٹھایا اور اس کے نیچے موجود ایک بٹن پریس کر دیا۔

"یس سر"..... ایک نسوانی آواز سنائی دی۔

"سانگو میں ہمارا ایجنٹ شولڈر ہے۔ اس سے میری بات کراؤ"..... شاگل نے کہا اور اس کے ساتھ ہی اس نے ایک جھٹکے سے رسیور رکھ دیا۔ تھوڑی دیر بعد سیاہ رنگ کے فون کی گھنٹی بج اٹھی تو اس نے رسیور اٹھا لیا۔

"یس"..... شاگل نے کہا۔

"شولڈر لائن پر ہے جناب"..... دوسری طرف سے نسوانی آواز سنائی دی۔

"سر۔ میں شولڈر بول رہا ہوں"..... دوسری طرف سے ایک مردانہ آواز سنائی دی۔ لہجہ مؤدبانہ تھا۔

''شولڈر۔ پاکیشیا سے ایک چارٹرڈ فلائٹ سانگو ایئرپورٹ پر پہنچ رہی ہے یا پہنچ چکی ہو گی اس میں پاکیشیا سیکرٹ سروس کا عمران اپنے چار ساتھیوں سمیت سانگو پہنچ رہا ہے۔ اس کے ساتھیوں میں تین مرد اور ایک عورت شامل ہے۔ تم نے ان کی نگرانی کرنی ہے اور اگر یہ سانگو سے کافرستان روانہ ہوں تو تم نے فوری طور پر رپورٹ دینی ہے''۔۔۔ شاگل نے کہا۔

''لیس سر''۔۔۔ دوسری طرف سے کہا گیا تو شاگل نے بغیر کچھ کہے رسیور رکھ دیا۔

''تو یہ لوگ آخر چل ہی پڑے موت کے منہ میں جانے کے لئے''۔۔۔ شاگل نے رسیور رکھ کر بڑبڑاتے ہوئے کہا۔

سیج ورلیغن ایئرپورٹ کے پبلک لاؤنج میں خاصے لوگ موجود تھے جن میں مرد بھی تھے اور عورتیں بھی۔ ان میں زیادہ تر تعداد ان لوگوں کی تھی جن کے رنگ گہرے تھے اور ان کے قد بھی قدرے چھوٹے تھے لیکن ان کے جسم مضبوط اور پھیلے ہوئے نظر آ رہے تھے۔ لاؤنج کا اندرونی دروازہ کھلا اور عمران جس نے سوٹ پہنا ہوا تھا، باہر آیا۔ اس کے پیچھے جولیا اور پھر جولیا کے بعد تنویر، کیپٹن شکیل اور آخر میں صفدر لاؤنج سے باہر آ گیا۔ صفدر، تنویر اور کیپٹن شکیل کے ہاتھوں میں بریف کیس تھے جبکہ عمران اور جولیا خالی ہاتھ تھے۔

''اب ہم نے کہاں جانا ہے''۔۔۔ جولیا نے عمران سے مخاطب ہو کر پوچھا۔

''میرج رجسٹریشن آفس''۔۔۔ عمران نے مسکراتے ہوئے جواب

دیا۔

''تمہیں آخر اس اس طرح بکواس کرنے سے کیا ملتا ہے''۔ جولیا نے غصے سے بھناتے ہوئے لہجے میں کہا۔

''یاد دہانی۔ دوسرے لفظوں میں اسے ریمائنڈر بھی کہتے ہیں۔ کسی وقت تو اللہ تعالیٰ سن ہی لے گا اور پھر بینڈ باجے بجیں گے اور آخر میں چیاؤں میاؤں کا شور''۔ عمران نے مزے لے لے کر کہنا شروع کر دیا۔

''نانسنس۔ تم سے تو بات کرنا ہی حماقت ہے''۔ جولیا نے اور زیادہ بھناتے ہوئے لہجے میں کہا اور اس نے اپنے قدم روک لئے۔ چند لمحوں بعد جب اس کے ساتھی اس کے قریب آ گئے جبکہ عمران اسی طرح چلتا ہوا آگے بڑھ گیا تو جولیا اپنے ساتھیوں کے ساتھ ساتھ چلنے لگی۔

''کیا ہوا۔ عمران نے پھر کوئی بکواس کی ہو گی''۔ تنویر نے جولیا کا چہرہ دیکھتے ہوئے غصیلے لہجے میں کہا۔

''تنویر۔ سوچ سمجھ کر الفاظ منہ سے نکال کرو۔ عمران صاحب تو جان بوجھ کر مس جولیا سے ایسی باتیں کرتے ہیں۔ ان کا مقصد ان کے جذبات مجروح کرنا یا تنگ کرنا نہیں ہوتا''۔ صفدر نے کہا۔

''تمہاری تو شاید گھٹی میں پڑا ہوا ہے کہ تم نے عمران کی ہی سائیڈ لینی ہے''۔ تنویر نے اور زیادہ جھلائے ہوئے لہجے میں کہا۔

''تنویر خاموش رہو۔ ہم اجنبی جگہ پر ہیں''۔ جولیا نے تنویر

۔۔ب ہو کر کہا تو تنویر نے بے اختیار ہونٹ بھینچ لئے جبکہ ۔۔ گے چل رہا تھا ابھی تھوڑا ہی آگے بڑھا تھا کہ ایک ۔۔ کھڑا ہوا ایک مقامی نوجوان تیزی سے چلتا ہوا اس کے ۔۔ گیا۔

۔۔پ کا نام عمران ہے''۔۔۔۔ اس نوجوان نے عمران سے ۔۔ب ہو کر مؤدبانہ لہجے میں کہا تو عمران کے ساتھی بھی بے اختیار ۔۔ پڑے۔

۔۔ یہ نام رکھنا جرم ہے تو میں آج ہی اخبار میں تبدیلی نام کا ۔۔ دے دیتا ہوں۔ اب تو ہمارے ہاں طالب علم اپنے والد کا ۔۔ت کرنے کے لئے اشتہار دینے لگ گئے ہیں''۔ عمران ۔۔ آدمی کی بات کے جواب میں کہا تو وہ آدمی بے اختیار مسکرا ۔۔

''میرا نام گارشو ہے''۔۔۔۔ اس آدمی نے مصافحہ کے لئے ہاتھ ۔۔تے ہوئے کہا۔

''اچھا نام ہے۔ تمہارے والدین یقیناً خوش ذوق واقع ہوئے ۔۔ عمران نے جواب دیا تو اس بار گارشو بے اختیار ہنس پڑا۔ ۔۔مجھے مارٹو نے بھیجا ہے''۔ گارشو نے کہا تو عمران نے اثبات ۔۔ ہلا دیا۔

''آئیے میرے ساتھ''۔۔۔۔ گارشو نے کہا اور واپس مڑ گیا۔

''یہ مارٹو کون ہے عمران صاحب''۔۔۔۔ صفدر نے کہا۔

"تمہارے چیف کا فارن ایجنٹ۔ یہ تمہارا چیف نجانے کہاں کہاں پاکیشیا کا خزانہ خرچ کرتا رہتا ہے۔ البتہ اس کی ساری کنجوسی مجھ مفلس و قلاش کے لئے رہ گئی ہے۔ ویسے یہ بزرگ جو کہتے ہیں سچ ہی کہتے ہیں کہ بھوکے کو کوئی کھانے کی دعوت نہیں دیتا۔ البتہ جن کو بھوک نہ ہو انہیں مسلسل دعوتیں دی جاتی ہیں" عمران نے آگے کی طرف چلتے ہوئے مسلسل بولتے ہوئے کہا تو صفدر بے اختیار مسکرا دیا۔ تھوڑی دیر بعد وہ ایک جدید ماڈل کی سٹیشن ویگن میں سوار آگے بڑھے چلے جا رہے تھے۔ ڈرائیونگ سیٹ پر گارشو تھا جبکہ سائیڈ سیٹ پر عمران، عقبی سیٹ پر جولیا اور اس کے بعد باقی ساتھی بیٹھے تھے۔

"مارکو خود کہاں ہے" عمران نے گارشو سے پوچھا۔

"ہماری نگرانی کرتے ہوئے آ رہے ہیں" گارشو نے جواب دیا تو عمران نے چونکنے کی بجائے اثبات میں سر ہلا دیا۔ مختلف سڑکوں سے گزرنے کے بعد سٹیشن ویگن ایک رہائشی کالونی میں داخل ہوئی اور پھر ایک اوسط درجے کی کوٹھی کے بند گیٹ کے سامنے جا کر رک گئی۔ گارشو نے تین بار رک رک کر مخصوص انداز میں ہارن بجایا تو پھاٹک کی چھوٹی کھڑکی کھلی اور ایک مقامی آدمی باہر آ گیا۔

"پھاٹک کھولو" گارشو نے ویگن کی کھڑکی سے سر باہر نکال کر کہا۔

"یس سر" اس آدمی نے مؤدبانہ لہجے میں کہا اور پھر تیزی سے مڑ کر کھلی کھڑکی سے اندر غائب ہو گیا۔ چند لمحوں بعد بڑا پھاٹک کھلا اور گارشو نے سٹیشن ویگن اندر بڑھا دی۔ سائیڈ پر پورچ بنا ہوا تھا۔ گارشو نے آگے کر کے سٹیشن ویگن پورچ میں روک دی۔

"آئیے جناب" گارشو نے دروازہ کھول کر نیچے اترتے ہوئے مڑ کر عمران سے کہا اور عمران سر ہلاتا ہوا نیچے اتر آیا۔ اس کے ساتھی بھی ویگن سے نیچے اتر آئے۔ اس دوران پھاٹک بند کرنے والا آدمی بھی واپس آ گیا۔ اس نے گارشو کو سلام کیا۔

"وشم۔ باس بھی آنے والا ہے۔ ہم سٹنگ روم میں ہوں گے" گارشو نے اس آدمی سے کہا۔

"یس سر" اس آدمی نے جواب دیا اور پھر گارشو، عمران اور اس کے ساتھیوں کو لے کر سیڑھیاں چڑھ کر برآمدے میں آیا اور درمیانی راہداری میں سے گزر کر وہ آخر میں موجود ایک کمرے میں داخل ہوا۔ یہ خاصا بڑا سٹنگ روم تھا جہاں ایک بڑی میز کے ساتھ آٹھ کرسیاں موجود تھیں۔ فرش پر قالین بچھا ہوا تھا۔

"تشریف رکھیں جناب اور یہ بتائیں کہ آپ کیا پینا پسند کریں گے" گارشو نے مؤدبانہ لہجے میں کہا۔

"مارکو آ جائے، پھر کافی لے آنا" عمران نے کہا اور گارشو مڑ کر کمرے سے باہر چلا گیا۔

"میرا خیال تھا کہ ہم ایئرپورٹ سے سیدھے بندرگاہ جائیں گے" ۔۔۔ جولیا نے کہا۔

"اتنی تیز رفتاری بھی اچھی نہیں ہوتی۔ بزرگ کہتے ہیں جلدی شیطان کا کام ہے اور ویسے بھی جہاں دس بارہ سال انتظار کرتے گزر گئے ہیں وہاں دو چار سال اور سہی۔ اس کے بعد چراغوں میں روشنی ہی نہ رہے گی" ۔۔۔ عمران نے کہا۔

"یہ کیا کہہ رہے ہو۔ کیسا انتظار۔ کیا مطلب" ۔۔۔ جولیا نے حیران ہو کر کہا۔

"صفدر کے خطبہ نکاح یاد کرنے کا انتظار۔ تنویر کا بہن کی ڈولی دینے کا انتظار۔ اپنے سر پر سہرا بندھنے کا انتظار" ۔۔۔ عمران کی زبان رواں ہو گئی۔

"تمہارا چرخہ پھر چل پڑا ناسنس" ۔۔۔ جولیا نے غصیلے لہجے میں کہا لیکن صاف دکھائی دے رہا تھا کہ اس کا غصہ مصنوعی ہے۔

"چرخہ چلانا تو بوڑھوں کا کام ہے۔ اسی لئے تو کہتے ہیں کہ چاند پر بڑھیا بیٹھی چرخہ چلا رہی ہے۔ اب تم خود سوچو کہ چاند تک پہنچتے پہنچتے لازماً بوڑھا ہونا پڑتا ہے۔ تب بھی چاند دوسرے لفظوں میں برف کی شہزادی لفٹ ہی نہیں کراتی" ۔۔۔ عمران نے شرارت بھرے انداز میں مسکراتے ہوئے کہا۔

"عمران صاحب۔ ہم سب اصل چہروں میں ہیں۔ ایسا نہ ہو کہ ہمارے یہاں آنے کی اطلاع شاگل تک پہنچ چکی ہو۔ پاکیشیا میں

[illegible] ہی کام تو کرتے ہی رہتے ہیں" ۔۔۔ صفدر نے کہا۔ ظاہر [illegible] نا چاہتا تھا۔

[illegible] تے ہیں عشق اور مشک چھپائے نہیں چھپتے۔ یہی حال پاکیشیا [illegible] ن کا ہے۔ اسی لئے میں نے سوچا کہ چلو جس قدر زیادہ [illegible] جولیا کا اصل چہرہ دیکھ سکتا ہوں دیکھ لوں پھر نجانے کب [illegible] ن میں چلا جائے" ۔۔۔ عمران نے مسکراتے ہوئے جواب

[illegible] تم تو سیدھے منہ بات بھی کر لیا کرو ناسنس" ۔۔۔ جولیا نے [illegible] حقیقی غصیلے لہجے میں کہا اور پھر اس سے پہلے کہ مزید کوئی [illegible] ت ہوتی دور سے کار کے ہارن کی آواز سنائی دی۔ پھر چند لمحوں [illegible] پھاٹک کھلنے اور کسی کار کی ہلکی سی آواز سنائی دی۔

[illegible] رکو آ گیا ہے" ۔۔۔ عمران نے کہا اور اس کے ساتھیوں نے [illegible] ت میں سر ہلا دیئے۔ تھوڑی دیر بعد ایک درمیانے قد لیکن چھپلے [illegible] مضبوط جسم کا آدمی جس نے سوٹ پہنا ہوا تھا اندر داخل [illegible] اس کے پیچھے گارشو تھا۔

[illegible] مارکو ہے جناب" ۔۔۔ آنے والے نے [illegible] لہجے [illegible] مسکراتے ہوئے کہا۔

[illegible] بیٹھو" ۔۔۔ عمران نے سلام کا جواب دیتے ہوئے کہا اور پھر وہ [illegible] خالی کرسیوں پر بیٹھ گئے۔

[illegible] گرانی تو نہیں ہوئی" ۔۔۔ عمران نے مارکو سے مخاطب ہو کر

کہا۔

"نہیں جناب" ۔۔ مارکو نے مختصر سا جواب دیتے ہوئے کہا۔
اسی لمحے دربان گوشم اندر داخل ہوا۔ اس نے دونوں ہاتھوں میں
ٹرے اٹھائی ہوئی تھی جس میں کافی کی پیالیاں موجود تھیں۔ اس
نے ایک ایک پیالی سب کے سامنے رکھی اور پھر خالی ٹرے اٹھائے
کمرے سے باہر چلا گیا۔

"ہم نے سمندر کے راستے کافرستان پہنچنا ہے۔ چیف نے
تمہیں کہا تھا۔ اس بارے میں کوئی انتظام بھی کیا ہے تم نے"۔
عمران نے کافی کا گھونٹ لیتے ہوئے کہا۔

"یس سر۔ تیز رفتار لانچ تیار ہے" ۔۔ مارکو نے بھی کافی کا
گھونٹ لیتے ہوئے کہا۔

"کون اس کا کیپٹن ہو گا۔ تمہارا اپنا آدمی ہونا چاہئے۔ پیشہ ور
لانچ چلانے والا نہ ہو" ۔۔ عمران نے کہا۔

"گارشو اس کام میں ماہر ہے جناب۔ اور گارشو میرے ساتھ
شامل ہونے سے پہلے ایک بحری اسمگلر کے ساتھ کام کرتا رہا ہے۔
ان کا کام ہی سانگو سے کافرستان اسمگلنگ کا سامان پہنچانا تھا اس
لئے یہ ہر لحاظ سے آپ کے لئے مفید ثابت ہو گا" ۔۔ مارکو نے
جواب دیتے ہوئے کہا۔

"آپ بے فکر رہیں جناب۔ راستے میں تمام چیکنگ کرنے
والے ہمیں پہچانتے ہیں اس لئے آپ اطمینان سے کافرستان پہنچ

ں گے۔ لیکن کافرستان میں آپ کہاں ڈراپ ہونا چاہیں
گے" گارشو نے مسکراتے ہوئے کہا۔

"ہم نے کافرستان کے شہر کاشوما کے کسی ایسے ساحل پر ڈراپ
ہے جہاں سے ہمیں قدیم پہاڑی قصبے سوسار کے لئے جیپ مل
جائے" عمران نے کہا۔

"ٹھیک ہے جناب۔ میں آپ کو کاشوما کے ایسے ساحل پر
ڈراپ کر دوں گا جہاں کسی قسم کی چیکنگ نہیں ہوتی۔ وہاں سے
آگے آپ کا اپنا سیٹ اپ ہو گا" ۔۔ گارشو نے کہا اور عمران نے
اثبات میں سر ہلا دیا۔

شاگل اپنے آفس میں اکڑے ہوئے انداز میں بیٹھا ہوا تھا کہ پاس پڑے ہوئے مختلف رنگوں کے فونز میں سے سفید رنگ کے فون کی مترنم گھنٹی بج اٹھی تو شاگل نے چونک کر ایک نظر فون کی طرف دیکھا اور پھر ہاتھ بڑھا کر رسیور اٹھا لیا۔

"یس"۔۔۔ شاگل نے اپنے مخصوص کرخت لہجے میں کہا۔

"ساگو سے شولڈر کی کال ہے جناب"۔۔۔ دوسری طرف سے مؤدبانہ نسوانی آواز سنائی دی۔

"اوہ۔ کراؤ بات۔ جلدی۔ فوراً"۔۔۔ شاگل نے حلق کے بل چیختے ہوئے کہا۔

"ہیلو سر۔ میں شولڈر بول رہا ہوں"۔۔۔ چند لمحوں بعد دوسری طرف سے ایک مردانہ آواز سنائی دی۔

"ہاں بولو۔ کیا رپورٹ ہے"۔۔۔ شاگل نے تیز لہجے میں کہا۔

"جناب۔ میں نے جو انکوائری کی ہے اس کے مطابق چارٹرڈ طیارے کے ذریعے چار مرد اور ایک عورت پاکیشیا سے ساگو پہنچے۔ پھر یہاں سے یہ لوگ ایک سٹیشن ویگن کے ذریعے یہاں کی ایک رہائشی کالونی میں چلے گئے۔ پھر ان لوگوں کے بارے میں معلوم ہوا کہ یہ لوگ بندرگاہ پہنچے جہاں ایک تیز رفتار لانچ پر یہ لوگ کھلے سمندر میں چلے گئے ہیں۔ ان کا رخ کافرستان کی طرف ہے جناب"۔۔۔ شولڈر نے کہا۔

"اس لانچ کے بارے میں کیا تفصیل ہے"۔۔۔ شاگل نے چونک کر اور سیدھے ہو کر بیٹھتے ہوئے کہا۔

"سر۔ لانچ کا نمبر ڈبل تھری ڈبل ٹو ہے۔ اس کا نام روز وائٹ ہے۔ اس میں سیلنگ کے جدید آلات بھی موجود ہیں"۔۔۔ شولڈر نے جواب دیا۔

"انہیں وہاں سے روانہ ہوئے کتنی دیر ہوئی ہے"۔۔۔ شاگل نے پوچھا۔

"چار گھنٹے ہو چکے ہیں"۔۔۔ دوسری طرف سے کہا گیا۔

"کتنے عرصے میں یہ کافرستان پہنچے گی"۔۔۔ شاگل نے پوچھا۔

"جناب۔ عام طور پر ایسی تیز رفتار لانچیں آٹھ گھنٹوں میں پہنچ جاتی ہیں"۔۔۔ شولڈر نے جواب دیتے ہوئے کہا۔

"اس لانچ کی کوئی خاص نشانی"۔۔۔ شاگل نے پوچھا۔

"جناب۔ اس لانچ پر سرخ رنگ کا جھنڈا لہرا رہا ہو گا۔ جس

میں سفید رنگ کے دائرے ہوں گے''۔۔۔ شولڈر نے کہا تو شاگل چونک پڑا۔

''یہ کس ملک کا جھنڈا ہے''۔۔۔ شاگل کے لہجے میں حیرت تھی۔

''جناب۔ یہ کسی ملک کا جھنڈا نہیں بلکہ بین الاقوامی سیاحتی ادارے کا مخصوص جھنڈا ہے تاکہ اس میں سوار افراد کے بارے میں سمجھ لیا جائے کہ وہ بین الاقوامی سیاحتی ادارے کے تصدیق شدہ سیاح ہیں۔ ان افراد کے پاس ادارے کے کاغذات بھی ہوتے ہیں جناب''۔۔۔ شولڈر نے جواب دیا۔

''اوکے''۔۔۔ شاگل نے کہا اور اس کے ساتھ ہی اس نے ہاتھ بڑھا کر کریڈل دبایا اور پھر فون کے نیچے موجود ایک بٹن پریس کر دیا۔

''یس سر''۔۔۔ دوسری طرف سے ایک مؤدبانہ نسوانی آواز سنائی دی۔

''نیول ہیڈکوارٹر کے کمانڈر سے بات کراؤ''۔۔۔ شاگل نے تحکمانہ لہجے میں کہا اور رسیور رکھ دیا۔

''ہونہہ۔ تو انہوں نے گمارس پہنچنے کے لئے یہ راستہ منتخب کیا ہے''۔۔۔ شاگل نے اونچی آواز میں بڑبڑاتے ہوئے کہا۔ چند لمحوں بعد فون کی گھنٹی ایک بار پھر بج اٹھی تو شاگل نے ہاتھ بڑھا کر رسیور اٹھا لیا۔

''یس''۔۔۔ شاگل نے کہا۔

[illegible] مانڈر شرما لائن پر ہیں جناب''۔۔۔ دوسری طرف سے [illegible] میں کہا گیا۔

[illegible] یف آف کافرستان سیکرٹ سروس شاگل بول رہا ہوں''۔ [illegible] نے اپنے مخصوص لہجے میں کہا۔

[illegible] سر۔ نیول ہیڈکوارٹر سے کمانڈر شرما بول رہا ہوں جناب''۔ [illegible] طرف سے ایک بھاری مردانہ آواز سنائی دی۔ لہجہ مؤدبانہ [illegible]

[illegible] سے ایک تیز رفتار لانچ پر چند پاکیشیائی ایجنٹ سیاحوں [illegible] پ میں کافرستان پہنچ رہے ہیں۔ ان کی لانچ کی تفصیلات [illegible] پاس موجود ہیں۔ کیا آپ انہیں پکڑ سکتے ہیں''۔۔۔ شاگل [illegible] لہجے میں کہا۔

[illegible] پکڑ کر کہاں لے جانا ہے انہیں سر''۔۔۔ دوسری طرف سے [illegible] لہجے میں کہا گیا۔

[illegible] میری جیب میں ڈال دینا نانسنس۔ کہاں رکھا جاتا ہے مجرموں [illegible] شاگل نے حلق کے بل چیختے ہوئے کہا۔

''ٹھیک ہے سر۔ انہیں ہیڈکوارٹر لاک اپ میں رکھ لیا جائے [illegible] چند لمحوں کی خاموشی کے بعد کمانڈر شرما کی آواز سنائی دی [illegible] اس کا لہجہ بتا رہا تھا کہ اس نے بڑی مشکل سے اپنے آپ کو [illegible] کیا ہوا ہے۔

[illegible] وہ انتہائی خطرناک ترین سیکرٹ ایجنٹ ہیں۔ عام مجرم یا اسمگلر

نہیں ہیں۔ وہ تو تمہارے لاک اپ کو بھی توڑ کر نکل جائیں گے اور تمہارے نیول ہیڈکوارٹر کو بھی تباہ کر دیں گے"۔ شاگل نے تیز لہجے میں کہا۔

"تو پھر انہیں پکڑنے کی بجائے ہلاک کر دیا جائے جناب"۔ شرما نے قدرے زچ ہونے کے سے انداز میں کہا۔

"نانسنس۔ یہ ساری کارروائی صدر صاحب کے حکم پر ہو رہی ہے۔ یہ لوگ میک اپ میں ہوں گے اور اگر انہیں ہلاک کر دیا گیا تو ان کی صحیح سالم لاشیں نہیں ملیں گی جبکہ ہم نے ان کی صحیح سالم لاشیں صدر صاحب کے سامنے پیش کرنی ہیں"۔۔۔ شاگل نے اور زیادہ رعونت بھرے لہجے میں کہا۔

"تو پھر آپ حکم دیں کہ ہم کیا کریں"۔۔۔ شرما کے لہجے میں تلخی کا عنصر ابھر آیا تھا۔

"انہیں بے ہوش کر دو اور پھر انہیں بے ہوشی کے عالم میں بندرگاہ پر کسی ایسے احاطے میں رکھو جہاں سے یہ فرار نہ ہو سکیں اور وہاں کافی تعداد میں مسلح محافظ تعینات کر دو۔ میری فریکوئنسی نوٹ کر لو مجھے فوری اطلاع دو۔ میں خود وہاں پہنچ کر انہیں اپنی تحویل میں لے لوں گا لیکن یہ سن لو کہ اگر یہ لوگ نکل گئے تو تمہارا کورٹ مارشل بھی ہو سکتا ہے"۔ شاگل نے تیز تیز لہجے میں بات کرتے ہوئے کہا۔

"یس سر۔ حکم کی تعمیل ہو گی سر۔ کیا تفصیلات ہیں اس لانچ

کی"۔ شرما نے کہا۔

"لانچ نمبر ڈبل تھری ڈبل ٹو۔ نام وائٹ روز۔ اس پر چار مرد اور ایک عورت تو ایجنٹ ہیں لازماً کوئی کیپٹن بھی ہوگا۔ لانچ پر تین ساحلی ادارے کا سرخ بیک گراؤنڈ اور اس پر سفید دائروں والا جھنڈا لہرا رہا ہوگا۔ اس تیز رفتار لانچ کو سانگو سے روانہ ہوئے گھنٹے گزر چکے ہیں اور عام حالات میں مزید چار گھنٹوں بعد یہ ... کے ساحل پر پہنچ جائے گی۔ تم نے اسے سمندر کے اندر ہی پکڑنا ہے اور ان سب کو بے ہوش کر کے سخت حفاظت میں رکھنے کے بعد مجھے اطلاع دینی ہے"۔۔۔ شاگل نے تفصیلات بتاتے ہوئے کہا۔

"یس سر۔ حکم کی تعمیل ہو گی سر"۔ شرما نے کہا۔

"ایک بار پھر کہہ رہا ہوں کہ یہ انتہائی خطرناک ایجنٹ ہیں اس لئے ہر لحاظ سے تم نے اور تمہارے آدمیوں نے محتاط رہنا ہے"۔ شاگل نے کہا۔

"یس سر۔ ایسا ہی ہوگا"۔ شرما نے کہا تو شاگل نے رسیور رکھ دیا۔ اب اس کے چہرے پر اطمینان کے تاثرات نمایاں تھے۔

دور دور تک پھیلے ہوئے وسیع و عریض سمندر میں ایک بڑی سی لانچ خاصی تیز رفتاری سے آگے بڑھی چلی جا رہی تھی۔ لانچ پر سرخ رنگ کا ایک جھنڈا لہرا رہا تھا۔ جس میں سفید رنگ کے دائرے بنے ہوئے تھے۔ کیپٹن سیٹ پر گارشو بیٹھا ہوا تھا۔ اس کے ساتھ کرسیوں پر عمران اور جولیا دونوں موجود تھے جبکہ ان کے باقی ساتھی نیچے کیبن میں بیٹھے ہوئے تھے۔

''ہماری چیکنگ کہاں کہاں ہو سکتی ہے گارشو''۔۔۔ عمران نے گارشو سے مخاطب ہو کر کہا۔

''ابھی تو ہم بین الاقوامی سمندر میں ہیں جناب۔ جب ہم کافرستان کی سمندری حدود میں داخل ہونے لگیں گے تو سب سے پہلے نیوی کی طرف سے ہمیں روک کر چیک کیا جائے گا اور یہ لوگ صرف اسلحہ چیک کرتے ہیں۔ مزید کسی چیز پر زیادہ چھان بین نہیں

ے۔ س سے آگے جانے پر اینٹی سمگلنگ سٹاف کی لانچیں
یک کریں گی۔ یہ منشیات اور دیگر غیر ملکی سامان چیک کرتی
ے بعد ہم جب ساحل کے قریب پہنچیں گے تو وہاں ایک
پر ہمارے کاغذات چیک کئے جائیں گے۔ ان کی
ی جائے گی اور پھر ہمیں ساحل پر جانے کی اجازت دے
ے گی''۔۔۔ گارشو نے تفصیل بتاتے ہوئے کہا۔

وئی ایسا راستہ کہ ہم اس تمام چیکنگ سے ہٹ کر ساحل تک
یں''۔۔۔ عمران نے کہا۔

نہیں جناب۔ ویسے ہمیں کسی چیکنگ سے نہیں ڈرنا چاہئے۔
ے پاس نہ خطرناک اور حساس اسلحہ ہے اور نہ ہی منشیات۔
ے کاغذات بھی درست ہیں۔ بے شک تصدیق کر لیں۔ باس
نے خصوصی طور پر یہ کاغذات تیار کرائے ہیں''۔۔۔ گارشو نے
یتے ہوئے کہا۔

''لیکن اس کے باوجود اگر میں چاہوں کہ چیکنگ کے بغیر ہم
تک پہنچ سکیں تو اس کا کوئی طریقہ ہے''۔۔۔ عمران کا لہجہ اس
ت تھا۔

یں سر۔ ہے تو سہی۔ لیکن ہمیں دو گھنٹے مزید سیلنگ کرنا
ے گی''۔۔۔ گارشو نے کہا۔

''س راستے سے ہم کہاں پہنچیں گے''۔۔۔ عمران نے پوچھا۔

کافرستان کے جنوب مشرق میں ایک ویران ساحل ہے چنائی

گھاٹ۔ وہاں۔ لیکن وہاں سے نزدیک ترین شہر بھی دو سو کلومیٹر کے فاصلے پر ہے اور وہاں پہنچنے سے انتظامات کئے بغیر کوئی سواری نہ مل سکے گی'' ۔۔۔ گارشو نے جواب دیتے ہوئے کہا۔

''تم اتنے پریشان کیوں ہو۔ کیا کوئی خطرہ محسوس کر رہے ہو''۔ خاموش بیٹھی ہوئی جولیا نے کہا۔

''ہاں۔ میری چھٹی حس کہہ رہی ہے کہ ہمیں گھیرنے کے لئے جال بچھایا جا رہا ہے'' ۔۔۔ عمران نے جواب دیتے ہوئے کہا۔

''تمہارا مطلب ہے کہ ہمارے بارے میں اطلاع کافرستان پہنچ چکی ہے'' ۔۔۔ جولیا نے کہا۔

''ہاں۔ میری چھٹی حس باقاعدہ سائرن بجا رہی ہے'' ۔۔۔ عمران نے جواب دیا۔

''جناب۔ آپ بے فکر رہیں۔ کچھ بھی نہیں ہو گا'' ۔۔۔ گارشو نے کہا اور عمران نے بے اختیار ایک طویل سانس لیا۔

''ٹھیک ہے۔ جو ہو گا دیکھا جائے گا۔ تم نے یہ بات کر کے کہ چنائی گھاٹ سے ہمیں نزدیک ترین کوئی ٹرانسپورٹ نہیں مل سکتی، مسئلہ ٹیڑھا بنا دیا ہے۔ ہمارے پاس اتنا وقت نہیں ہے کہ ہم دو سو کلومیٹر پیدل چل کر شہر تک پہنچیں'' ۔۔۔ عمران نے کہا۔

''یہ میری ذمہ داری ہے جناب کہ آپ کو محفوظ طریقے سے کافرستان تک پہنچا دوں'' ۔۔۔ گارشو نے کہا تو عمران نے اثبات میں سر ہلا دیا۔

[illegible] تنی دیر بعد کافرستان کی سمندری حدود میں داخل ہوں گے''۔ [illegible] نے کہا۔

[illegible] یک گھنٹے بعد'' ۔۔۔ گارشو نے جواب دیا اور جولیا نے اثبات [illegible] ہلا دیا۔

[illegible] میرا خیال ہے کہ ہیلی کاپٹر ہماری طرف آ رہا ہے''۔ اچانک [illegible] نے کہا تو عمران بے اختیار چونک پڑا۔

''کہاں ہے ہیلی کاپٹر'' ۔۔۔ عمران نے کہا تو جولیا نے ہاتھ اٹھا [illegible] سے اشارہ کیا۔

''ہاں۔ یہ ہماری طرف ہی آ رہا ہے'' ۔۔۔ عمران نے ہاتھ ماتھے [illegible] کر دیکھتے ہوئے کہا۔

''یہ کافرستان کی طرف سے آ رہا ہے'' ۔۔۔ جولیا نے کہا۔

''جناب۔ نیول ہیڈکوارٹر کے چیکنگ ہیلی کاپٹر اسی طرح دور [illegible] تک پرواز کرتے رہتے ہیں'' ۔۔۔ گارشو نے انتہائی اطمینان [illegible] لہجے میں کہا اور عمران نے اثبات میں سر ہلا دیا۔ ہیلی کاپٹر [illegible] دور سے ایک دھبے کی صورت میں نظر آ رہا تھا اب خاصا واضح [illegible] چکا تھا۔ تھوڑی دیر بعد ہیلی کاپٹر ان کے اوپر سے گزر کر آگے [illegible] گیا۔

''ہاں۔ یہ کافرستان نیوی کا ہیلی کاپٹر ہے۔ اس پر مخصوص [illegible] ات موجود ہیں'' ۔۔۔ عمران نے کہا۔

''وہ واپس آ رہا ہے'' ۔۔۔ جولیا نے کہا تو عمران بے اختیار اچھ

کھڑا ہوا

"یہ گن شپ ہیلی کاپٹر ہے اور یہ فائر بھی کھول سکتا ہے"۔ عمران نے کہا۔

"نہیں جناب۔ یہ ایسے ہی راؤنڈ لگا کر چیکنگ کرتے رہتے ہیں"۔ گارشو نے اسی طرح مطمئن لہجے میں کہا۔ ہیلی کاپٹر چند لمحے لانچ کے اوپر فضا میں معلق رہا۔ پھر تیزی سے مڑ کر واپس کافرستان کی طرف چلا گیا اور پھر آہستہ آہستہ غائب ہو گیا۔

"ہمارے علاوہ اس راستے پر اور کوئی لانچ یا جہاز موجود نہیں ہے۔ اس کی کیا وجہ ہے۔ کیا سانگو اور کافرستان کے درمیان کوئی بحری ٹرانسپورٹ نہیں ہے"۔۔۔ عمران نے کہا۔

"ایسی بات نہیں ہے جناب۔ ہم معروف راستے سے کافرستان نہیں جا رہے کیونکہ اس معروف بحری راستے پر ٹریفک بے حد زیادہ ہوتی ہے اس لئے ہمیں کافی دیر لگ سکتی ہے لیکن یہ راستہ بھی غیرقانونی نہیں ہے۔ اس پر ٹریفک اس لئے زیادہ نہیں کہ اس راستے سے فاصلہ معروف راستے سے بڑھ جاتا ہے"۔۔۔ گارشو نے تفصیل بتاتے ہوئے کہا۔

"لانچیں آ رہی ہیں کافرستان کی طرف سے"۔۔۔ اچانک جولیا نے کہا تو عمران نے چونک کر ادھر دیکھنا شروع کر دیا جدھر جولیا دیکھ رہی تھی۔ گارشو کا رخ بھی ادھر ہی ہو گیا تھا۔ سمندر میں دور سے چار دھبے نظر آ رہے تھے۔

"ان دھبوں کے سائز بتا رہے ہیں کہ یہ لانچیں ہیں"۔۔۔ جولیا نے کہا۔

"ہاں۔ تم نے درست سمجھا ہے۔ نیچے جا کر ساتھیوں کو الرٹ کر دو۔ یقیناً یہ نیوی کی لانچیں ہوں گی اور اس ہیلی کاپٹر پائلٹ نے ہی ہماری طرف بھجوایا ہو گا"۔۔۔ عمران نے کہا تو جولیا سر ہلاتی ہوئی آگے بڑھی اور پھر سیڑھیاں اترتی ہوئی نیچے جا کر ان کی نظروں سے غائب ہو گئی۔ دھبے تیزی سے بڑے ہوتے جا رہے تھے۔

"یہ چیکنگ تو کافرستان کی سمندری حدود میں ہوتی ہے۔ یہ یہاں بین الاقوامی سمندر میں کیوں آ رہے ہیں"۔۔۔ گارشو کے لہجے میں پہلی بار تشویش کی جھلکیاں نمایاں ہوئی تھیں۔ عمران ہونٹ بھینچے خاموش کھڑا تھا۔ اب دھبے خاصے بڑے ہو چکے تھے لیکن ابھی درمیانی فاصلہ کافی تھا۔ تھوڑی دیر بعد جولیا اور دوسرے ساتھی بھی سیڑھیاں چڑھ کر اوپر عرشے پر پہنچ گئے۔

"یہ کس کی لانچیں ہیں عمران صاحب"۔۔۔ صفدر نے پوچھا۔

"کافرستان نیوی کی"۔۔۔ عمران نے جواب دیا اور پھر واقعی لانچیں واضح ہو کر نظر آنے لگ گئیں۔ گارشو نے لانچ کی رفتار کم کر دی تھی۔ چند لمحوں بعد لانچوں سے مخصوص ہارن بجنا شروع ہو گئے جس کا مطلب تھا کہ لانچ روک دی جائے اور گارشو نے لانچ روک دی۔ قریب آنے پر چاروں لانچیں بکھر گئیں۔ یہ کافرستان

نیوی کی مخصوص لانچیں تھیں اور ان پر مخصوص میزائل گنیں بھی موجود تھیں۔ تھوڑی دیر بعد چاروں لانچیں ان کی لانچ کے چاروں طرف بکھر کر رک گئیں۔ ایک بڑی لانچ ان کی لانچ کے ساتھ آ کر لگ گئی اور پھر کافرستان نیوی کی یونیفارم میں دو آفیسرز اور دو سیلنر آفیسرز ان کی لانچ پر چڑھ آئے۔

''آپ لوگ کون ہیں اور کہاں جا رہے ہیں''۔۔۔ ایک آفیسر نے جس کی بڑی بڑی مونچھیں تھیں عمران اور اس کے ساتھیوں سے مخاطب ہو کر کہا۔

''ہم سیاح ہیں اور ہمارے پاس بین الاقوامی سیاحتی ادارے کی طرف سے جاری کردہ کاغذات موجود ہیں اور اس ادارے کا مخصوص جھنڈا بھی لانچ پر لہرا رہا ہے''۔۔۔ عمران نے جواب دیتے ہوئے کہا۔

''کاغذات دکھائیں''۔۔۔ اس آفیسر نے کہا۔ اس کا ایک ہاتھ جیب میں تھا۔ عمران نے گارشو کو اشارہ کیا تو گارشو نے مخصوص خانے میں سے ایک چھوٹا سا بیگ اٹھایا اور اسے کھول کر اس میں سے کاغذات نکالے اور اس آفیسر کی طرف بڑھا دیئے۔ آفیسر نے ایک ہاتھ سے کاغذات پکڑے اور پھر دوسرا ہاتھ جیب سے باہر نکال کر اس نے کاغذات پکڑ کر چیک کرنا شروع کر دیئے۔ کچھ دیر تک وہ چیکنگ کرتا رہا۔ پھر اس کے تنے ہوئے چہرے پر اطمینان کے تاثرات ابھرنے لگ گئے۔

... اسلحہ یا غیرقانونی سامان تو نہیں ہے آپ کے پاس''۔
... نے کاغذات واپس دیتے ہوئے کہا۔
... پ چیک کر لیں۔ بین الاقوامی ادارے سے تصدیق شدہ
... یکی حرکتیں نہیں کیا کرتے''۔۔۔ عمران نے منہ بنا کر جواب
... ے ہوئے کہا۔
... ے۔ آپ لوگ کلیئر ہیں''۔۔۔ آفیسر نے کہا اور اس نے
... ساتھیوں کو واپس چلنے کا اشارہ کیا اور پھر وہ سب مڑ کر اپنی
... میں چلے گئے لیکن اس سے پہلے کہ ان کی لانچ عمران اور اس
... ساتھیوں کی لانچ سے دور جاتی۔ اس آفیسر نے جیب سے ہاتھ
... ور دوسرے لمحے ایک سفید رنگ کی چھوٹی سی گیند عمران کی
... کر پھٹی اور ہر طرف سفید رنگ کا دھواں تیزی سے پھیل
... سب کچھ اس قدر اچانک اور تیزی سے ہوا کہ عمران اور
... کے ساتھی بتوں کی طرح ساکت کھڑے رہ گئے تھے اور پھر
... نمودار ہوتے ہی عمران اور اس کے ساتھی دھڑام سے اس
... نیچے عرشے پر گرتے چلے گئے جیسے ریت کے خالی ہوتے
... ے بورے گرتے ہیں۔

ویران ساحل سمندر کے قریب ریت کے چھوٹے بڑے ٹیلوں
کے درمیان ایک احاطے نما عمارت موجود تھی۔ عمارت کا بڑا سا
پھاٹک بند تھا اور پھاٹک سے باہر دو مشین گنوں سے مسلح افراد
بڑے چوکنا انداز میں کھڑے تھے۔ عمارت کے اندر ایک خاصا بڑا
صحن ہے جس کا ایک حصہ جو پھاٹک کے دائیں طرف پورچ کے
انداز میں بنا ہوا ہے اور پورچ میں ایک بڑی سی طاقتور جیپ کھڑی
تھی۔ سامنے عمارت کے باہر برآمدہ تھا اور برآمدے اور صحن کے
درمیان تین سیڑھیاں تھیں۔ برآمدے میں مشین گنوں سے مسلح دو
افراد بڑے چوکنا انداز میں کھڑے تھے۔ پھاٹک کے باہر اور
برآمدے میں موجود افراد کے جسموں پر کافرستانی نیوی کی یونیفارم
تھی۔

دور سے ایک ہیلی کاپٹر اڑتا ہوا آیا اور اس عمارت کے قریب

ے گیا۔ کچھ دیر کے بعد ہیلی کاپٹر سے نیوی کے دو بڑے آفیسرز
ے اور احاطے کے پھاٹک کی طرف بڑھنے لگے۔ وہاں
ے کے سامنے موجود مسلح افراد نے انہیں مخصوص انداز میں
ے۔ پھر ان میں سے ایک آدمی تیزی سے مڑا اور اس نے
ے کھول دیا۔ دونوں آفیسرز اندر داخل ہوئے اور سیدھے
ے کی طرف بڑھنے لگے جہاں موجود مسلح افراد نے انہیں
وص انداز میں سیلوٹ کیا اور ان میں سے ایک آدمی مڑ کر آگے
ت کی درمیانی راہداری کی طرف بڑھنے لگا جبکہ دوسرا آدمی
آفیسرز کے عقب میں چل پڑا۔ دونوں آفیسرز ایک بڑے
ے میں داخل ہوئے جہاں عمران اور اس کے ساتھی فرش پر
ے میڑھے انداز میں پڑے ہوئے ہیں۔ دونوں مسلح افراد بھی
داخل ہو کر دروازے کی دونوں سائیڈوں میں دیوار سے پشت
کھڑے ہو گئے تھے۔

سر۔ انہیں بے ہوش کیوں کیا گیا ہے۔ یہ خطرناک ایجنٹ ہیں
انہیں ہلاک کر دینا چاہئے“ ۔۔۔ جونیئر افسر نے اپنے سینئر سے
ب ہو کر مؤدبانہ لہجے میں کہا۔
”چیف آف کافرستان سیکرٹ سروس کا حکم ہے ورنہ ہم تو اس
ت کے قائل تھے کہ انہیں ہلاک کر دیا جائے“ ۔۔۔ سینئر آفیسر نے
ب دیتے ہوئے کہا۔
”سر۔ کوئی وجہ بھی تو انہوں نے بتائی ہو گی“ ۔۔۔ جونیئر آفیسر

نے حیرت بھرے لہجے میں کہا۔

''ہاں۔ وہ پہلے ان کے میک اپ چیک کرانا چاہتے ہیں''۔ سینئر آفیسر نے کہا۔

''میک اپ تو لاشوں کے بھی چیک ہو سکتے تھے''۔۔۔ جونیئر آفیسر نے کہا۔

''یہ لوگ بین الاقوامی سیاحتی ادارے کی طرف سے تصدیق شدہ سیاح ہیں اور ان کے کاغذات بھی چیک کر لئے گئے ہیں۔ کاغذات درست ہیں۔ اس کے علاوہ ان کے میک اپ بھی چیک کرائے گئے ہیں لیکن یہ لوگ میک اپ میں بھی نہیں ہیں اس لئے اب چیف ان سے پوچھ گچھ کریں گے پھر فیصلہ ہوگا کہ انہیں ہلاک کرنا ہے یا نہیں''۔۔۔ سینئر آفیسر نے جواب دیا۔

''یس سر''۔۔۔ اس بار جونیئر آفیسر نے مطمئن ہو جانے والے لہجے میں کہا۔

''ان کو طویل بے ہوشی کے انجکشن لگا دیئے گئے ہیں''۔۔۔ سینئر آفیسر نے گردن موڑ کر دروازے کے ساتھ دیوار سے پشت لگا کر کھڑے مسلح افراد سے مخاطب ہو کر پوچھا۔

''یس سر''۔۔۔ اس آدمی نے مؤدبانہ لہجے میں جواب دیا۔

''ان کی ہتھکڑیاں بھی چیک کر لی گئی ہیں''۔۔۔ سینئر آفیسر نے پوچھا۔

''یس سر''۔۔۔ اسی دربان نے مؤدبانہ لہجے میں جواب دیتے

ہوئے کہا اور پھر سینئر آفیسر واپس مڑا تو جونیئر آفیسر بھی اس کے ساتھ ہی پلٹ گیا۔

''چیف آف کافرستان سیکرٹ سروس کو رپورٹ دے دی گئی ہے۔ وہ ہیلی کاپٹر پر یہاں پہنچ رہے ہیں۔ تب تک تم نے یہاں ان دونوں کا ہر طرح سے خیال رکھنا ہے''۔۔۔ سینئر آفیسر نے گارڈ سے کہا۔

''یس سر۔ ہم ہر طرح سے چوکنا ہیں۔ ویسے بھی یہ بے ہوش ہیں اور ہتھکڑیوں میں جکڑے ہوئے ہیں''۔۔۔ گارڈ نے جواب دیا اور سینئر آفیسر نے اثبات میں سر ہلا دیا اور بیرونی دروازے کی طرف بڑھ گیا۔ ایک مسلح گارڈ تیزی سے آگے بڑھا اور آگے آگے چلنے لگا۔ سینئر آفیسر اور جونیئر آفیسر ایک دوسرے کے پیچھے چلتے ہوئے باہر آ گئے۔ آخر میں دوسرا گارڈ بھی کمرے سے باہر آ گیا اور اس نے دروازہ بند کر دیا اور پھر اسی طرح چلتے ہوئے برآمدے میں پہنچے تو دونوں گارڈز وہیں برآمدے میں ہی رک گئے جبکہ دونوں آفیسرز سیڑھیاں اتر کر تیز تیز قدم اٹھاتے ہوئے پھاٹک سے باہر نکل گئے۔

عمران کا ساکت پڑا ہوا جسم آہستہ آہستہ کسمسانے لگا اور پھر اس کی آنکھیں دھیرے دھیرے کھلنے لگیں۔ چند لمحوں تک وہ آنکھیں کھولے پڑا رہا پھر وہ ایک جھٹکا کھا کر سیدھا ہوا اور سر گھما کر ادھر ادھر دیکھنے لگا جیسے وہ شدید حیرت میں مبتلا ہو۔

''یہ ہم کہاں پہنچ گئے ہیں''۔۔۔۔ عمران نے خود کلامی کے سے انداز میں بڑبڑاتے ہوئے کہا۔ اس کے ساتھ ہی اس نے اپنی پشت پر ہتھکڑی میں جکڑے ہوئے ہاتھوں کو حرکت دی اور پھر اس کی انگلیاں سانپوں کے سے انداز میں ہتھکڑی کے درمیان میں موجود بٹن کی طرف لپکنے لگیں۔ چند لمحوں بعد کٹک کی ہلکی سی آواز کے ساتھ ہی ہتھکڑی خودبخود کھل گئی۔ عمران نے ہتھکڑی کو ایک ہاتھ سے پکڑا اور پھر جس طرح وہ جھٹکے سے اٹھ کر بیٹھا تھا اسی طرح جھٹکے سے اٹھ کر کھڑا ہو گیا۔ اب ہتھکڑی اس کے ایک ہاتھ

تھی۔ اس کے باقی ساتھی اسی طرح ٹیڑھے میڑھے انداز میں بے حرکت پڑے ہوئے تھے۔ عمران اٹھ کر بیرونی دروازے کی طرف بڑھنے لگا۔ اس نے ایک ہاتھ سے دروازہ کھولا تو دروازہ کھلتا چلا گیا۔ وہ لاکڈ نہ تھا۔ عمران نے دروازے کی سائیڈ پر ہو کر جھانکا۔ باہر ایک راہداری نظر آ رہی تھی۔ راہداری میں خاموشی تھی۔ عمران نے سر باہر نکال کر ادھر ادھر دیکھا اور پھر اسے راہداری کے اختتام پر برآمدے میں مشین گنوں سے مسلح دو آدمی کھڑے نظر آئے۔ ان کی پشت راہداری کی طرف تھی اور مشین گنیں ان کے کاندھوں سے لٹکی ہوئی تھیں اور وہ دونوں ہی بڑے ڈھیلے ڈھالے انداز میں کھڑے تھے۔ عمران چند لمحوں انہیں دیکھتا رہا پھر اس نے دروازہ مزید کھولا اور انتہائی محتاط انداز میں کمرے سے نکل کر راہداری میں آ گیا اور پھر دیوار کے ساتھ ساتھ انتہائی محتاط انداز میں چلتا ہوا برآمدے کی طرف بڑھتا چلا گیا۔ راہداری کے اختتام پر پہنچ کر اس نے سر باہر نکال کر ادھر ادھر دیکھا اور اسے برآمدے میں ان دو آدمیوں کے علاوہ اور کوئی آدمی نظر نہ آیا اور نہ ہی سامنے صحن میں اسے اور کوئی آدمی نظر آیا تو وہ آہستہ سے آگے بڑھا۔ اسی لمحے برآمدے میں کھڑے دونوں مسلح افراد میں سے ایک نے اس طرح پیچھے مڑ کر دیکھا جیسے اسے کوئی کھٹکا سنائی دیا ہو لیکن جیسے ہی وہ مڑا، عمران کا وہ بازو بجلی کی سی تیزی سے حرکت میں آیا جس ہاتھ میں اس نے کھلی ہوئی ہتھکڑی پکڑ رکھی تھی۔

ہتھکڑی پوری قوت سے اس آدمی کے چہرے پر پڑی اور وہ چیختا ہوا اچھل کر عقب میں موجود سیڑھیوں پر گرا۔ اس کے ساتھ ہی دوسرا مسلح آدمی بجلی کی سی تیزی سے مڑا ہی تھا کہ عمران بھوکے عقاب کی طرح اس پر جھپٹا اور دوسرے لمحے وہ آدمی ہوا میں اٹھتا ہوا توپ سے نکلنے والے گولے کی طرح برآمدے کی عقبی دیوار سے سر کے بل پوری قوت سے ٹکرایا اور اس کے منہ سے تیز چیخ نکل گئی اور وہ دیوار سے ٹکرا کر نیچے جا گرا۔ اس انداز میں گرنے کی وجہ سے اس کے کاندھے سے لٹکی ہوئی مشین گن اچھل کر نیچے فرش پر گری اور عمران نے جھک کر بجلی کی سی تیزی سے اس گن کو اٹھایا ہی تھا کہ ہتھکڑی کی ضرب کھا کر نیچے گرنے والے آدمی نے تیزی سے اٹھتے ہوئے عمران پر فائر کھول دیا لیکن عمران نے تیزی سے غوطہ لگایا اور برآمدے کے ایک چوڑے ستون کی اوٹ میں ہو گیا۔ وہ آدمی جو دیوار سے ٹکرایا تھا ابھی تک فرش پر پڑا لوٹ پوٹ ہو رہا تھا۔ اس کے سر سے خون بہہ رہا تھا۔ اسی لمحے پھاٹک کی چھوٹی کھڑکی کھلی اور ایک مسلح آدمی تیزی سے اندر داخل ہوا۔ برآمدے والا آدمی جو اب سیدھا کھڑا ہو چکا تھا۔ چیختا ہوا اچھل کر پشت کے بل نیچے جا گرا۔ اس کے ساتھ ہی عمران کی گن سے نکلنے والی گولیوں نے پھاٹک سے اندر آنے والے کو بھی چاٹ لیا اور وہ بھی چیختا ہوا اچھل کر نیچے گرا ہی تھا کہ عمران کا ہاتھ ایک بار پھر تیزی سے گھوما اور دیوار سے ٹکرا کر نیچے گرنے والا آدمی جو اب قدرے

اٹھنے کی کوشش کر رہا تھا۔ گولیاں کھا کر ایک جھٹکے سے نیچے گرا اور ساکت ہو گیا۔ اسی لمحے پھاٹک میں سے ایک اور مسلح آدمی تیزی سے اندر داخل ہوا لیکن اس سے پہلے کہ وہ اندرونی سچویشن کو سمجھتا، چیختا ہوا اچھل کر عقب میں موجود پھاٹک سے ٹکرا کر نیچے جا گرا اور چند لمحے تڑپنے کے بعد ساکت ہو گیا۔ عمران اسی طرح چوڑے ستون کے عقب میں کچھ دیر چھپا بڑے چوکنے انداز میں ادھر ادھر دیکھتا رہا لیکن جب کسی طرف سے اور کوئی آدمی سامنے نہ آیا تو وہ ستون کی اوٹ سے نکل کر بجلی کی سی تیزی سے سیڑھیاں اتر کر دوڑتا ہوا پھاٹک کی طرف بڑھ گیا۔ اس نے دیکھا کہ پھاٹک کے قریب پڑا ہوا آدمی جو آخر میں اندر آیا تھا ابھی تک آہستہ آہستہ تڑپ رہا تھا۔ لیکن عمران اسے پھلانگتا ہوا آگے بڑھا۔ اس نے ایک بار پھر سر باہر نکال کر ادھر ادھر دیکھا لیکن ہر طرف ریت کے اونچے نیچے ٹیلے اور بائیں طرف دور سمندر نظر آ رہا تھا۔ وہاں کوئی آدمی نہ تھا۔ عمران تیزی سے باہر آیا اور اس نے خاصی تیز رفتاری سے دوڑتے ہوئے اس پورے احاطے کا چکر لگایا اور ایک بار پھر پھاٹک کے اندر داخل ہو کر اس نے پھاٹک کو بند کر دیا۔ پھر وہ اس آدمی کی طرف متوجہ ہو گیا جو ابھی تک زندہ تھا۔ اسے گولیاں پیٹ پر لگی تھیں جبکہ باقی افراد کو گولیاں عین سینے پر لگی تھیں اس لئے وہ زیادہ دیر تک تڑپ بھی نہ سکے تھے۔

"کیا نام ہے تمہارا"۔۔۔ عمران نے اس پر جھک کر اس کے

سینے پر ہاتھ رکھ کر اسے ہلکا سا جھٹکا دیتے ہوئے کہا۔

''فر۔ فر۔ فریڈ۔ فریڈ''..... اس آدمی کے منہ سے رک رک کر آہستہ سے نکلا۔

''کس سے تعلق ہے تمہارا''..... عمران نے اسی طرح سینے پر ہاتھ سے مخصوص انداز میں جھٹکا دیتے ہوئے پوچھا۔

''نیول ہیڈکوارٹر سے''..... اس آدمی نے پہلے سے بھی زیادہ آہستہ آواز میں کہا۔

''یہاں کون آئے گا۔ کیوں بے ہوش رکھا گیا ہے ہمیں''۔ عمران نے اس بار یکے بعد دیگرے ہاتھ سے دو بار اس کے سینے کو جھٹکا دیتے ہوئے کہا۔

''چ۔ چیف۔ چیف سیکرٹ.......'' اس آدمی نے رک رک کر کچھ کہنا چاہا لیکن فقرہ مکمل کئے بغیر ہی اس نے ایک جھٹکا کھایا اور ساکت ہو گیا۔ اس کی آنکھیں بے نور ہو گئی تھیں۔ عمران ایک جھٹکے سے سیدھا ہوا اور پھر برآمدے کی سیڑھیاں چڑھ کر اندر راہداری سے ہوتا ہوا اس کمرے میں داخل ہوا جہاں اس کے ساتھی موجود تھے وہ سب اسی طرح بے حس و حرکت پڑے ہوئے تھے۔ عمران تیزی سے صفدر پر جھکا۔ اس نے اسے سیدھا کیا اور پھر ایک ہاتھ اس نے اس کی ناک پر اور دوسرا منہ پر رکھ دیا۔ چند لمحوں بعد صفدر کے جسم میں حرکت کے آثار نمودار ہونے لگے تو عمران نے ہاتھ ہٹائے اور پھر صفدر کو سائیڈ پر کر کے اس نے اس کے ہاتھوں

میں موجود ہتھکڑی بھی کھول دی۔

''یہ۔ یہ کیا ہو رہا ہے۔ ہم کہاں ہیں''..... صفدر نے اٹھنے کی کوشش کرتے ہوئے کہا۔

''جلدی ہوش میں آؤ صفدر۔ ہم سب انتہائی خطرے میں ہیں''۔ عمران نے تیز لہجے میں کہا تو صفدر ایک جھٹکے سے اٹھ کر بیٹھ گیا۔

''تنویر اور کیپٹن شکیل کو ہوش میں لے آؤ۔ میں باہر موجود ہوں۔ جلدی کرو''..... عمران نے کہا اور فرش پر رکھی ہوئی مشین گن اٹھا کر وہ تیزی سے مڑا اور کمرے سے باہر آ گیا۔ برآمدے سے اتر کر وہ سیڑھیاں اتر کر سیدھا پورچ میں کھڑی جیپ کی طرف بڑھ گیا۔ اس نے ڈرائیونگ سیٹ کا دروازہ کھولا تو اس کے اگنیشن میں چابی دیکھ کر اس کے چہرے پر قدرے اطمینان کے تاثرات ابھر آئے۔ وہ اچھل کر ڈرائیونگ سیٹ پر بیٹھا اور اس نے جیپ سٹارٹ کی تو وہ فوراً سٹارٹ ہو گئی۔ عمران نے فیول چیک کیا۔ فیول گیج کی سوئی ظاہر کر رہی تھی کہ ٹینکی فل ہے۔ عمران نے انجن بند کیا اور نیچے اتر کر وہ دوڑتا ہوا پھاٹک کی طرف بڑھا۔ اس نے پھاٹک کے سامنے پڑے ہوئے دونوں آدمیوں کی لاشوں کو باری باری گھسیٹ کر سائیڈوں پر کیا اور پھر واپس آ کر وہ ایک بار پھر جیپ کی ڈرائیونگ سیٹ پر بیٹھا اور اس نے جیپ کو سٹارٹ کر کے اسے موڑا اور پھاٹک کے قریب لا کر روک دی اور انجن بند کر کے وہ نیچے اترا تو اس نے اپنے ساتھیوں کو کمرے سے نکل کر راہداری

میں آتے دیکھ لیا اور عمران ان کی طرف بڑھ گیا۔ راہداری سے باہر آ کر اس کے ساتھی حیرت سے وہاں موجود لاشوں کو دیکھنے لگے۔

''یہاں چیک کرو صفدر۔ شاید کہیں سے اسلحہ مل جائے۔ اگر ہو تو جلدی سے لے کر آؤ۔ ہم نے جلد از جلد یہاں سے نکلنا ہے۔ جلدی کرو''...... عمران نے کہا اور واپس جیپ کی طرف مڑ گیا۔ صفدر تیزی سے مڑ کر واپس راہداری کی طرف بڑھ گیا۔ اس کے پیچھے تنویر بھی واپس مڑ گیا جبکہ جولیا اور کیپٹن شکیل سیڑھیاں اتر کر عمران کے پیچھے آنے لگے۔

''یہ ہم کہاں ہیں اور یہ ہلاک ہونے والے کون تھے''...... جولیا نے حیرت بھرے لہجے میں کہا۔

''ان لوگوں کا تعلق کافرستان نیول ہیڈکوارٹر سے ہے اور ابھی یہاں شاگل پہنچنے والا ہے''...... عمران نے کہا تو جولیا اور کیپٹن شکیل دونوں چونک پڑے۔

''تم دونوں جیپ میں بیٹھو۔ ہم نے جلد از جلد یہاں سے نکلنا ہے''...... عمران نے کہا تو جولیا فرنٹ سیٹ کا دروازہ کھول کر اندر بیٹھ گئی جبکہ کیپٹن شکیل عقبی سیٹ پر بیٹھ گیا۔ اسی لمحے صفدر اور تنویر آتے دکھائی دیے۔ ان کے ہاتھوں میں مشین گنیں تھیں۔

''اسلحہ تو یہاں نہیں ہے۔ یہ وہ گنیں ہیں جو شاید ان مرنے والوں کی ہیں''...... صفدر نے قریب آ کر کہا۔

ٹھیک ہے۔ انہیں اندر رکھو اور پھاٹک کھولو۔ میں جیپ باہر ... ہوں''...... عمران نے کہا اور اس کے ساتھ ہی وہ اچھل کر ...نگ سیٹ پر بیٹھ گیا۔ جبکہ صفدر نے گنیں جیپ کے اندر رکھیں ... تیزی سے آگے بڑھ کر اس نے پھاٹک کھول دیا۔ اس کے ... ہی جیپ ایک جھٹکے سے آگے بڑھی اور پھر پھاٹک سے باہر ... سائیڈ پر رک گئی تو صفدر بڑا پھاٹک بند کر کے چھوٹے ... سے باہر نکل آیا اور پھر جیپ میں سوار ہو گیا تو عمران نے جیپ آگے بڑھا دی۔ چند لمحوں بعد جیپ ریت کے اونچے نیچے ... میں تیزی سے چلتی ہوئی آگے بڑھتی چلی گئی۔

''عمران صاحب۔ اب کہاں جانا ہے۔ یہ کون سا علاقہ ہے''...... جیپ کے اندر بیٹھتے ہوئے صفدر نے عمران سے پوچھا۔

''یہاں سے دور نکل جائیں۔ پھر آگے کی سوچیں گے۔ ایسا نہ ... کافرستان سیکرٹ سروس کا چیف شاگل ہمارے سروں پر پہنچ ...''...... عمران نے جواب دیا اور صفدر نے اثبات میں سر ہلا ...

سمندر سے کچھ فاصلے پر موجود احاطے کی طرف ایک جیپ جس پر نیول ہیڈکوارٹر کے الفاظ درج تھے تیزی سے بڑھی چلی جا رہی تھی۔ جیپ میں ڈرائیور کے علاوہ دو افراد تھے جنہوں نے باقاعدہ نیوی یونیفارم پہنی ہوئی تھی۔ ان میں سے ایک سائیڈ سیٹ پر اور ایک عقبی سیٹ پر موجود تھا۔

''سر۔ چیف آف سیکرٹ سروس کب پہنچ رہے ہیں وہاں''۔ عقب میں بیٹھے ہوئے آفیسر نے سائیڈ سیٹ پر بیٹھے ہوئے آفیسر سے مخاطب ہو کر مؤدبانہ لہجے میں کہا۔

''جب ہم پہنچیں گے تو تقریباً اسی وقت ان کا ہیلی کاپٹر بھی پہنچ جائے گا آفیسر گپتا''۔۔۔ سائیڈ سیٹ پر بیٹھے ہوئے آفیسر نے سر موڑ کر عقبی سیٹ پر بیٹھے ہوئے آفیسر کو جواب دیتے ہوئے کہا۔

''سر۔ یہ ان لوگوں کو ہیلی کاپٹر پر لے جائیں گے یا ہمیں اس

یہ کام کرنا ہوگا''۔۔۔ گپتا نے اسی طرح مؤدبانہ لہجے میں کہا۔

''یہ تو چیف کی مرضی ہے۔ ہم نے تو ان کے حکم کی تعمیل کرنی ہے''۔۔۔ سینئر آفیسر نے جواب دیا۔

''سر۔ اگر آپ ناراض نہ ہوں تو میں ایک بات کروں''۔ گپتا نے قدرے جھجکتے ہوئے انداز میں کہا۔

''کیا کہنا چاہتے ہو کھل کر بات کرو''۔۔۔ سینئر آفیسر نے کہا۔

''جناب۔ انہیں نیول ہیڈکوارٹر کے لاک اپ میں بھی رکھا جا سکتا تھا جبکہ وہ بے ہوش بھی تھے اور ہتھکڑیوں میں بھی جکڑے ہوئے تھے''۔۔۔ گپتا نے کہا۔

''جناب کمانڈر نے یہ تجویز دی تھی چیف صاحب کو۔ لیکن انہوں نے کہا کہ یہ لوگ اس قدر خطرناک ہیں کہ وہ نیول ہیڈکوارٹر بھی تباہ کر کے نکل جائیں گے اس لئے مجبوراً انہیں یہاں علیحدہ عمارت میں قید کرنا پڑا ہے''۔۔۔ سینئر آفیسر نے کہا۔

''یہ کیسے ہو سکتا ہے جناب کہ بے ہوش اور ہتھکڑیوں میں جکڑے ہوئے افراد ایسی کوئی کارروائی کر سکیں''۔۔۔ گپتا نے کہا۔

''آفیسر گپتا۔ میرے ذہن میں بھی یہ بات ہے لیکن اعلیٰ حکام کا ذہن اپنا ہوتا ہے''۔۔۔ سینئر آفیسر نے کہا اور اس کے ساتھ ہی اس نے ڈرائیور کی طرف مڑتے ہوئے پوچھا۔

''کتنی دیر میں ہم پہنچ جائیں گے''۔۔۔ سینئر آفیسر نے پوچھا۔

''جناب۔ وہ سامنے عمارت نظر آنے لگ گئی ہے۔ پانچ منٹ

میں ہم وہاں پہنچ جائیں گے"۔۔۔۔۔ ڈرائیور نے کہا اور پھر آفیسر نے اثبات میں سر ہلا دیا۔ تھوڑی دیر بعد جیپ اس عمارت کے پھاٹک کے سامنے پہنچ کر رک گئی۔

"دونوں گارڈز نظر نہیں آ رہے"۔۔۔ سینئر آفیسر نے خودکلامی کے انداز میں کہا اور پھر وہ تیزی سے جیپ سے نیچے اتر گیا۔ گپتا بھی باہر آ گیا جبکہ ڈرائیور ویسے ہی سیٹ پر بیٹھا رہا۔ وہ دونوں تیزی سے پھاٹک کی طرف بڑھے۔ چھوٹا پھاٹک کھول کر وہ اندر داخل ہوئے تو وہ دونوں ہی اس طرح اچھلے جیسے ان کے قدموں تلے بم پھٹ پڑا ہو۔

"یہ۔ یہ لاشیں۔ اوہ۔ یہاں تو قتل عام کیا گیا ہے"۔۔۔۔۔ سینئر آفیسر نے تقریباً چیختے ہوئے لہجے میں کہا۔

"سر۔ برآمدے میں بھی لاشیں پڑی ہیں"۔۔۔۔ گپتا نے کہا۔

"ہاں۔ اوہ۔ ویری بیڈ۔ یہ سب کیا ہو گیا ہے۔ وہ قیدی۔ ان کا کیا ہوا"۔۔۔۔۔ سینئر آفیسر نے کہا اور پھر وہ تیزی سے برآمدے کی طرف بڑھنے لگا۔ گپتا اس کے پیچھے تھا۔ برآمدے سے گزر کر وہ راہداری سے ہوتے ہوئے اس کمرے میں داخل ہوئے جہاں انہوں نے قیدیوں کو رکھا تھا۔

"ارے۔ یہ غائب ہو گئے ہیں۔ یہ مطلب۔ یہ تو بے ہوش اور ہتھکڑیوں میں جکڑے ہوئے تھے۔ پھر یہ کیسے غائب ہو گئے"۔ سینئر آفیسر نے قدرے چیختے ہوئے لہجے میں کہا۔ اس کے ساتھ

[illegible] وہ اس طرح چاروں طرف دیکھ رہا تھا جیسے قیدیوں کو تلاش کر [illegible]

"سر۔ بہت گڑبڑ ہو گئی ہے۔ یہ قیدی واقعی بے حد خطرناک تھے۔ وہ نہ صرف ہوش میں آ گئے بلکہ انہوں نے ہتھکڑیاں بھی [illegible] لیں اور پھر یہاں گارڈز کا خاتمہ کر کے نکل گئے"۔۔۔ گپتا نے پہلی بار سنبھلے ہوئے لہجے میں کہا۔

"اوہ۔ اوہ۔ ویری بیڈ۔ یہ کیسے ہو گیا۔ وہ تو بے ہوش بھی تھے [illegible] ہتھکڑیوں میں بھی جکڑے ہوئے تھے اور یہ چار مسلح افراد کو [illegible] نے کیسے ہلاک کر دیا جبکہ ان کے پاس کوئی اسلحہ بھی نہ تھا"۔ [illegible] آفیسر ابھی تک حیرت میں مبتلا تھا اور اس کی بات کا جواب [illegible] کی بجائے گپتا تیزی سے مڑ کر کمرے سے باہر آیا اور پھر [illegible] دوڑتا ہوا راہداری سے برآمدے میں آ گیا۔

"باس۔ باس"۔۔۔ اس نے وہیں سے چیخ کر کہا۔

"کیا ہوا۔ کیا ہوا ہے"۔۔۔ سینئر آفیسر کی طرف سے بھری آواز [illegible] دی۔ وہ بھی کمرے سے نکل کر راہداری میں دوڑتا ہوا [illegible] کی طرف آتا دکھائی دے رہا تھا۔

[illegible]

[illegible]

[illegible]

[illegible]

''جناب۔ ان مسلح افراد کو لانے اور لے جانے کے لئے یہ جیپ یہاں موجود تھی۔ وہ پیدل تو نہیں آ جا سکتے تھے''۔۔۔ گپتا نے لمبا سانس لیتے ہوئے کہا۔

''اوہ۔ اوہ۔ یہ جیپ تو سرکاری ہے۔ اسے تلاش کیا جا سکتا ہے''۔۔۔ سینئر آفیسر نے کہا اور پھر اس سے پہلے کہ گپتا اس کی بات کا کوئی جواب دیتا۔ اچانک آسمان سے ہیلی کاپٹر کی تیز آواز سنائی دی اور وہ دونوں تیزی سے سیڑھیاں اتر کر صحن میں آئے تو اسی لمحے ایک بڑا ہیلی کاپٹر اس احاطے کی چھت کے اوپر سے نکل کر ان دونوں کے سروں پر سے ہوتا ہوا آگے نکل گیا لیکن احاطے کے باہر جا کر وہ رک گیا۔ اسی لمحے ایک اور ہیلی کاپٹر جو پہلے سے چھوٹا تھا نمودار ہوا اور وہ بھی اس بڑے ہیلی کاپٹر کے قریب ہوا میں معلق ہو گیا۔

''آؤ۔ یہ چیف آف سیکرٹ سروس کا ہیلی کاپٹر ہے اور ساتھ ہی دوسرا بھی انہی کا ہے''۔۔۔ سینئر آفیسر نے کہا اور تیزی سے پھاٹک کی طرف بڑھ گیا۔ گپتا اس کے پیچھے تھا۔ وہ دونوں جب چھوٹے پھاٹک سے باہر آئے تو بڑا ہیلی کاپٹر کچھ فاصلے پر ریت پر اتر گیا۔ جبکہ چھوٹا ہیلی کاپٹر فضا میں ہی معلق رہا۔ بڑے ہیلی کاپٹر سے شاگل باہر آیا۔ اس کے پیچھے ایک اور آدمی تھا۔ سینئر آفیسر اور گپتا تیزی سے ان کی طرف بڑھے اور قریب پہنچ کر دونوں نے انہیں باقاعدہ فوجی انداز میں سیلوٹ کیا۔

''کیا پوزیشن ہے قیدیوں کی''۔۔۔ شاگل نے تیز اور تحکمانہ اور کرخت لہجے میں کہا۔ ساتھ ہی اس نے سر کو اثبات میں ...تے ہوئے ان کے سیلوٹ کا جواب دیا۔

''وہ تو فرار ہو گئے ہیں جناب اور یہاں کے محافظ ہلاک کر ...یے گئے ہیں جناب''۔۔۔ سینئر آفیسر نے آہستہ سے قدرے سہمے ...ئے لہجے میں کہا۔

''کیا۔ کیا بکواس کر رہے ہو نانسنس۔ کیا کہہ رہے ہو تم''۔ ...گل نے جھٹکا کھاتے ہوئے حلق کے بل چیخ کر کہا۔

''یس سر۔ میں درست کہہ رہا ہوں سر۔ ہمیں ابھی یہاں آ کر ...تہ چلا ہے''۔۔۔ سینئر آفیسر نے ہونٹ بھینچتے ہوئے جواب دیا۔

''اوہ۔ اوہ ویری بیڈ۔ یہ سب کیسے ہو گیا۔ آؤ میرے ساتھ''۔ شاگل نے پہلے کی طرح چیختے ہوئے کہا اور پھر وہ دوڑنے کے سے انداز میں پھاٹک کی طرف بڑھنے لگا۔ سینئر آفیسر اور گپتا دونوں اس کے پیچھے تھے جبکہ شاگل کا ساتھی ان کے پیچھے آ رہا تھا۔ پھاٹک سے اندر داخل ہو کر سائیڈ پر پڑی ہوئی دو لاشوں کے قریب شاگل ...ک گیا۔

''کیا قیدیوں کے پاس اسلحہ تھا''۔۔۔ شاگل نے تیز لہجے میں پوچھا۔

''نہیں جناب۔ ہم نے ان کے میک اپ واش کرنے کے بعد ...ن کی تلاشی لی اور پھر انہیں ہتھکڑیوں میں جکڑ کر اندر کمرے میں

ڈال دیا۔ وہ بیس گھنٹوں سے پہلے کسی صورت ہوش میں نہ آ سکتے تھے۔ ہم نے انہیں طویل بے ہوشی کے انجکشن بھی لگا دیئے تھے جناب"...... سینئر آفیسر نے تیز تیز لہجے میں جواب دیتے ہوئے کہا۔

"اس کے باوجود وہ نکل گئے۔ تم جھوٹ بول رہے ہو۔ تم بکواس کر رہے ہو"...... شاگل نے یکلخت چیخ کر کہا۔

"جناب۔ مجھے جھوٹ بولنے اور بکواس کرنے کی کیا ضرورت ہے۔ میں نیوی کا ہائی رینک آفیسر ہوں"...... اس بار سینئر آفیسر نے برا سا منہ بناتے ہوئے کہا۔ اس کے چہرے پر غصے کے تاثرات ابھر آئے تھے۔

"تمہارا کورٹ مارشل ہو گا۔ ہاں ہو گا۔ تم نے غفلت کا مظاہرہ کیا ہے"...... شاگل نے اور زیادہ چیختے ہوئے کہا۔

"جناب۔ ہم نے کوئی غفلت نہیں کی۔ وہ بے ہوش تھے اور ہتھکڑیوں میں جکڑے ہوئے تھے۔ باہر چار مسلح تربیت یافتہ افراد موجود تھے جناب"...... اس بار گپتا نے کہا تو شاگل تیزی سے اس کی طرف مڑا۔

"تو پھر کیا وہ جن بھوت تھے۔ بولو۔ جواب دو"...... شاگل نے پیر پٹختے ہوئے چیخ کر جواب دیا۔

"جناب۔ وہ یہاں سے زیادہ دور نہیں گئے ہوں گے۔ لاشوں کی پوزیشن بتا رہی ہے کہ انہیں ہلاک ہوئے زیادہ دیر نہیں ہوئی"...... اچانک شاگل کے ساتھی نے ڈرتے ہوئے کہا۔

"وہ۔ اوہ۔ اچھا۔ اچھا۔ ہاں وہ پیدل بھاگے ہوں گے اور دور دور تک کوئی گاؤں یا شہر نہیں ہے۔ ہاں۔ ہاں ہم انہیں پکڑ لیں گے"...... شاگل نے تیز لہجے میں کہا۔

"جناب۔ وہ یہاں موجود جیپ لے گئے ہیں۔ سرکاری جیپ"۔ سینئر آفیسر نے ڈرتے ڈرتے لہجے میں کہا۔

"جیپ۔ سرکاری جیپ۔ کیوں۔ وہ یہاں کیوں تھی"...... شاگل نے ایک بار پھر غصیلے لہجے میں کہا۔

"چار گارڈز کو لے جانے کے لئے جناب۔ جو ہلاک کر دیئے گئے ہیں"...... سینئر آفیسر نے جواب دیتے ہوئے کہا۔

"کیا تفصیل ہے اس جیپ کی۔ جلدی بتائیں۔ ہم اسے ٹریس کر لیں گے"...... شاگل کے ساتھی نے کہا۔

"جناب۔ نیوی بلیو کلر کی بڑی اور مضبوط جیپ ہے نئے ماڈل کی"...... سینئر آفیسر نے کہا۔

"کس کمپنی کی تھی اور اس کا رجسٹریشن نمبر کیا تھا۔ اس کی اور نشانیاں کیا ہیں"...... اس بار شاگل نے کہا۔

"جناب۔ سرلیش کمپنی کی ٹاور جیپ تھی۔ رجسٹریشن نمبر تو مجھے نہیں معلوم جناب۔ البتہ اس کے دونوں اطراف اور چھت پر کافرستان نیوی کا مخصوص نشان اور نیچے نیوی کے الفاظ واضح طور پر لکھے ہوئے تھے"...... سینئر آفیسر نے کہا۔

"اوہ۔ اوہ۔ آؤ ہمیں اسے ٹریس کرنا ہے۔ آؤ"...... شاگل نے

اپنے ساتھ آنے والے سے کہا اور پھر وہ دونوں مڑ کر دوڑتے ہوئے انداز میں پھاٹک کی طرف بڑھ گئے۔ سینئر آفیسر اور گپتا ان کے پیچھے تھے۔ پھاٹک سے باہر نکل کر شاگل اور اس کا ساتھی ہیلی کاپٹر کی طرف بڑھ گیا۔ جبکہ چھوٹا ہیلی کاپٹر ابھی تک فضا میں معلق تھا۔ سینئر آفیسر اور گپتا دونوں پھاٹک کے قریب رک گئے۔ تھوڑی دیر بعد ہیلی کاپٹر فضا میں بلند ہوا اور پھر تیزی سے اس طرف کو واپس مڑ گیا جدھر سے آیا تھا۔ چھوٹا ہیلی کاپٹر اس کے پیچھے تھا۔

''اب ہمیں یہ لاشیں لے جانا ہوں گی''..... سینئر آفیسر نے ایک طویل سانس لے کر مڑتے ہوئے کہا تو گپتا نے اثبات میں سر ہلا دیا۔

جیپ ریت کے اونچے نیچے ٹیلوں کے درمیان سے گزر کر آگے بڑھتی چلی جا رہی تھی۔ دور دور تک ریت ہی ریت پھیلی ہوئی دکھائی دے رہی تھی۔ یوں لگتا تھا جیسے جیپ کسی صحرا سے گزر رہی ہو لیکن دور افق میں درختوں کا ایک بڑا جھنڈ بھی دکھائی دے رہا تھا اور جیپ کا رخ اس جھنڈ کی طرف تھا۔ ڈرائیونگ سیٹ پر عمران، سائیڈ سیٹ پر جولیا اور عقبی سیٹوں پر صفدر، کیپٹن شکیل اور تنویر بیٹھے ہوئے تھے۔

''عمران صاحب۔ ہم کہاں جا رہے ہیں''..... صفدر نے عمران سے مخاطب ہو کر کہا۔

''جہاں سے ہم کو بھی ہماری خبر نہ ملے''..... عمران نے جواب دیتے ہوئے کہا۔

''عمران صاحب۔ ہمیں جس قدر جلد ہو سکے اس جیپ سے

چھٹکارہ حاصل کرنا ہے ورنہ جیسے ہی اس احاطے میں کوئی پہنچا اور لاشیں سامنے آئیں تو سب سے پہلے اس جیپ کو ہی ٹریس کیا جائے گا“ ...کیپٹن شکیل نے کہا۔

”اور ہمیں یہ بھی معلوم نہیں ہے کہ ہم کہاں جا رہے ہیں اور ہم نے کہاں جانا ہے“.... جولیا نے کہا۔

”اسی لئے تو میں اس درختوں کے جھنڈ کی طرف جا رہا ہوں۔ ہو سکتا ہے کہ وہاں کسی آبادی کے آثار نظر آ جائیں“ ....عمران نے کہا۔

”کیا درختوں پر چڑھ کر دیکھنا ہو گا“ ....صفدر نے کہا۔

”ہاں۔ اور ہمارے پاس تنویر موجود ہے جو درختوں پر چڑھنے کا ماہر ہے۔ کیوں تنویر“ ... عمران نے کہا تو صفدر اور جولیا بے اختیار ہنس پڑے جبکہ کیپٹن شکیل صرف مسکرا دیا۔

”ہاں۔ ہاں۔ میں چڑھ کر دیکھ لوں گا“ ....تنویر نے جو نجانے کس سوچ میں تھا، فوراً جواب دیا اور اس کے اس جواب پر جیپ قہقہوں سے گونج اٹھی۔

”کیا ہوا“ ... تنویر نے حیران ہو کر انہیں دیکھتے ہوئے کہا۔

”کچھ نہیں ہوا۔ صرف ڈارون کی تھیوری پلٹ گئی ہے“۔ عمران نے مسکراتے ہوئے کہا تو سب ایک بار پھر ہنسنے لگے۔

”ڈارون کی تھیوری۔ کیا مطلب“ ... تنویر نے اسی طرح حیرت بھرے انداز میں سب کو دیکھتے ہوئے کہا۔

”ڈارون نے کہا تھا کہ بندر سے انسان بنا ہے۔ اس کا الٹ ۔ انسان سے بندر بنا ہے اس لئے درختوں پر آسانی سے چڑھ ...ہے“ .... عمران نے جواب دیا۔

”اچھا تو تم مجھے بندر کہہ رہے ہو“ ....تنویر نے غصیلے لہجے میں ...

”ارے۔ ارے۔ اس میں ناراض ہونے کی کیا بات ہے۔ ہم ...ن کی جیپ میں بیٹھے ہیں اور نیوی کا تعلق بندرگاہ سے ہوتا ...“ ... عمران نے کہا تو سب ایک بار پھر ہنسنے لگے۔

”عمران صاحب۔ یقیناً شاگل کسی وقت بھی وہاں پہنچنے والا ہو ...“ ... کیپٹن شکیل نے اچانک سنجیدہ لہجے میں کہا تو سب چونک ...

”ہاں۔ اسی لئے میں جیپ کو درختوں کے جھنڈ میں لے جا رہا ...ں۔ وہاں شاید ہم یہ جیپ چھوڑ دیں“ ....عمران نے سنجیدہ لہجے ...ں جواب دیتے ہوئے کہا۔

”تو پھر آگے سفر کیسے کریں گے“.... جولیا نے حیران ہو کر ...

”آگے کے حالات دیکھ کر ہی حتمی فیصلہ کریں گے۔ میں نے تو یہ امکانی بات کی ہے“ .... عمران نے جواب دیا اور جولیا نے اثبات میں سر ہلا دیا۔ جیپ خاصی تیز رفتاری سے آگے بڑھتی چلی جا رہی تھی اور درختوں کا جھنڈ لمحہ بہ لمحہ قریب سے قریب تر آتا جا رہا

تھا۔ تھوڑی دیر بعد جیپ درختوں کے اس جھنڈ میں داخل ہوگئی۔
عمران نے جیپ روکی اور پھر وہ سب ایک ایک کر کے جیپ سے نیچے اتر آئے اور پھر وہ پیدل چلتے ہوئے اس جھنڈ کی دوسری طرف کو چل پڑے اور پھر دوسری طرف دیکھتے ہی وہ چونک پڑے کیونکہ ادھر انہیں ایک پہاڑی کے اوپر موجود گاؤں نظر آنے لگ گیا تھا۔ درختوں کے اس جھنڈ کے بعد خشک زمین تھی اور کافی آگے جا کر چھوٹی بڑی پہاڑیوں پر مشتمل پہاڑی علاقہ شروع ہو رہا تھا اور ان چھوٹی بڑی پہاڑیوں کے عقب میں اونچے پہاڑ نظر آ رہے تھے۔ ایک اونچے پہاڑی ٹیلے پر گاؤں کے آثار بھی نظر آ رہے تھے۔

''اوہ۔ یہ تو ہیلی کاپٹرز ہیں''..... اچانک عمران نے کہا تو سب نے چونک کر اس طرف دیکھا جدھر عمران دیکھ رہا تھا۔ عمران کی نظر پہاڑی علاقے سے ہٹ کر دائیں طرف آسمان پر جمی ہوئی تھی اور آسمان پر دو دھبے نظر آ رہے تھے جو تیزی سے بڑے ہوتے جا رہے تھے۔

''اوہ۔ یہ تو کافرستان سیکرٹ سروس کے ہیلی کاپٹرز ہیں۔ پیچھے ہٹ جاؤ''..... کچھ دیر بعد عمران نے کہا تو وہ سب تیزی سے پیچھے ہٹتے چلے گئے لیکن دونوں ہیلی کاپٹرز اب بھی انہیں نظر آ رہے تھے اور پھر دونوں ہیلی کاپٹر درختوں کے اس جھنڈ کے اوپر سے گزر کر آگے بڑھ گئے۔

''یہ دونوں ہیلی کاپٹر اس عمارت کی طرف جا رہے ہیں جہاں سے ہم آئے ہیں''..... عمران نے کہا۔
''عمران۔ یہ لوگ اس جیپ کو تلاش کریں گے''..... جولیا نے بڑے تشویش زدہ لہجے میں کہا۔
''لازماً کریں گے اور ہو سکتا ہے کہ لاشیں دیکھتے ہی یہ لوگ ہمیں تلاش کرنے نکل کھڑے ہوں''..... صفدر نے کہا۔
''لیکن وہاں کون ہو گا جو انہیں ہمارے بارے میں یا جیپ کے بارے میں بتائے گا''..... تنویر نے کہا۔
''میرا خیال ہے کہ شاگل کی یہاں آمد کا نیوی کو علم ہو گا اس لئے لازماً نیوی کے افراد وہاں پہنچیں گے اس لئے ہمیں فوری فیصلہ کرنا ہے کہ کیا ہم جیپ کو یہاں چھوڑ کر پہاڑی علاقے میں روپوش ہو جائیں یا یہاں رہ کر ان کی واپسی کا انتظار کریں''..... عمران نے کہا۔
''یہ لوگ لازماً اس جھنڈ کو چیک کریں گے۔ ہو سکتا ہے کہ وہ یہاں فائرنگ کریں اس لئے ہمیں یہاں سے نکل کر آگے گاؤں میں پہنچ جانا چاہئے''..... کیپٹن شکیل نے کہا۔
''میں درخت پر چڑھ کر آسانی سے ان ہیلی کاپٹروں کو فضا میں ہی تباہ کر سکتا ہوں''..... تنویر نے کہا۔
''ہمارے پاس ہلکی مشین گنیں ہیں اور وہ تربیت یافتہ لوگ ہیں۔ ضروری نہیں کہ وہ رینج میں ہی رہیں''..... عمران نے کہا۔

''تو پھر کیا کرنا ہے''...... جولیا نے جھلائے ہوئے لہجے میں کہا۔

''ہم نے ان کے ایک ہیلی کاپٹر پر قبضہ کرنا ہے''...... عمران نے کہا تو سب چونک پڑے۔

''قبضہ کرنا ہے۔ کیسے''...... جولیا نے حیرت بھرے لہجے میں کہا۔

''شاگل کو اگر شک پڑا کہ ہم اس جھنڈ میں ہیں تو وہ خود کبھی نیچے نہیں آئے گا بلکہ خود فضا میں رہ کر دوسرے ہیلی کاپٹر کو نیچے اتارے گا اور چونکہ وہ وہمی آدمی ہے اس لئے لامحالہ وہ اپنا ہیلی کاپٹر بھی عین اس جھنڈ کے اوپر معلق کرنے کی بجائے دور جا کر معلق کرے گا اور ہم آسانی سے اس دوسرے ہیلی کاپٹر پر قبضہ کر لیں گے''...... عمران نے کہا۔

''لیکن عمران صاحب۔ اس ہیلی کاپٹر پر قبضہ کرکے ہم کیا کریں گے۔ وہ سیکرٹ سروس کا چیف ہے۔ وہ ایئر فورس کو کال کرکے گن شپ ہیلی کاپٹرز یا فائٹر طیارے منگوا لے گا اور جب تک طیارے نہ آ جائیں گے وہ ہمارا پیچھا نہ چھوڑے گا''...... صفدر نے کہا۔

''اور دوسری بات یہ کہ یہ دونوں ہیلی کاپٹر گن شپ نہیں ہیں اس لئے ہم لڑ بھی نہ سکیں گے''...... کیپٹن شکیل نے کہا۔

''ہم اس ہیلی کاپٹر کے ذریعے یہاں سے کسی بڑے شہر یا قصبے

تک تو پہنچ ہی جائیں گے۔ پھر وہاں سے معلومات حاصل کرکے آگے بڑھیں گے''...... عمران نے کہا۔

''نہیں عمران صاحب۔ اس طرح ہم الٹا پھنس جائیں گے۔ ہمیں موقع سے فائدہ اٹھاتے ہوئے جتنا وقت ملے جیپ سمیت آگے بڑھنا چاہئے اور ضرورت پڑنے پر ہم جیپ چھوڑ کر ادھر ادھر چھپ سکتے ہیں''...... صفدر نے کہا۔

''اوکے۔ ٹھیک ہے آؤ۔ لیکن اب ہمیں اس گاؤں میں نہیں جانا کیونکہ شاگل نے لامحالہ اس گاؤں کو چیک کرنا ہے''...... عمران نے کہا۔

''تو پھر کہاں جائیں گے۔ جیپ تو انہیں دور سے ہی نظر آ جائے گی اور اس گاؤں کے علاوہ اس طرف اور کوئی آبادی ہی نہیں ہے''...... جولیا نے کہا۔

''اس گاؤں کی طرف چلیں۔ ہم گاؤں میں بعد میں داخل ہوں گے جب شاگل وغیرہ وہاں سے چیکنگ کرکے نکل جائیں گے''۔ صفدر نے کہا۔

''عمران صاحب کی بات ٹھیک ہے۔ ہمیں واقعی ہیلی کاپٹر پر قبضہ کرنا چاہئے۔ جب تک فائٹر طیارے آئیں گے، ہم کافی فاصلہ طے کر لیں گے ورنہ ہم جیپ پر کم پہنچیں گے اور پیدل کہاں تک دھکے کھاتے پھریں گے جبکہ مشن میں وقت کی سب سے زیادہ اہمیت ہے''...... کیپٹن شکیل نے کہا۔

"ٹھیک ہے۔ کیپٹن شکیل کی بات ٹھیک ہے"..... جولیا نے کہا اور پھر باری باری سب نے اس کی تائید کر دی۔

"چلو شکر ہے۔ کیپٹن کی کپتانی تو تم نے تسلیم کر لی ہے۔ میری بات نہ مانی"..... عمران نے منہ بناتے ہوئے کہا اور سب بے اختیار ہنس پڑے۔

"باتیں کم کرو اور آگے بڑھو۔ اس جھنڈ سے بہرحال ہمیں باہر رہنا ہے ورنہ شاگل کا تو کوئی پتہ نہیں وہ یہاں اندھا دھند فائرنگ کھول دے اور ہو سکتا ہے کہ ان کے پاس میزائل گنیں بھی ہوں"۔ جولیا نے کہا اور عمران نے اثبات میں سر ہلا دیا اور آگے بڑھ گیا۔ پھر جھنڈ سے باہر نکل کر وہ کچھ فاصلے پر اونچی اونچی جھاڑیوں کی اوٹ میں بکھر کر بیٹھ گئے۔ عمران اور جولیا اکٹھے ہی ایک اونچی جھاڑی کی اوٹ میں موجود تھے۔ عمران کے ہاتھ میں مشین گن تھی جبکہ جولیا خالی ہاتھ تھی۔ ان دونوں کی نظریں آسمان پر لگی ہوئی تھیں۔

"تنویر جذباتی ہے۔ اس نے فائر کھول دینا ہے"..... جولیا نے کہا۔

"نہیں۔ وہ بے حد عقل مند ہے۔ احمق نہیں ہے"..... عمران نے جواب دیا۔ اسی لمحے دور سے ہیلی کاپٹروں کی آواز سن کر وہ دونوں چونک پڑے۔ یہ آوازیں درختوں کے جھنڈ کی طرف سے آ رہی تھی۔ آوازیں آہستہ آہستہ تیز ہوتی چلی گئیں۔ پھر جھنڈ پر سے

ہیلی کاپٹر ابھرتے نظر آئے۔ ان کا رخ اس پہاڑی گاؤں کی طرف تھا۔ جھنڈ کے اوپر سے گزر کر وہ آگے بڑھتے چلے گئے۔ وہ ان کے سروں کے اوپر سے گزر رہے تھے۔ ان دونوں کا رخ اس پہاڑی گاؤں کی طرف تھا لیکن کچھ آگے جانے کے بعد دونوں ہیلی کاپٹر چکر کاٹ کر مڑنے لگے۔

"شاگل کو بعد میں اس جھنڈ کا خیال آیا ہے"..... عمران نے انہیں مڑتے دیکھ کر کہا اور جولیا نے صرف اثبات میں سر ہلا دیا۔ چند لمحوں بعد بڑا ہیلی کاپٹر چکر کاٹ کر کافی فاصلے پر فضا میں معلق ہو گیا۔ جبکہ چھوٹا ہیلی کاپٹر تیزی سے واپس آ کر اس جھنڈ کے اوپر فضا میں معلق ہوا اور پھر ہیلی کاپٹر کی دونوں سائیڈوں سے دو افراد نے جھنڈ پر میزائل گنوں سے مسلسل میزائل فائر کر دیئے۔ دونوں میزائل تباہ کن دھماکوں سے درختوں پر پھٹے اور ہر طرف دھواں سا پھیلتا چلا گیا۔ میزائل فائرنگ کے چند لمحوں بعد ہیلی کاپٹر نیچے آیا اور پھر جھنڈ پر مشین گنوں سے فائرنگ شروع کر دی گئی۔ یہ فائرنگ بھی دو افراد ہی کرتے نظر آئے۔ ہیلی کاپٹر اور نیچے اترا اور پھر اس نے جھنڈ پر چکر لگایا جبکہ دونوں افراد مسلسل فائرنگ کرتے رہے۔ پھر فائرنگ بند ہو گئی اور ہیلی کاپٹر اس طرف آیا جدھر عمران اور اس کے ساتھی جھاڑیوں میں چھپے ہوئے تھے۔ پھر دیکھتے ہی دیکھتے ہیلی کاپٹر درختوں کے جھنڈ اور جھاڑیوں کے درمیان اتر گیا۔ اس میں سے دو مسلح افراد اترے اور بڑے ماہرانہ

انداز میں زگ زیگ انداز میں دوڑتے ہوئے درختوں کے جھنڈ کی طرف بڑھتے چلے گئے۔

''تم یہیں رکو۔ میں ہیلی کاپٹر پر قبضہ کرتا ہوں''..... عمران نے کہا۔

''شاگل اس بڑے ہیلی کاپٹر سے چیکنگ کر رہا ہوگا''..... جولیا نے کہا۔

''اس کی نظریں ان لوگوں پر جمی ہوئی ہوں گی جو ہیلی کاپٹر سے اتر کر گئے ہیں''..... عمران نے کہا اور تیزی سے جھاڑیوں کی اوٹ سے نکلا اور ہیلی کاپٹر کی طرف بڑھ گیا۔ ہیلی کاپٹر وہاں سے زیادہ دور نہ تھا۔ چند لمحوں بعد عمران ہیلی کاپٹر کے قریب پہنچ کر اس ہیلی کاپٹر کے کھلے حصے سے اندر داخل ہوا تو ہیلی کاپٹر کا پائلٹ جو گردن موڑے جھنڈ کی طرف دیکھ رہا تھا۔ اس نے شاید کھٹکا سن کر اپنی گردن عمران کی طرف موڑی ہی تھی کہ عمران کا بازو گھوما اور اس کی کھڑی ہتھیلی کا وار پائلٹ کی گردن پر پوری قوت سے پڑا اور پائلٹ کا سر ایک جھٹکا کھا کر پہلے آگے ٹکرایا اور پھر دوسرے جھٹکے سے سائیڈ پر گر گیا۔ اس کے سر پر موجود ہیلمٹ بھی اسے مرنے سے نہ بچا سکا تھا۔ اس کے ہلاک ہوتے ہی عمران [illegible] [illegible] کی طرف بڑھ [illegible] طرف تھے [illegible] وہ [illegible] [illegible] کی طرف

[illegible] دیکھا۔ عمران ان کے انتظار میں ہی تھا کہ اچانک تیز فائرنگ [illegible] ساتھ ہی جھاڑیوں کے قریب پہنچنے والے دونوں مسلح افراد چیختے [illegible] ہوئے اچھل کر پشت کے بل نیچے گرے۔

''رک جاؤ۔ مزید فائرنگ نہ کرو''..... عمران نے چیخ کر اپنے ساتھیوں سے کہا اور جھاڑیوں میں دوڑتا ہوا ان دونوں افراد کی طرف بڑھ گیا۔ ایک آدمی تو اس دوران ساکت ہو چکا تھا جبکہ دوسرا ابھی تک تڑپ رہا تھا۔ اس کے سینے کی بجائے پیٹ پر گولیاں لگی تھیں اور خون نکل رہا تھا۔ عمران نے اس کی گردن پر پیر رکھ کر اسے موڑا۔

''کیا نام ہے تمہارا۔ بولو''..... عمران نے غراتے ہوئے لہجے میں کہا۔

''ماتھر۔ میرا نام ماتھر ہے''..... اس پھڑکتے ہوئے آدمی نے رک رک کر کہا۔

''یہ کون سا علاقہ ہے۔ جلدی بتاؤ''..... عمران نے پہلے سے زیادہ سخت لہجے میں کہا۔

''یہ۔ یہ علاقہ کاپو ہے۔ کاپو''..... اس آدمی نے رک رک کر کہا۔

''یہاں سے کاشوما کس طرف اور کتنی دور ہے''..... عمران نے پوچھا۔ وہ ساتھ ساتھ اپنے پیر کو اوپر نیچے کر رہا تھا۔

''شمال کی طرف۔ وہ بہت دور ہے۔ اڑھائی سو کلومیٹر دور''۔

اس آدمی نے اس بار زیادہ رک رک کر جواب دیا اور اس کے ساتھ ہی اس کے جسم نے جھٹکا کھایا اور پھر ساکت ہو گیا۔

"ہیلی کاپٹر میں چلو"..... عمران نے پیچھے مڑ کر جھاڑیوں میں داخل ہوتے ہوئے چیخ کر کہا اور اس کے ساتھ ہی وہ تیزی سے جھاڑیوں میں دوڑتا ہوا ہیلی کاپٹر کی طرف بڑھ گیا۔ شاگل کا بڑا ہیلی کاپٹر وہاں سے کافی فاصلے پر فضا میں معلق تھا لیکن شاید وہ صرف درختوں کے جھنڈ کی طرف متوجہ تھے۔ عمران اور ان دونوں آدمیوں کی ہلاکت اونچی جھاڑیوں کی وجہ سے انہیں نظر نہ آئی تھی ورنہ وہ شاید اب تک ان کے سروں پر پہنچ چکے ہوتے۔ چند لمحوں بعد عمران سمیت اس کے سارے ساتھی ہیلی کاپٹر میں پہنچ گئے۔ عمران نے پائلٹ کی لاش اٹھا کر ہیلی کاپٹر سے جھاڑیوں میں پھینک دی اور خود وہ پائلٹ سیٹ پر بیٹھ گیا۔ چند لمحوں بعد ہیلی کاپٹر کے پر حرکت میں آئے اور پھر ہیلی کاپٹر فضا میں اٹھتا چلا گیا۔

"ہوشیاری سے بیٹھنا اور ہیلی کاپٹر میں موجود اسلحہ اٹھا لو۔ ہم نے کاشوما جانا ہے اور وہ یہاں سے اڑھائی تین سو کلومیٹر کے فاصلے پر ہے"..... عمران نے کہا اور اس کے ساتھ ہی اس نے ہیلی کاپٹر کا رخ شمال کی طرف موڑ دیا۔ اسی لمحے ہیلی کاپٹر میں موجود ٹرانسمیٹر کا بلب جلنے بجھنے لگا اور ساتھ ہی سیٹی کی آواز سنائی دینے لگی۔ عمران نے ہاتھ بڑھا کر بٹن پریس کر دیا۔

"ہیلو ہیلو۔ شاگل کالنگ۔ ہیلو ہیلو۔ اوور"..... ٹرانسمیٹر سے

شاگل کی چیختی ہوئی آواز سنائی دی۔

"یس چیف۔ ماتھر اٹنڈنگ یو۔ اوور"..... عمران نے اس آدمی کی آواز اور لہجے میں کہا جس سے اس نے معلومات حاصل کی تھیں۔

"کون ماتھر۔ پائلٹ کیوں بات نہیں کر رہا۔ کیا کرتے رہے ہو تم اتنی دیر۔ اوور"..... شاگل کی چیختی ہوئی آواز سنائی دی۔

"میں اب پائلٹ ہوں چیف۔ اوور"..... عمران نے جواب دیا۔

"اوہ۔ اوہ۔ تم کہاں جا رہے ہو۔ کیوں جا رہے ہو۔ کون ہو تم۔ بولو۔ جواب دو۔ ورنہ تمہارا ہیلی کاپٹر تباہ کر دیں گے۔ بولو۔ کون ہو تم۔ اوور"..... شاگل نے حلق کے بل چیختے ہوئے کہا لیکن اس بار عمران نے بجائے کوئی جواب دینے کے ٹرانسمیٹر آف کر دیا۔

"ہوشیار۔ اب ہم پر حملہ کیا جائے گا"..... عمران نے اپنے ساتھیوں سے کہا۔

"ہم اس شاگل کا ہیلی کاپٹر ہی فضا میں تباہ کر دیں گے"۔ تنویر کی آواز سنائی دی لیکن شاگل کا ہیلی کاپٹر ان کے پیچھے آنے لگا مگر اتنے فاصلے پر رہا کہ مشین گن کی رینج میں نہ آ رہا تھا۔

"عمران صاحب۔ شاگل نے یقیناً ایئر فورس طلب کر لی ہے ورنہ وہ خود قریب ضرور آتا"..... صفدر نے کہا۔

''ہاں۔ وہ ہم سے بہت زیادہ واقف ہے اس لئے وہ سمجھ گیا ہے کہ ہم نے ہیلی کاپٹر پر قبضہ کر لیا ہے اس لئے وہ خود قریب نہیں آ رہا لیکن ہم نے بہرحال آگے بڑھنا ہے''..... عمران نے جواب دیتے ہوئے کہا۔ ان کا ہیلی کاپٹر خاصی رفتار سے آگے بڑھتا چلا جا رہا تھا کہ اچانک سامنے دور سے چار لڑاکا طیارے تیز رفتاری سے آتے دکھائی دینے لگے اور چند لمحوں بعد چاروں لڑاکا طیارے جن پر کافرستان ایئر فورس کا مخصوص نشان موجود تھا۔ آگے جا کر مڑنے لگے۔ اسی وقت ٹرانسمیٹر کا بلب ایک بار پھر جلنے بجھنے لگا اور ساتھ ہی سیٹی کی مخصوص آواز سنائی دینے لگی اور عمران نے ہاتھ بڑھا کر بٹن پریس کر دیا۔

''ہیلو۔ ہیلو۔ ہیلی کاپٹر پائلٹ۔ فوراً نیچے لینڈ کر جاؤ ورنہ تمہارا ہیلی کاپٹر میزائل سے اڑا دیا جائے گا۔ اوور''..... ٹرانسمیٹر سے ایک چیختی ہوئی آواز سنائی دی۔

''یہ کافرستان سیکرٹ سروس کا ہیلی کاپٹر ہے۔ کیا تمہیں اس کا نمبر اور اس پر درج سلوگن نظر نہیں آ رہا۔ واپس جاؤ۔ اوور''۔ عمران نے سخت لہجے میں جواب دیتے ہوئے کہا۔ اس کے ساتھ ہی اس نے ہیلی کاپٹر کی بلندی کم کرنا شروع کر دی لیکن اس کی رفتار ویسے ہی تیز ترین تھی۔

''چیف آف کافرستان سیکرٹ سروس نے ہمیں کال کیا ہے۔ جلدی نیچے اترو۔ میں صرف پانچ تک گنوں گا۔ ایک۔ دو''۔ دوسری

ن سے کہا جا رہا تھا اور عمران نے ٹرانسمیٹر کا دوسرا بٹن پریس دیا جس سے سرخ رنگ کا بلب جل اٹھا۔

''ہم اتر رہے ہیں۔ اوور اینڈ آل''..... عمران نے کہا اور اس ساتھ ہی ٹرانسمیٹر آف ہو گیا۔ چاروں فائٹر طیارے مسلسل گھیرے ہوئے تھے۔ وہ ان کے اوپر اور سائیڈوں سے تیزی س طرح گزر رہے تھے جیسے وہ کسی بھی لمحے انہیں ہٹ کر سکتے تھے۔ عمران کی نظریں سامنے جمی ہوئی تھیں۔ دور سے ایک بڑے آثار نظر آ رہے تھے اور پھر درختوں کا ایک جھنڈ دیکھتے ہی ان نے بجلی کی سی تیزی سے ہیلی کاپٹر کی بلندی بے حد کم کر دی ر ہیلی کاپٹر ٹھیک درختوں کے اس جھنڈ کی طرف بڑھتا چلا گیا اور پھر دیکھتے ہی دیکھتے ہیلی کاپٹر جھنڈ پر ایک لمحے کے لئے معلق ہوا ر پھر تیزی سے درختوں کے درمیان ایک کھلی جگہ پر اترتا چلا گیا۔

''ہم نے ہیلی کاپٹر چھوڑ کر تیزی سے آگے بڑھنا ہے''۔ عمران نے کہا اور پھر جیسے ہی ہیلی کاپٹر لینڈ ہوا عمران اور اس کے ساتھی اچھل کر نیچے اترے اور پھر جھک کر دوڑتے ہوئے آگے بڑھتے چلے گئے۔ درختوں کے جھنڈ کے بعد اونچی نیچی جھاڑیوں سے بھرے وسیع میدان تھے جبکہ دائیں ہاتھ پر کچھ فاصلے پر ایک فارم ہاؤس ٹائپ عمارت موجود تھی۔ اچانک فائٹر طیاروں نے غوطے لگا کر مشین گنوں سے فائرنگ شروع کر دی لیکن عمران اور اس کے ساتھی فائٹر طیارے کے غوطہ لگاتے ہی خود بھی غوطہ کھا جاتے تھے

اس لئے فائرنگ سے بال بال بچ جاتے تھے۔ اچانک کیپٹن شکیل فائرنگ سے اچھل کر نیچے گرا لیکن نیچے گرتے ہی اس نے تیزی سے کروٹ لی اور ایک بار پھر اٹھ کر دوڑنا شروع کر دیا۔ ان سب کا رخ اس فارم ہاؤس کی طرف ہی تھا۔ کیپٹن شکیل نے اپنا دایاں ہاتھ بائیں بازو پر رکھا ہوا تھا جہاں اسے گولی لگی تھی۔ فائرنگ بھی مسلسل ہوتی رہی اور عمران اور اس کے ساتھی بھی اپنے مخصوص انداز میں دوڑتے رہے اور پھر چند لمحوں بعد وہ اس فارم ہاؤس کے سامنے پہنچ گئے۔ فارم ہاؤس کا لکڑی کا پھاٹک کھلا ہوا تھا اور ایک بڑی سی جیپ کھڑی نظر آ رہی تھی۔ جبکہ پھاٹک کے قریب ایک لڑکی جس نے پینٹ اور شرٹ پہنی ہوئی تھی۔ وہ بڑی بے چینی اور پریشانی سے آسمان کی طرف دیکھ رہی تھی۔ پھر عمران اور اس کے ساتھیوں کے اندر داخل ہوتے ہی وہ یکلخت چیخنے لگی لیکن دوڑ کر اندر داخل ہوتے ہوئے صفدر کا بازو گھوما اور لڑکی چیختی ہوئی نیچے جا گری۔ اس کے ساتھ ہی صفدر کے پیچھے آتی ہوئی جولیا نے چیخ کر اٹھتی ہوئی اس لڑکی کی کنپٹی پر لات جما دی۔

''اوپر جا کر فائرنگ کرو ورنہ شاگل ہمیں نکلنے نہیں دے گا''۔ عمران نے اندر داخل ہوتے ہی چیخ کر کہا اور تنویر برآمدے کی سائیڈ پر موجود سیڑھیاں چڑھتا ہوا اوپر چھت کی طرف چلا گیا۔ عمران اور اس کے ساتھی اس فارم ہاؤس میں گھومنے لگے لیکن وہاں اس لڑکی کے علاوہ اور کوئی موجود نہ تھا۔ چھت پر ایک کونے میں

بنے ہوئے برآمدے کے ستون کی اوٹ لئے تنویر نظر آ رہا تھا جبکہ ٹرنل کا بڑا ہیلی کاپٹر مسلسل اس فارم ہاؤس پر چکر لگا رہا تھا کہ یکلخت تنویر کی مشین گن سے فائرنگ ہوئی اور گولیاں ہیلی کاپٹر کی طرف بڑھیں لیکن ہیلی کاپٹر یکلخت اوپر اٹھتا چلا گیا اور اس کے ساتھ ہی ہیلی کاپٹر مزید بلند ہوا اور پھر تیزی سے گھوم کر دور ہٹتا چلا گیا اور اس کے ساتھ ہی تنویر واپس مڑا اور سیڑھیاں اترتا ہوا نیچے آ گیا۔ تنویر سیڑھیاں پھلانگتا ہوا نیچے اترا تو وہ سب برآمدے میں موجود تھے۔

''کیا ہوا''۔۔۔ عمران نے پوچھا۔

''ہیلی کاپٹر دور چلا گیا ہے۔ میں نے فائرنگ تو کی تھی لیکن وہ ہٹ نہیں ہو سکا''۔۔۔ تنویر نے جواب دیا۔

''ہم نے فوری یہاں سے نکلنا ہے۔ آؤ۔ میں نے چیک کر لیا ہے۔ جیپ میں فیول بھی فل ہے۔ جلدی کرو۔ آؤ ہم نے بہرحال یہاں سے نکلنا ہے''۔۔۔ عمران نے کہا اور پھاٹک کے اندر کھڑی جیپ کی طرف بڑھنے لگے۔

''چابی لے لی ہے اس لڑکی سے''۔۔۔ جولیا نے کہا۔

''اندر کمرے میں میز پر پڑی تھی''۔۔۔ عمران نے جواب دیا اور جولیا نے اثبات میں سر ہلا دیا۔

''لیکن عمران صاحب۔ شاگل اوپر سے فائرنگ کر دے گا''۔ صفدر نے کہا۔

''وہ ذاتی طور پر بزدل ہے اس لئے وہ خود ہماری فائرنگ سے بعد اپنے آپ کو دور رکھے گا اور اس کی کوشش ہو گی کہ ہیلی کاپٹر یا فائٹر طیارے یا پھر فوجی جیپیں کال کر کے ہمیں ہلاک کرا دے لیکن ہم نے بہرحال یہاں سے نکلنا ہے''..... عمران نے جواب دیا تو سب نے اثبات میں سر ہلا دیئے اور پھر وہ سب جیپ میں سوار ہو گئے۔ عمران نے جیپ سٹارٹ کی اور چند لمحوں بعد وہ اسے اس فارم ہاؤس سے باہر نکال لایا اور پھر اس نے اس کا رخ اس طرف کر دیا جدھر وہ ہیلی کاپٹر لے جا رہا تھا جبکہ جیپ کی ایک سائیڈ سے تنویر نے اپنا جسم باہر نکال رکھا تھا اور دوسری طرف یہی پوزیشن صفدر کی تھی۔ ان دونوں کے ہاتھوں میں مشین گنیں تھیں۔ شاگل کا بڑا ہیلی کاپٹر کچھ دور فضا میں معلق نظر آ رہا تھا۔ چند لمحوں بعد ہیلی کاپٹر میں حرکت پیدا ہوئی اور وہ تیزی سے جیپ کی طرف آنے لگا لیکن اس کی بلندی اتنی تھی کہ نہ وہ اوپر سے نیچے فائرنگ کر سکتے تھے اور نہ ہی نیچے سے اوپر فائرنگ کی جا سکتی تھی۔ عمران خاصی تیز رفتاری سے جیپ دوڑاتا ہوا آگے بڑھا چلا جا رہا تھا۔ یہ ایک وسیع میدان تھا جس کے آخر میں درختوں کی چوٹیاں ایک قطار میں نظر آ رہی تھیں۔ اس کے بعد کہیں کہیں اونچی بلڈنگیں بھی دکھائی دے رہی تھیں۔ یہ کوئی بڑا شہر نما قصبہ تھا اور عمران کو معلوم تھا کہ وہاں تک پہنچ جانے کے بعد وہ ہیلی کاپٹر کی فائرنگ سے محفوظ ہو جائیں گے۔ جیپ خاصی تیز رفتاری سے بڑھی چلی جا رہی تھی کہ

...ب انہیں دور سے چار دھبے سے دکھائی دیئے مگر یہ دھبے زمین سے نمودار ہوئے تھے اور پھر یہ دھبے تیزی سے بڑے ہونے لگ گئے۔

''جیپیں آ رہی ہیں عمران صاحب''..... صفدر نے کہا۔

''ہاں۔ میں دیکھ رہا ہوں۔ میزائل گن کسی کے پاس ہے''۔ ...ن نے کہا۔

''میرے پاس ہے عمران صاحب۔ میں نے ہیلی کاپٹر سے ...لی تھی''..... کیپٹن شکیل نے کہا۔

''تم عقبی طرف سے اوپر چڑھ جاؤ اور چھت پر لیٹ جاؤ اور جیسے ہی یہ جیپیں میزائل رینج میں آئیں ان پر میزائل فائر کر دو۔ ...ں چاروں جیپوں کو تباہ ہونا چاہئے''..... عمران نے کہا۔

''ٹھیک ہے عمران صاحب۔ ہو جائیں گی تباہ''..... کیپٹن شکیل نے کہا اور اس کے ساتھ ہی وہ اٹھ کر عقبی کھڑکی میں سے نکل کر چھت پر چڑھا اور پھر دوڑتی ہوئی جیپ کے اوپر لگے ہوئے جنگلے ...ں اپنے جسم کو پھنسا کر اس نے ایڈجسٹ ہونا شروع کر دیا۔ عمران نے جیپ کی رفتار قدرے کم کر دی تھی تاکہ کیپٹن شکیل اپنے آپ کو ایڈجسٹ کر سکے۔

''عمران۔ ہیلی کاپٹر بھی ہماری طرف آ رہا ہے اور اس کی ...ن بھی کم ہے''..... اچانک جولیا نے کہا۔

''صفدر اور تنویر۔ تم دونوں نے اس ہیلی کاپٹر کو جیپ سے دور

رکھنا ہے''..... عمران نے کہا۔

''آپ بے فکر رہیں عمران صاحب''..... صفدر نے کہا۔ اب آنے والی چاروں جیپیں جو ایک قطار کی صورت میں آ رہی تھیں اور ان کے درمیان فاصلہ بھی بے حد کم تھا، کافی قریب آ گئی تھیں۔ اسی لمحے فضا میں موجود ہیلی کاپٹر بھی قریب آ گیا تھا۔

''کیپٹن شکیل۔ فائر کرو۔ ان کے پاس بھی میزائل گنیں ہیں''۔ عمران نے چیخ کر کہا اور ابھی اس کا فقرہ ختم ہی ہوا تھا کہ یکلخت جیپ کی چھت سے ایک سرخ رنگ کا شعلہ فضا میں دوڑتا ہوا سامنے والی درمیانی جیپ کی طرف بڑھنے لگا۔ اسی لمحے صفدر اور تنویر کی طرف سے بھی فائرنگ شروع ہو گئی لیکن ہیلی کاپٹر اتنی بلندی پر تھا کہ فائرنگ اس تک نہ پہنچ سکی۔ البتہ ہیلی کاپٹر تیزی سے گھوم کر دور جانے لگا۔ اسی لمحے عمران نے بجلی کی سی تیزی سے جیپ کو اس طرح دائیں ہاتھ کی طرف موڑا کہ جیپ کسی پھرکی کی طرح گھوم کر سائیڈ پر دوڑتی چلی گئی اور پھر یکے بعد دیگرے کئی خوفناک دھماکے ہوئے۔ سامنے والی جیپوں سے بھی فائرنگ ہوئی تھی لیکن عمران کے اچانک جیپ کو گھما دینے کی وجہ سے جیپ فائرنگ کی زد میں آنے سے بچ گئی جبکہ کیپٹن شکیل چونکہ پہلے ہی میزائل فائر کر چکا تھا اس لئے درمیانی جیپ اس کی زد میں آ گئی اور اس کے ٹکڑے فضا میں اڑنے لگے۔ عمران نے ایک بار پھر جیپ کو اس طرف گھما کر آگے بڑھایا جدھر سے باقی جیپیں آ رہی تھیں اور ایک بار پھر سامنے والی

... جیپوں سے نکلنے والے میزائل کے شعلے اس کے قریب سے ... گئے جبکہ کیپٹن شکیل اس دوران یکے بعد دیگرے دو میزائل ... چکا تھا اور چونکہ سامنے سے آنے والی جیپیں اندھا دھند ایک ... ہی آ رہی تھیں اس لئے وہ بروقت نہ مڑ سکی تھیں اس لئے ... جیپیں اکٹھی ہی تباہ ہو گئیں۔ اب صرف ایک جیپ رہ گئی ... دونوں جیپیں اب قریب آ چکی تھیں لیکن عمران نے جیپ کو ... بار پھر گھمایا لیکن اسی لمحے کیپٹن شکیل کی فائرنگ سے دوڑنے ... جیپ کا رخ مڑا اور پھر چند لمحوں بعد وہ الٹ کر قلابازیاں کھاتی ... دور تک لڑھکتی چلی گئی جبکہ عمران کی جیپ جو بے حد تیز رفتاری ... چل رہی تھی تیزی سے مڑی اور دو ٹائروں پر اٹھتی ہوئی گھوم ... ایک لمحے کے لئے یوں محسوس ہوا جیسے الٹ جائے گی لیکن ... دھماکے سے اس کے چاروں ٹائر زمین پر لگے اور وہ آگے ... چلی گئی۔ ابھی وہ تھوڑی ہی دور آگے گئی ہو گی کہ دور سے چار ... شپ ہیلی کاپٹر نمودار ہوئے۔ وہ تیزی سے جیپ کی طرف آ ... تھے۔

''کود جاؤ اور بکھر جاؤ۔ فائرنگ سے بچو''..... عمران نے یکلخت ... کی رفتار کم کرتے ہوئے کہا اور پھر وہ سب چلتی ہوئی جیپ ... اتر کر دوڑتے ہوئے جھاڑیوں اور اس سے کچھ فاصلے پر ... کے ایک جھنڈ کی طرف بھاگ پڑے۔ جیپ چند لمحوں تک ... دوڑتی رہی پھر وہ بائیں طرف کو مڑتی چلی گئی۔ اسی لمحے

گن شپ ہیلی کاپٹروں نے جیپ پر میزائل فائر کر دیئے اور اس
کے ساتھ ہی جیپ تباہ ہو گئی۔ اس کے پرزے ہوا میں بکھر گئے
تھے۔ چاروں ہیلی کاپٹروں نے چند چکر لگائے اور پھر تیزی سے مڑ
کر واپس جانے لگے۔ عمران اور اس کے ساتھی جھاڑیوں میں گھس
کر دوڑتے ہوئے اب درختوں کے جھنڈ میں داخل ہونے میں
کامیاب ہو گئے تھے۔ اسی لمحے شاگل کا بڑا ہیلی کاپٹر درختوں کے
اس جھنڈ کی طرف بڑھنے لگے جہاں عمران اور اس کے ساتھی پہنچ
چکے تھے۔

''فائرنگ نہ کرنا۔ یہ سمجھا جا رہا ہے کہ ہم جیپ سمیت ہٹ ہو
گئے ہیں ورنہ گن شپ ہیلی کاپٹرز واپس نہ جاتے''...... عمران نے
اونچی آواز میں کہا

''میرا خیال ہے کہ شاگل نے ہمیں یہاں آتے دیکھ لیا ہے اس
لئے وہ ادھر آ رہا ہے''...... صفدر نے جواب دیا۔

''چوڑے تنوں والے درختوں سے چمٹ جاؤ۔ یہ فائرنگ کریں
گے''...... عمران نے دوبارہ چیخ کر کہا اور پھر وہ خود بھی دوڑ کر ایک
چوڑے تنے والے درخت کے ساتھ لگ کر کھڑا ہو گیا۔ باقی ساتھی
بھی دوڑ کر درختوں کے تنوں کی اوٹ میں ہو گئے۔ اسی لمحے انہیں
اپنے سروں پر ہیلی کاپٹر کی آواز سنائی دی اور پھر یکلخت فائرنگ کی
وجہ سے گولیاں بارش کی طرح نیچے گرنے لگیں لیکن یہ فائرنگ ایک
مشین گن سے کی جا رہی تھی اس لئے گولیوں کی رینج محدود تھی اور

ن اور اس کے ساتھی گولیوں کی پوزیشن بدلنے کے ساتھ ساتھ
ے پوزیشن بھی تبدیل کر لیتے تھے۔ وہ گولیاں ایک سمت میں
تے ہی تنے کی دوسری سمت میں چلے جاتے تھے جہاں ایک لمحہ
ے گولیاں برسی تھیں۔ اس طرح باوجود خوفناک اور مسلسل فائرنگ
ے وہ اس کی زد میں آنے سے بچے رہے تھے۔ تھوڑی دیر بعد
نگ بند ہو گئی اور ہیلی کاپٹر شہر کی طرف بڑھتا چلا گیا۔

''اسے نیچے اتر کر چیکنگ کرنا چاہئے تھی عمران صاحب''۔ صفدر
نے کہا۔

''اس میں شاگل موجود ہے اور وہ اپنی جان کا رسک قطعاً نہیں
ے۔ اب وہ شہر سے فوجی دستے جیپوں میں یہاں بھجوائے گا اور ہم
نے اس دوران شہر میں داخل ہونا ہے۔ آؤ''...... عمران نے کہا اور
تیزی سے درختوں کے جھنڈ کے اس طرف کو بڑھنے لگے جدھر سے
شہر پہنچا جا سکتا تھا۔ اس کے ساتھی بھی اس کے عقب میں تھے۔

لانچنگ پیڈ کا سیکورٹی آفیسر کرنل کمانڈر اپنے چھوٹے سے آفس میں بیٹھا ہوا سامنے رکھی ایک فائل پڑھنے میں مصروف تھا کہ فون کی گھنٹی بج اٹھی اور کرنل کمانڈر نے ہاتھ بڑھا کر رسیور اٹھا لیا۔

''یس''..... کرنل کمانڈر نے سپاٹ لہجے میں کہا۔

''چیف آف ملٹری انٹیلی جنس کرنل وشنو سے بات کیجئے سر''۔ دوسری طرف سے مؤدبانہ آواز سنائی دی۔

''یس سر۔ میں کرنل کمانڈر بول رہا ہوں''..... کرنل کمانڈر نے مؤدبانہ لہجے میں کہا۔

''پاکیشیا سیکرٹ سروس تمہارے قریب پہنچ چکی ہے کرنل کمانڈر''۔ کرنل وشنو کی سخت آواز سنائی دی۔

''میرے قریب۔ یہاں۔ وہ کیسے جناب''..... کرنل کمانڈر نے انتہائی حیرت بھرے لہجے میں کہا۔

''مجھے اپنے خصوصی ذرائع سے پتہ چلا ہے کہ وہ سمندری راستے سے نچ کے ذریعے کافرستان آ رہے تھے۔ انہیں نیوی نے پکڑ کر ن ساحل کے قریب ایک احاطے میں بے ہوش اور ہتھکڑیوں جکڑ کر رکھ دیا تھا تاکہ چیف شاگل وہاں پہنچ کر انہیں لے یں لیکن وہ مسلح افراد کو ہلاک کر کے فرار ہو گئے۔ چیف شاگل ن کی جیپ کو ٹریس کر لیا۔ گو جیپ کو ہیلی کاپٹر سے میزائل ر کے تباہ کر دیا گیا لیکن وہ لوگ بچ نکلے۔ پھر ان پر جیپوں موجود مسلح افراد نے حملہ کر دیا لیکن الٹا حملہ آور جیپیں تباہ کر دی یں۔ پھر گن شپ ہیلی کاپٹر کال کئے گئے۔ ان ہیلی کاپٹروں نے ر پھر ان کی جیپ کو تباہ کر دیا لیکن بعد میں چیکنگ سے پتہ ان کی لاشیں نہیں ملیں بلکہ وہ کاشوما شہر میں داخل ہو کر ب ہو چکے ہیں اور کاشوما شہر لانچنگ پیڈ ایریا سے بہرحال س سے زیادہ نزدیک ہے''..... کرنل وشنو نے مسلسل بولتے ے کہا۔

''اوہ۔ یہ تو اچھا ہوا چیف۔ اب وہ یہاں پہنچیں گے تو ہمارے وں ہلاک ہو جائیں گے۔ اس طرح ان کی ہلاکت کا کریڈٹ ی ایجنسی کو ملے گا''..... کرنل کمانڈر نے کہا۔

''بشرطیکہ تم انہیں ہلاک کر سکو''..... کرنل وشنو نے کہا۔

''آپ قطعاً بے فکر رہیں چیف۔ وہ لازماً ہمارے ہاتھوں ہی ک ہوں گے''..... کرنل کمانڈر نے بڑے اعتماد بھرے لہجے میں کہا۔

"تم نے وہاں کیا ٹریپ لگا رکھے ہیں ان کے لئے"..... کرنل وشنو نے پوچھا۔

"چیف۔ اردگرد کی اونچی پہاڑیوں پر ہمارے آدمی ہیوی مشین گنوں سمیت موجود ہیں۔ سڑک کا راستہ بلاکڈ ہے اس لئے لامحالہ وہ سائیڈوں سے اندر آنے کی کوشش کریں گے اور ہمارے آدمی انہیں بلندی سے چیک کر لیں گے اور پھر انہیں مار گرایا جائے گا"۔ کرنل کمانڈر نے جواب دیا۔

"اچھی طرح چیک کر لو تمام معاملات۔ وہ بے حد خطرناک ایجنٹ ہیں۔ ایسا نہ ہو کہ تم اور تمہارے ساتھی مطمئن بیٹھے رہیں اور وہ لانچنگ پیڈ میں داخل بھی ہو جائیں"..... کرنل وشنو نے کہا۔

"چیف۔ لانچنگ پیڈ کو تو بلاکڈ کر دیا گیا ہے۔ وہ زیرزمین ہے اور اس کے اوپر ایک مصنوعی پہاڑی ہے جب وہاں سے فائر کرنا ہوتا ہے تو یہ پہاڑی ہٹا دی جاتی ہے اور میزائل یا سیٹلائٹ فائر کر دیا جاتا ہے۔ اس کے بعد یہ مصنوعی پہاڑی دوبارہ اپنی جگہ پر آ جاتی ہے اور لانچنگ پیڈ زیرزمین چلا جاتا ہے اور اس کا ایک ہی راستہ ہے جس کے باہر سیکورٹی زون ہے جہاں ہم موجود ہیں اور اہم بات یہ کہ ہم بھی چاہیں تو لانچنگ پیڈ ایریا میں داخل نہیں ہو سکتے کیونکہ راستے کو بلاکڈ کر دیا گیا ہے۔ اب یہ راستہ اس وقت کھلے گا جب سیٹلائٹ کو فضا میں فائر کیا جائے گا اور یہ راستہ بھی لانچنگ

پیڈ کے انچارج ڈاکٹر مول چند ہی کھول سکتے ہیں۔ ہماری طرف سے اب کسی صورت نہیں کھولا جا سکتا"..... کرنل کمانڈر نے تفصیل بتاتے ہوئے کہا۔

"اس بلاکیج کو بموں سے بھی تو توڑا جا سکتا ہے"..... کرنل وشنو نے کہا۔

"نہیں چیف۔ یہ دیوار ریڈ بلاکس کی ہے جس پر ایٹم بم بھی اثر نہیں کرتا"..... کرنل کمانڈر نے جواب دیا۔

"وہ ان پہاڑی کے عقبی طرف سے بھی تو اندر آ سکتے ہیں"۔ کرنل وشنو نے کہا۔

"نہیں چیف۔ یہ تمام پہاڑیاں عقبی طرف سے سلیٹ کی طرح سیدھی اور خاصی بلند ہیں۔ وہاں تک ہیلی کاپٹر کے ذریعے تو پہنچا جا سکتا ہے ویسے نہیں"..... کرنل کمانڈر نے جواب دیتے ہوئے کہا۔

"اوکے۔ یہ واقعی بہترین اور فول پروف انتظامات ہیں۔ چیف سیٹلائٹ کب فائر کیا جا رہا ہے"..... کرنل وشنو نے پوچھا۔

"میں نے آج صبح ہی ڈاکٹر مول چند سے بات کی تھی۔ انہوں نے بتایا ہے کہ دو روز بعد اسے فائر کر دیا جائے گا"..... کرنل کمانڈر نے کہا۔

"پہلے تم نے بتایا تھا کہ یہ خلائی سیارہ ایٹم بم پروف تہہ خانے میں ہے۔ کیا اب اسے وہاں سے نکال لیا گیا ہے"..... کرنل وشنو

نے کہا۔

''یس سر۔ اب اسے لانچنگ پیڈ پر سپرمیزائل میں ایڈجسٹ کیا جا رہا ہے جو اس خلائی سیارے کو خلاء تک لے جائے گا۔ اس سپرمیزائل کے تین حصے ہیں اور سب سے اوپر نوکدار حصے کے اندر یہ خلائی سیارہ موجود ہے۔ جب یہ میزائل فائر ہو گا تو کچھ فاصلے پر پہنچ کر سب سے نچلا حصہ گر جائے گا، پھر دوسرا حصہ گرے گا اور آخر میں تیسرا حصہ اسے خلاء میں داخل کر کے ختم ہو جائے گا''۔ کرنل کمانڈر نے کہا۔

''اوہ۔ پھر تو یہ کافی بڑا میزائل ہو گا''..... کرنل وشنو نے قدرے حیرت بھرے لہجے میں کہا۔

''یس سر۔ میں نے دیکھا تو نہیں۔ البتہ اس جیسے ایک میزائل کے فائر ہونے کی فلم ضرور دیکھی تھی۔ یہ میزائل میرے خیال میں دس دس فٹ کے تین حصوں پر مشتمل ہے۔ اس کی کل لمبائی تیس فٹ سے چالیس فٹ کے درمیان ہو گی''..... کرنل کمانڈر نے جواب دیتے ہوئے کہا۔

''اوکے۔ بہرحال ہر طرف سے چوکنا اور محتاط رہنا ہے۔ میں نہیں چاہتا کہ میں صدر صاحب کے سامنے شرمندہ ہوں''..... کرنل وشنو نے کہا۔

''آپ بے فکر رہیں چیف۔ آپ کو شرمندہ نہیں ہونا پڑے گا بلکہ آپ کا سر فخر سے بلند ہو گا''..... کرنل کمانڈر نے جواب دیا۔

''اوکے۔ وش یو گڈ لک۔ جب یہ پیس کیپر فائر ہو جائے تو فون کر کے مجھے اطلاع دے دینا''..... کرنل وشنو نے کہا۔

''یس چیف''..... کرنل کمانڈر نے کہا اور اس کے ساتھ ہی دوسری طرف سے رابطہ ختم ہونے پر اس نے بھی رسیور رکھ دیا۔

کاشوما خاصا بڑا شہر تھا۔ یہاں سیکرٹ سروس کا بھی ایک سنٹر موجود تھا اور اس وقت شاگل اس سنٹر کے آفس کے انداز میں سجائے گئے کمرے میں بڑی بے چینی اور اضطراب کی حالت میں بیٹھا تھا۔ اس کے چہرے کے اعصاب اس طرح پھڑک رہے تھے جیسے ان کے نیچے طاقتور الیکٹرک کرنٹ دوڑ رہا ہو۔

''یہ کہاں جا سکتے ہیں۔ کہاں غائب ہو سکتے ہیں۔ انہیں ہر صورت میں مرنا ہوگا۔ ہر صورت میں''...... شاگل نے یکلخت پھٹ پڑنے والے لہجے میں چیخ کر کہا لیکن ظاہر ہے وہ کمرے میں اکیلا تھا اس لئے خود ہی ہونٹ بھینچ کر رہ گیا۔ اس نے ایک بار پھر بے چینی سے ٹہلنا شروع کر دیا۔ اچانک میز پر موجود فون کی گھنٹی بج اٹھی تو شاگل نے بجلی کی سی تیزی سے جھپٹ کر رسیور اٹھا لیا۔

''یس''...... شاگل نے حلق کے بل چیختے ہوئے کہا۔

''کیپٹن سریش بول رہا ہوں جناب''...... دوسری طرف سے بانہ لہجے میں کہا گیا۔ سریش کاشوما کے اس سنٹر کا انچارج تھا ں اس وقت شاگل موجود تھا۔

''گولی مارو سریش کو۔ میں تمہاری آواز پہچانتا ہوں۔ نانسنس۔ ں لئے تعارف کرانے کی بجائے ان شیطانوں کے بارے میں رٹ دو''...... شاگل نے حلق کے بل چیختے ہوئے کہا۔

''جناب۔ ابھی تک واضح طور پر تو ان کا پتہ نہیں چلا۔ میرا پورا وپ انہیں تلاش کر رہا ہے۔ انہوں نے شہر کے شمالی حصے میں ے مکان کے باہر کھڑی جیپ چرائی ہے اور پھر یہ جیپ کالگا کے ے زیر تعمیر مکان کے اندر سے ملی ہے۔ ہم نے اس وقت کالگا کا گھیراؤ کر رکھا ہے اور ہم مکمل تلاشی لے رہے ہیں جناب''۔ کیپٹن یش نے تفصیل بتاتے ہوئے کہا۔

''نانسنس۔ کیا وہ کالگا کی سڑکوں پر جوتیاں چٹخاتے پھر رہے ں گے جو تم وہاں کی تلاشی لو گے۔ معلوم کرو کہ اس جیپ میں ن لوگ سوار تھے اور پھر وہ لوگ کہاں گئے نانسنس''...... شاگل ے ایک بار پھر چیختے ہوئے کہا۔

''معلوم کیا ہے سر۔ ہمیں بتایا گیا ہے کہ اس جیپ میں ایک رت اور چار مرد آئے تھے اور پھر انہیں کالگا کے مشرقی حصے کی ف جہاں بڑی بڑی رہائشی کوٹھیاں ہیں، جاتے دیکھا گیا ہے''۔ یپٹن سریش نے جواب دیتے ہوئے کہا۔

''پھر تم نے کیا کیا ہے۔ بولو۔ جلدی بولو''..... شاگل نے تیز لہجے میں کہا۔

''جناب۔ ہم اس کالونی میں مختلف لوگوں سے پوچھ گچھ کر رہے ہیں جیسے ہی کوئی رپورٹ ملی میں آپ کو رپورٹ دوں گا''..... کیپٹن سریش نے کہا۔

''باقی شہر میں کون کام کر رہا ہے''..... شاگل نے پوچھا۔

''جناب۔ یہاں میرے ساتھ آٹھ آدمی ہیں باقی ہمارے گروپ کے دس افراد شہر کے مختلف پوائنٹس پر کام کر رہے ہیں ۔ پھر ایک دوسرے کے ساتھ ہمارا رابطہ ہے''..... کیپٹن سریش نے کہا۔

''سنو۔ جیسے ہی تمہیں ان لوگوں کے بارے میں معلومات ملیں تم نے خود کارروائی کرنے کی بجائے مجھے اطلاع دینی ہے۔ سمجھے''۔ شاگل نے تحکمانہ لہجے میں کہا۔

''یس چیف''..... کیپٹن سریش نے مؤدبانہ لہجے میں جواب دیتے ہوئے کہا تو شاگل نے رسیور رکھ دیا۔ ابھی اسے رسیور رکھے چند ہی لمحے ہوئے تھے کہ فون کی گھنٹی ایک بار پھر بج اٹھی اور شاگل نے تیزی سے ہاتھ بڑھا کر رسیور اٹھا لیا۔

''یس''..... شاگل نے اپنے مخصوص لہجے میں کہا۔

''ملٹری سیکرٹری ٹو پریذیڈنٹ لائن پر ہیں جناب''..... دوسری طرف سے آپریٹر کی مؤدبانہ آواز سنائی دی۔

''کراؤ بات''..... شاگل نے تیز لہجے میں کہا۔

''ملٹری سیکرٹری ٹو پریذیڈنٹ بول رہا ہوں''..... چند لمحوں کی خاموشی کے بعد دوسری طرف سے ایک اور بھاری سی آواز سنائی دی۔

''شاگل بول رہا ہوں۔ چیف آف کافرستان سیکرٹ سروس''۔ شاگل نے بھی اپنی عادت کے مطابق اپنا پورا تعارف کراتے ہوئے کہا۔

''صدر صاحب سے بات کریں''..... دوسری طرف سے کہا گیا اور صدر کا نام سنتے ہی شاگل نے بے اختیار ہونٹ بھینچ لئے کیونکہ اسے معلوم تھا کہ صدر نے اسے جھاڑ پلا دینی ہے۔

''ہیلو''..... چند لمحوں کی خاموشی کے بعد صدر مملکت کی مخصوص آواز سنائی دی۔

''شاگل بول رہا ہوں جناب''..... شاگل نے انتہائی نرم اور مؤدبانہ لہجے میں کہا۔

''کیا رپورٹ ہے پاکیشیا سیکرٹ سروس کے بارے میں''۔ صدر نے انتہائی خشک اور سرد لہجے میں کہا۔

''سر۔ وہ کاشوما شہر میں داخل ہونے میں کامیاب ہو گئے ہیں۔ یہاں سیکرٹ سروس کا ایک بڑا سنٹر موجود ہے اور میں اس وقت اسی سنٹر میں موجود ہوں۔ یہاں کا انچارج کیپٹن سریش اپنے گروپ سمیت ان کے تعاقب میں ہے۔ انہوں نے شہر کے شمالی حصے میں

ایک مکان کے باہر کھڑی ہوئی جیپ چوری کی اور پھر یہ جیپ اس
شہر کے جنوبی حصے کالگا کے ایک زیر تعمیر مکان سے ملی اور کیپٹن
سرلیش نے وہاں سے معلومات حاصل کی ہیں جناب۔ یہ لوگ جن
کی تعداد پانچ ہے کالگا کی رہائشی کالونی کی طرف جاتے دیکھے گئے
ہیں اور اب اس رہائشی علاقے کو گھیرے میں لیا جا چکا ہے لیکن
ابھی تک ان کے بارے میں حتمی معلومات نہیں ملیں''۔۔۔۔ شاگل
نے بڑی تفصیل سے جواب دیتے ہوئے کہا۔

''یہ پاکیشیا سیکرٹ سروس آپ کے بس کی نہیں ہے چیف
شاگل۔ ہر بار آپ ایسی ہی باتیں کرتے رہتے ہیں اور ہر بار وہ
اپنا کام کر کے نکل جاتے ہیں۔ آپ نے انہیں ہلاک کرنے کے
لئے ہیلی کاپٹر استعمال کئے۔ فوجی جیپیں، گن شپ ہیلی کاپٹر، لڑاکا
طیارے۔ سب کچھ استعمال کیا لیکن رزلٹ یہ ہے جو آپ مجھے سنا
رہے ہیں کہ وہ کاشوما شہر میں داخل ہو کر کالگا علاقے تک پہنچ چکے
ہیں۔ یہ کالگا علاقہ وہی ہے نا جہاں سے لانچنگ پیڈ والا ایریا
قریب ہے۔ کیوں''۔۔۔۔ صدر نے چیختے ہوئے لہجے میں کہا۔

''لیس سر۔ وہی علاقہ ہے سر۔ لیکن یہ مکمل ویران پہاڑی علاقہ
ہے اور ادھر سے وہ کسی صورت بھی لانچنگ پیڈ ایریئے تک نہیں پہنچ
سکتے کیونکہ اس طرف کی تمام پہاڑیاں نیزے کی طرح سیدھی اور
سلیٹ کی طرح ہیں۔ ان پہاڑیوں پر تو سوائے ہیلی کاپٹر کے کسی
صورت پہنچا ہی نہیں جا سکتا اور ملٹری انٹیلی جنس کے لوگوں نے ان

ں پر باقاعدہ اینٹی ایئرکرافٹ گنیں نصب کی ہوئی ہیں اور
ب لگائے ہوئے ہیں اس لئے ان کے ہیلی کاپٹر کو فضا میں ہی اڑا
یئے گا''۔۔۔۔ شاگل نے جواب دیتے ہوئے کہا۔

ہر بار آپ ایسی ہی باتیں کرتے ہیں کہ ایسا نہیں ہو سکتا۔ ایسا
ہی نہیں ہے لیکن ہر بار وہی لوگ ہی کامیاب ہو جاتے ہیں۔
ب آپ کی بات ہرگز تسلیم نہیں کروں گا اور یہ سن لیں کہ
میں آپ کا سنٹر موجود ہے وہاں آپ کے آدمی بھی موجود
س لئے اگر آپ کی کاشوما میں موجودگی کے دوران یہ لوگ
یڈ کی ان پہاڑیوں تک پہنچ گئے تو میرا فیصلہ ہے کہ آپ کا
کورٹ مارشل ہو گا اور اگر آپ نے انہیں ہلاک کر دیا تو پھر
پ کو کافرستان کا سب سے بڑا اعزاز دیا جائے گا۔ یہ حتمی اور
فیصلہ ہے''۔۔۔۔ دوسری طرف سے کہا گیا۔

ایسا ہی ہو گا سر۔ یہ لوگ ہر صورت میں ہلاک ہوں گے
شاگل نے کہا۔

''ان پہاڑیوں پر میں کمانڈوز مورچہ زن کر رہا ہوں۔ ساتھ ہی
پر ہر قسم کے طیاروں اور ہیلی کاپٹروں کی پرواز بھی بند کرا
گا تاکہ اگر یہ لوگ وہاں پہنچیں تو پھر حتمی طور پر آگے لانچنگ
تک نہ پہنچ سکیں''۔۔۔۔ صدر نے تیز لہجے میں کہا۔

لیس سر۔ یہ بہترین تجویز ہے سر''۔۔۔۔ شاگل نے خوشامدانہ
ے میں کہا۔

''اب ایسے ہی ہو گا۔ اب میں آپ لوگوں کی باتوں پر ت
انحصار نہیں کروں گا۔ ویسے ان لوگوں کا ساتھ قسمت بھی دیتی ہے
لانچنگ پیڈ پر کوئی سائنسی گڑبڑ ہو گئی ہے اور جو کام دو روز میں ہو
تھا وہ اب ایک ہفتہ مزید آگے چلا گیا ہے لیکن یہ بات اب طے
شدہ ہے کہ اس خلائی سیارے کو ہر صورت میں خلاء میں بھیجا جائے
گا۔ ہر صورت میں۔ چاہے اس کے لئے کتنی بڑی قربانی کیوں نہ
دی جائے''..... صدر نے تیز لہجے میں کہا اور اس کے ساتھ ہی
رابطہ ختم ہو گیا تو شاگل نے رسیور رکھ دیا۔

''صدر کو کیسے معلوم ہوا کہ میں کاشوما میں ہوں اور اس سنٹر میں
ہوں۔ انہیں اس سنٹر کا نمبر کیسے معلوم ہوا''..... شاگل نے اونچی
آواز میں بڑبڑاتے ہوئے کہا۔ اسے واقعی سمجھ نہ آ رہی تھی کہ ایسا
کیونکر ممکن ہو سکا ہے۔ اس نے رسیور اٹھایا اور یکے بعد دیگرے نمبر
نمبر پریس کر دیئے۔

''یس سر''..... دوسری طرف سے سنٹر کی فون سیکرٹری کی آواز
سنائی دی۔

''پریذیڈنٹ ہاؤس کو یہاں کے فون نمبر کا کیسے پتہ چلا اور
انہیں کیسے معلوم ہوا کہ میں یہاں ہوں''..... شاگل نے تیز لہجے
میں کہا۔

''جناب۔ پریذیڈنٹ ہاؤس سے گزشتہ ایک ماہ سے ہمیں
احکامات ملے ہوئے ہیں کہ ہم اس معاملے میں کوئی بھی پیش رفت

ہو تو رپورٹ کی جائے چنانچہ جیسے ہی آپ کاشوما پہنچے، کیپٹن
صاحب نے پریذیڈنٹ ہاؤس کو آپ کی آمد کے بارے میں
رپورٹ کر دی تھی''..... دوسری طرف سے مؤدبانہ لہجے میں کہا گیا۔

''یہ سیکرٹ سروس کا سنٹر ہے۔ پریذیڈنٹ ہاؤس کا حصہ تو نہیں
ہے۔ میری اجازت اور مجھ سے پوچھے بغیر یہ ساری کارروائی کیوں
اور کیسے ہوتی رہی ہے''..... شاگل نے حلق کے بل چیختے ہوئے کہا۔

''جناب۔ قومی سلامتی کے مشیر جناب رائے شنکر صاحب نے
صدر صاحب کے حکم پر یہ نیا ضابطہ تیار کر کے اسے نافذ کیا ہے اور
تمام سرکاری اداروں کو نہ صرف اس کی اطلاع دی گئی ہے بلکہ انہیں
اس کا پابند بھی بنایا گیا ہے۔ نیوی، ایئرفورس، فوج، سیکرٹ سروس،
ملٹری انٹیلی جنس، سنٹرل انٹیلی جنس، پولیس سب کو پریذیڈنٹ ہاؤس
کو براہ راست رپورٹ کرنے کا حکم دیا گیا تھا''..... دوسری طرف
سے تفصیل سے جواب دیتے ہوئے کہا گیا۔

''لیکن ہیڈکوارٹر کو کیوں اس معاملے سے آگاہ نہیں کیا گیا''۔
شاگل نے اور زیادہ غصیلے لہجے میں کہا۔

''یس سر۔ کرنا تو چاہئے تھا سر''..... دوسری طرف سے کہا گیا
اور شاگل نے ایک جھٹکے سے رسیور کریڈل پر پٹخ دیا۔

''صدر صاحب کو نجانے یہ لوگ کیوں الٹی سیدھی پٹیاں پڑھاتے
رہتے ہیں۔ اس رائے شنکر کا بھی کچھ کرنا پڑے گا''..... شاگل نے
ہونٹ چباتے ہوئے غصیلے انداز میں بڑبڑاتے ہوئے کہا اور پھر اس

نے کیپٹن سریش کی کال کا انتظار کرنا شروع کر دیا لیکن جب کافی دیر تک انتظار کرنے کے باوجود کال نہ آئی تو اس کا غصہ تیز سے تیز تر ہوتا چلا گیا۔ اچانک اسے خیال آیا کہ کیپٹن سریش کے پاس زیروفائیو ٹرانسمیٹر ہے۔ وہ اس پر اسے کال کر سکتا ہے۔ چنانچہ اس نے جیب میں ہاتھ ڈال کر ایک چھوٹا سا لیکن جدید اور وسیع رینج کا زیروفائیو ٹرانسمیٹر نکال کر اس پر کیپٹن سریش کی فریکونسی ایڈجسٹ کر کے بٹن آن کر دیا۔

''ہیلو۔ چیف آف سیکرٹ سروس شاگل بول رہا ہوں۔ اوور''۔ شاگل نے چیخ چیخ کر بار بار کال دیتے ہوئے کہا۔

''لیس سر۔ کیپٹن سریش بول رہا ہوں سر۔ اوور''...... تھوڑی دیر بعد کیپٹن سریش کی مؤدبانہ آواز سنائی دی۔

''کہاں مر گئے ہو تم۔ کیا کر رہے ہو آخر۔ تم کیا کر رہے ہو۔ ادھر تم نے صدر صاحب کو یہاں میری آمد کی اطلاع دے دی نانسنس۔ میری اجازت کے بغیر ایسا کیوں کیا تم نے نانسنس۔ بولو کیا ہو رہا ہے۔ تم کیا کر رہے ہو۔ ادھر صدر صاحب مجھے کورٹ مارشل کی دھمکیاں دے رہے ہیں اور ادھر تم منہ میں گھنگھنیاں ڈالے خاموش ہو نانسنس۔ وہ اب غصہ کھا کر تمام پہاڑیوں پر فوج کا کمانڈو دستہ بھجوا رہے ہیں۔ انہوں نے دھمکی دی ہے کہ اگر میں نے کاشوما میں ان شیطانوں کو پکڑ کر ہلاک نہ کیا تو وہ میرا لازماً کورٹ مارشل کر دیں گے۔ ادھر وہ نانسنس لانچنگ پیڈ میں سائنسی

... ہو گئی ہے۔ اب وہاں دو روز کی بجائے ایک ہفتے بعد سیارہ ... ہو گا اور تمہاری طرف سے کوئی کال نہیں آ رہی ہے۔ کیوں نہ ...ہیں ہی شوٹ کر دیا جائے۔ اوور''...... شاگل جو صدر صاحب ...ے جھاڑ کھا کر بری طرح غصہ کھائے بیٹھا تھا، پھٹ پڑا تھا اور ...ں نے چیخ چیخ کر اور مسلسل بول بول کر اپنے دل کی بھڑاس کیپٹن ...یش پر نکال دی تھی۔ اب اس کا غصے سے بگڑا ہوا چہرہ قدرے ...ں نظر آ رہا تھا۔

''سر۔ ہم نے پاکیشیائی ایجنٹوں کا سراغ لگا لیا ہے۔ وہ کالگا کی ...ے ایسی کوٹھی کے اندر موجود ہیں جس کے باہر کرائے کے لئے ...ں ہے کا بورڈ لگا ہوا ہے۔ اوور''...... کیپٹن سریش نے باقی سب ...یں چھوڑ کر شاید دانستہ پاکیشیائی ایجنٹوں کے بارے میں خوشخبری ... دی تھی۔

''اوہ۔ اوہ۔ پھر کیا تم نے۔ اس پوری کوٹھی کو اڑا دو۔ ان ...یتانوں کو فوراً ختم کر دو۔ اوور''...... شاگل نے توقع کے عین ...بق سب کچھ بھول کر چیختے ہوئے کہا۔

''جناب۔ ابھی پتہ چلا ہے۔ ہم نے کراس ایکس کو استعمال ...کے ان کا پتہ چلایا ہے۔ میں نے تو آپ کے حکم کے مطابق ...ے انہیں بے ہوش کرنے کا فیصلہ کیا تھا لیکن اب آپ اس کوٹھی کو ...نے کا حکم دے رہے ہیں تو ایسا ہی ہو گا۔ اوور''...... کیپٹن سریش ...ے مؤدبانہ لہجے میں جواب دیتے ہوئے کہا۔

''مت بے ہوش کرو انہیں۔ یہ شیطان ہیں۔ یہ نہ صرف خودبخود ہوش میں آ جاتے ہیں بلکہ دوسروں کو ہلاک کر کے نکل بھی جاتے ہیں۔ پوری کوٹھی کو اڑا دو۔ ابھی اور اسی وقت۔ فوراً۔ اوور''۔ شاگل نے چیختے ہوئے کہا۔

''یس سر۔ بلاسٹنگ میزائل میں سنٹر سے منگوا لیتا ہوں سر۔ پھر کوٹھی کو بلاسٹ کرا دوں گا۔ اوور''...... کیپٹن سریش نے جواب دیا۔

''تمہارے پاس نہیں ہے۔ اوور''...... شاگل نے چیختے ہوئے کہا۔

''نہیں سر۔ بلاسٹنگ میزائل اٹھا کر ہم شہر میں کیسے گھوم سکتے ہیں۔ اوور''...... کیپٹن سریش نے کہا۔

''بے ہوش کرنے والی گیس موجود ہے تمہارے پاس۔ اوور''۔ شاگل نے کہا۔

''یس سر۔ وہ تو ہے سر۔ اوور''...... کیپٹن سریش نے کہا۔

''ٹھیک ہے۔ تم اسے اندر فائر کرو اور پھر اندر داخل ہو کر ان سب کو گولیوں سے اڑا دو اور سنو۔ فوری یہ کام کرنا۔ اگر تم نے دیر کی تو یہ لوگ نہ صرف خودبخود ہوش میں آ جائیں گے بلکہ تمہیں بھی ہلاک کر دیا جائے گا اس لئے گیس فائر کرتے ہی اندر گھس جاؤ اور ان سب کو گولیوں سے اڑا دو۔ اوور''...... شاگل نے چیختے ہوئے کہا۔

''یس سر۔ اوور''...... دوسری طرف سے کہا گیا۔

''انہیں ہلاک کر کے مجھے فوری اطلاع دو۔ اوور اینڈ آل''۔

ے کہا اور اس کے ساتھ ہی اس نے ٹرانسمیٹر آف کر کے اپنی جیب میں ڈالنے کی بجائے سامنے موجود میز پر رکھا کمرے میں بے چینی سے ٹہلنا شروع کر دیا۔ ساتھ ہی وقت کا اندازہ لگا رہا تھا کہ کیپٹن سریش کو کوٹھی میں گیس میں کتنا وقت لگے گا اور پھر اندر جا کر انہیں ہلاک کرنے وقت لگے گا اور ساتھ ساتھ وہ کلائی پر موجود گھڑی میں دیکھتا جا رہا تھا جیسے جیسے وقت گزرتا جا رہا تھا اس کی بے اسی طرح بڑھتی جا رہی تھی اور پھر جو وقت اس نے خود ہی تھا اس سے تقریباً دس منٹ بعد ٹرانسمیٹر پر سیٹی کی آواز تو شاگل نے جھپٹ کر ٹرانسمیٹر اٹھایا اور تیزی سے اس کا کر دیا۔

ہیلو۔ کیپٹن سریش کالنگ۔ اوور''...... ٹرانسمیٹر آن دوسری طرف سے کیپٹن سریش کی آواز سنائی دی۔

شاگل اٹنڈنگ یو۔ جلدی بولو کیا ہوا۔ مر گئے وہ شیطان جلدی بولو۔ اوور''...... شاگل نے حلق کے بل چیختے ہوئے کہا۔

پانچوں ہلاک ہو گئے ہیں چیف۔ ایک عورت اور چار مرد۔ ختم کر دیئے گئے ہیں۔ ان کی لاشیں اس وقت میرے موجود ہیں چیف۔ اوور''...... دوسری طرف سے کہا گیا تو کو یوں محسوس ہوا جیسے مسرت اور خوشی کی لہر اس کے پورے میں دوڑتی چلی گئی ہو۔

''تفصیل بتاؤ تفصیل۔ جلدی۔ اوور''...... شاگل نے انتہائی بے چین لہجے میں کہا۔

''چیف۔ آپ کے حکم کے مطابق میں نے کوٹھی کے اندر بے ہوش کر دینے والی گیس فائر کر دی اور پھر کچھ دیر بعد ہم اندر داخل ہوئے تو یہ پانچوں افراد صوفوں پر بیٹھے شراب پیتے ہوئے بے ہوش ہوئے۔ شراب کی بوتلیں میز پر موجود تھیں اور گلاس نیچے فرش پر گرے ہوئے تھے اور یہ سب وہیں صوفوں پر ہی ڈھلکے ہوئے تھے۔ آپ کے حکم کے مطابق میں نے ایک لمحہ ضائع کئے بغیر ان پر فائر کھول دیا اور جب تک ان کی موت یقینی نہیں ہو گئی میں نے فائرنگ نہیں روکی۔ اوور''...... کیپٹن سریش نے جواب دیتے ہوئے کہا۔

''کیا وہ واقعی شراب پی رہے تھے۔ اوور''...... اس بار شاگل نے قدرے ڈھیلے لہجے میں پوچھا۔

''ہاں چیف۔ وہ شراب پی رہے تھے۔ بلیک ہارس کی تین بوتلیں میز پر موجود ہیں جو آدھی آدھی ہیں۔ اوور''...... کیپٹن سریش نے کہا۔

''لیکن عمران اور اس کے ساتھی تو شراب نہیں پیتے۔ یہ تم نے کن لوگوں کو مار دیا نانسنس۔ اوور''...... شاگل نے یکلخت چیختے ہوئے کہا۔

''چیف۔ یہ وہی پانچوں افراد ہیں جو اس جیپ سے اتر کر اس کوٹھی میں آئے ہیں جو کوٹھی کرائے کے لئے خالی ہے۔ یہ وہی لوگ

ہو سکتے ہیں اور کون ہو سکتے ہیں۔ اوور''...... کیپٹن سریش نے کہا۔

''میں خود آ رہا ہوں۔ نمبر بتاؤ کوٹھی کا۔ اوور''...... شاگل نے کہا تو دوسری طرف سے کوٹھی کا نمبر بتا دیا گیا۔

''میرے آنے تک تم نے وہیں رہنا ہے۔ میں آ کر ان کے قد و قامت چیک کرتا ہوں۔ ہو سکتا ہے کہ انہوں نے ڈاج دینے کے لئے شراب کا سہارا لیا ہو۔ یہ شیطان ہر حربہ استعمال کر سکتے ہیں اور ہاں۔ ان کا میک اپ بھی تو واش کرنا ہو گا۔ ٹھیک ہے۔ تم ایسا کرو کہ انہیں اٹھا کر یہاں سنٹر میں لے آؤ۔ یہاں ان کا میک اپ بھی واش ہو جائے گا اور ان سب کا قد و قامت بھی چیک کر لیا جائے گا۔ اوور''...... شاگل نے فوراً ہی اپنا ارادہ تبدیل کرتے ہوئے کہا۔

''یس چیف۔ حکم کی تعمیل ہو گی۔ اوور''...... کیپٹن سریش نے کہا۔

''اور سنو۔ شراب کی بوتلیں بھی ساتھ لے آنا تاکہ میں چیک کر سکوں کہ کیا واقعی یہ شراب ہے یا صرف ڈاج دینے کے لئے اسے شراب ظاہر کیا جا رہا ہے۔ اوور اینڈ آل''...... شاگل نے کہا اور اس کے ساتھ ہی اس نے بٹن آف کر کے اس بار ٹرانسمیٹر اپنی جیب میں ڈال لیا۔

''جو بھی تھے بہرحال مارے گئے ہیں۔ اب چیکنگ ہوتی رہے گی''...... شاگل نے بڑبڑاتے ہوئے کہا لیکن پھر یکلخت اس طرح چونک پڑا جیسے اسے اچانک کوئی خیال آ گیا ہو۔ اس نے تیزی

سے جیب سے دوبارہ ٹرانسمیٹر نکالا اور پھر اس کا بٹن آن کر دیا۔ فریکونسی چونکہ پہلے سے ہی ایڈجسٹ تھی اس لئے دوبارہ ایڈجسٹ کرنے کی ضرورت نہ تھی۔

''ہیلو۔ ہیلو۔ شاگل کالنگ اوور''...... شاگل نے تیز تیز لہجے میں بار بار کال دیتے ہوئے کہا۔

''یس چیف۔ کیپٹن سریش اٹنڈنگ یو۔ اوور''... چند لمحوں بعد ٹرانسمیٹر سے کیپٹن سریش کی آواز سنائی دی۔ اس کے لہجے میں حیرت کا عنصر نمایاں تھا کیونکہ ابھی چند لمحے پہلے تو شاگل اس سے تفصیلی بات کر کے اسے احکامات دے چکا تھا۔ پھر اس کی فوری کال نے اسے حیران کر دیا تھا۔

''سنو۔ ہو سکتا ہے کہ یہ غلط لوگ ہوں اور ہم اس چکر میں پڑ کر اصل لوگوں سے ہاتھ دھو بیٹھیں اس لئے اپنے گروپ کو کاشو میں پھیلا دو۔ وہ مسلسل مشکوک افراد کی چیکنگ کرتے رہیں۔ اوور''۔ شاگل نے تیز لہجے میں کہا۔

''یس چیف۔ حکم کی تعمیل ہو گی۔ اوور''...... کیپٹن سریش نے کہا۔

''او کے۔ اوور اینڈ آل''...... اس بار شاگل نے اطمینان بھرے لہجے میں کہا اور ٹرانسمیٹر آف کر کے اسے دوبارہ اپنی جیب میں ڈال لیا۔

لانچنگ پیڈ کا سیکورٹی چیف کرنل کمانڈر اپنے آفس میں موجود تھا اور اس کے آدمی باہر چار پہاڑی چوٹیوں پر کیمپ لگائے ہوئے تھے۔ ان کے پاس ایئر کرافٹ گنیں بھی موجود تھیں۔ ہر پہاڑی پر چار آدمی تھے جنہوں نے باقاعدہ کیمپ لگائے ہوئے تھے۔ وہاں ایسی مشینری بھی نصب تھی جس سے سیکورٹی آفس میں ایک کمرے میں ان چاروں کیمپوں کو سکرین پر باقاعدہ چیک کیا جا سکتا تھا۔ مشینری روم کا انچارج آرتھر تھا اور وہ مستقل مشین روم میں بیٹھتا تھا جبکہ کرنل کمانڈر آفس میں رہتا تھا۔ آرتھر ساتھ ساتھ پہاڑی چوٹیوں پر موجود کیمپوں سے مسلسل رابطہ رکھتا تھا اور ہر دو گھنٹے بعد وہ کرنل کمانڈر کو بھی ساتھ ساتھ آگاہ کرتا رہتا تھا۔ لانچنگ پیڈ چونکہ پہاڑیوں کے درمیان ایک گہری وادی میں بنایا گیا تھا اور اس کے اوپر ایک مصنوعی پہاڑی بنائی گئی تھی جو سپر میزائل کے فائر

ہونے سے پہلے ہٹا دی جاتی تھی۔ اس لئے اس تک پہنچنے کے لئے
ایک تنگ سی گہرائی تھی جس میں سے کسی ہیلی کاپٹر کے ذریعے ہی
نیچے اترا اور اوپر چڑھا جا سکتا تھا۔ اس کے علاوہ اس مصنوعی پہاڑی
کے سامنے والے حصے میں باقاعدہ فولادی جنگلا نصب تھا جس کا
ایک دروازہ تھا جو اندر سے ہی کھولا جا سکتا تھا اور یہ فولادی دروازہ
اس قدر مضبوط تھا کہ اچھے خاصے طاقتور بم سے بھی نہ توڑا جا سکتا
تھا اس لئے یہ لانچنگ پیڈ ہر لحاظ سے محفوظ سمجھا جاتا تھا۔ کرنل
کمانڈر کو معلوم تھا کہ پاکیشیا سیکرٹ سروس لانچنگ پیڈ اور اسرائیلی
خلائی سیارے کو تباہ کرنے کے لئے یہاں پہنچ چکی ہے اور یہاں
سے باہر پورے کافرستان میں کافرستان سیکرٹ سروس اس کے
خلاف کام کر رہی ہے۔ اول تو اسے یقین تھا کہ یہ لوگ سیکرٹ
سروس کے ہاتھوں مارے جائیں گے لیکن اگر کسی بھی وجہ سے وہ
بچ گئے تو یہاں اس کے آدمیوں کے ہاتھوں یقینی طور پر ہلاک ہو
جائیں گے۔ کرنل کمانڈر آفس میں بیٹھا ایک فائل پڑھنے میں
مصروف تھا کہ فون کی گھنٹی بج اٹھی تو اس نے ہاتھ بڑھا کر رسیور
اٹھا لیا۔

''یس۔ کرنل کمانڈر بول رہا ہوں''..... کرنل کمانڈر نے کہا۔

''کرنل وشنو بول رہا ہوں''..... دوسری طرف سے کرنل کمانڈر
کے باس اور ملٹری انٹیلی جنس کے چیف کی آواز سنائی دی۔

''یس سر''..... کرنل کمانڈر نے اس بار نرم لہجے میں کہا۔

''پاکیشیائی ایجنٹ کاشوما پہنچ چکے ہیں اس لئے تم ریڈالرٹ کرا
دو۔ وہ کسی بھی وقت لانچنگ پیڈ پر پہنچ سکتے ہیں''..... کرنل وشنو نے

''ہم پہلے سے ہی ریڈالرٹ ہیں جناب''..... کرنل کمانڈر نے
ب دیتے ہوئے کہا۔

''صدر صاحب نے تمہارا فون نمبر طلب کیا تھا جو انہیں دے دیا
ہے۔ اگر صدر صاحب تم سے فون پر بات کریں تو انہیں ہر
ح سے تسلی دے دینا۔ وہ اس معاملے میں خاصے پریشان ہو
ے ہیں''..... کرنل وشنو نے کہا۔

''یس سر''..... کرنل کمانڈر نے کہا تو دوسری طرف سے رسیور
دیا گیا اور کرنل کمانڈر نے بھی رسیور رکھ دیا۔

''صدر صاحب خواہ مخواہ پریشان ہو رہے ہیں۔ انہیں چاہئے کہ
ں کا دورہ کریں تو انہیں قطعاً کوئی پریشانی نہ ہو گی''..... کرنل
انڈر نے بڑبڑاتے ہوئے کہا اور پھر چند منٹ بعد فون کی گھنٹی
بات پھر بج اٹھی تو کرنل کمانڈر نے ہاتھ بڑھا کر رسیور اٹھا

''چیف سیکورٹی آفیسر لانچنگ پیڈ کرنل کمانڈر بول رہا ہوں''۔
رنل کمانڈر نے اپنا پورا تعارف کراتے ہوئے کہا۔

''ملٹری سیکرٹری ٹو پریذیڈنٹ بول رہا ہوں''..... دوسری طرف
سے ایک بھاری آواز سنائی دی تو کرنل کمانڈر یکلخت سیدھا ہو کر

بیٹھ گیا۔

''یس سر''..... کرنل کمانڈر نے اس بار قدرے مؤدبانہ لہجے میں کہا۔

''پریذیڈنٹ صاحب سے بات کریں''..... دوسری طرف سے کہا گیا۔

''یس سر۔ میں کرنل کمانڈر بول رہا ہوں سر۔ چیف سیکورٹی آفیسر لانچنگ پیڈ سر''..... کرنل کمانڈر نے قدرے بوکھلائے ہوئے لہجے میں کہا کیونکہ پہلی بار صدر مملکت اس سے براہ راست بات کر رہے تھے۔

''کرنل کمانڈر۔ آپ نے وہاں سیکورٹی کے کیا انتظامات کر رکھے تھے۔ تفصیل بتایئے''..... دوسری طرف سے کہا گیا تو کرنل کمانڈر نے تفصیل سے اردگرد کی پہاڑیوں کی ساخت اور ان کی چوٹیوں پر موجود کیمپس کے بارے میں، لانچنگ پیڈ کی اپنی ساخت اور اس کی سیکورٹی کے بارے میں تفصیل بتا دی۔

''پاکیشیا سیکرٹ سروس اس وقت کاشوما تک پہنچ چکی ہے اور آپ جانتے ہیں کہ کاشوما سے ملحقہ پہاڑی سلسلے جورگان میں لانچنگ پیڈ موجود ہے جسے تباہ کرنے کا مشن لے کر پاکیشیائی ایجنٹ کام کر رہے ہیں۔ کاشوما میں ان کے خلاف کافرستان سیکرٹ سروس کا ایک گروپ کام کر رہا ہے اور ان پہاڑیوں پر میں نے فوج کا ایک کمانڈو دستہ تعینات کر دیا ہے لیکن اصل سیکورٹی آپ نے کرنی

ہے اور یہ بات ذہن میں رکھیں کہ پاکیشیائی ایجنٹ انتہائی خطرناک ہیں۔ وہ اپنا مشن مکمل کرنے کے لئے ایسے راستے اختیار کرتے ہیں ایسے طریقے اپناتے ہیں کہ جن کو بظاہر ناممکن سمجھا جاتا ہے اس لئے آپ کو ہر لحاظ سے محتاط اور ہوشیار رہنا ہوگا اور یہ بھی سن لیں کہ اگر آپ کی کسی کوتاہی کی وجہ سے یہ لوگ اپنے مشن میں کامیاب ہو گئے تو آپ کا یقینی کورٹ مارشل کر دیا جائے گا اور اگر آپ نے انہیں مشن مکمل ہونے تک روک لیا تو آپ کو کافرستان کا سب سے بڑا اعزاز دیا جائے گا''..... صدر نے مسلسل بولتے ہوئے کہا۔

''سر۔ کافرستان کامیاب رہے گا ہر صورت میں اور ہر قیمت پر''..... کرنل کمانڈر نے انتہائی بااعتماد لہجے میں کہا۔

''گڈ۔ اوکے۔ گڈ بائی''..... صدر نے مسرت بھرے لہجے میں کہا اور اس کے ساتھ ہی رابطہ ختم ہو گیا تو کرنل کمانڈر نے بھی رسیور رکھ دیا۔ اس کے چہرے پر مسرت کے تاثرات نمایاں تھے۔

''کافرستان کا سب سے بڑا اعزاز اور مجھے ملے گا۔ ویری گڈ۔ پھر تو میرا نام تاریخ میں ہمیشہ ہمیشہ زندہ رہے گا۔ ویری گڈ۔ لیکن اس کے حصول کے لئے مجھے مزید کچھ کرنا پڑے گا''..... کرنل کمانڈر نے بڑبڑاتے ہوئے کہا اور پھر ایک خیال کے آتے ہی وہ چونک پڑا۔ اسے ڈاکٹر مول چند نے خود فون کر کے بتایا تھا کہ لانچنگ پیڈ میں کچھ تکنیکی خرابی کی وجہ سے پیس کیپر کو خلاء میں فائر کرنے کا

مشن مزید ایک ہفتہ کے لئے ملتوی کر دیا گیا ہے تو وہ یہ بات سن
کر خاصا مایوس اور پریشان ہوا تھا لیکن اب اس کے ذہن میں ایک
اور خیال آ رہا تھا کہ اگر وہ کسی طرح ان پاکیشیائی ایجنٹوں کی توجہ
کسی اور طرف موڑ دے اور وہ وہاں ایک ہفتے تک ٹکریں مارتے
رہیں تو یقیناً مشن کامیاب ہو سکتا ہے تو اس نے رسیور اٹھایا اور
یکے بعد دیگرے دو بٹن پریس کر دیئے۔

''یس سر''..... اس کے فون سیکرٹری کی مؤدبانہ آواز سنائی دی۔

''چیف کرنل وشنو سے میری بات کراؤ''..... کرنل کمانڈر نے
کہااور رسیور رکھ دیا۔ اس کے چہرے پر اپنے خیال کے بارے
میں سوچ سوچ کر خاصا جوش اور ولولہ دکھائی دے رہا تھا۔ چند لمحوں
بعد فون کی گھنٹی بج اٹھی تو کرنل کمانڈر نے رسیور اٹھا لیا۔

''یس۔ کرنل کمانڈر بول رہا ہوں''..... کرنل کمانڈر نے کہا۔

''کرنل وشنو بول رہا ہوں۔ کیوں کال کی ہے''..... دوسری
طرف سے کرنل وشنو کی تیز آواز سنائی دی۔

''چیف۔ میرے ذہن میں ایک خیال آیا ہے۔ اگر اس خیال پر
عملدرآمد کر لیا جائے تو مجھے یقین ہے کہ پاکیشیائی ایجنٹوں کا مشن
ناکام رہے گا''..... کرنل کمانڈر نے کہا۔

''کون سا خیال۔ کیا مطلب ہوا تمہاری اس بات کا''..... کرنل
وشنو کے لہجے میں حیرت کا عنصر نمایاں تھا۔

''چیف۔ صدر صاحب نے بتایا ہے کہ پاکیشیائی ایجنٹ کاشوما

ے پہنچ چکے ہیں اور بقول صدر صاحب یہ لوگ انتہائی خطرناک
یں اور وہ اس انداز میں کام کرتے ہیں جو بظاہر ناممکن سمجھا جاتا
ے تو کہیں ایسا نہ ہو کہ ہمارے سارے انتظامات دھرے کے
ے رہ جائیں اس لئے میں نے انہیں یہاں سے دور لے
نے کی ایک ترکیب سوچی ہے۔ اس طرح ہم انہیں ڈاج دے
تے ہیں''..... کرنل کمانڈر نے کہا۔

''بتاؤ بھی سہی تم نے آخر کیا سوچا ہے''..... کرنل وشنو نے تیز
ہجے میں کہا۔

''جناب۔ کاشوما کے ساتھ پہاڑی علاقہ جورگان ہے جہاں
نچنگ پیڈ ہے جبکہ بالکل اسی طرح کا علاقہ اروبل شہر سے ملحقہ
ہی ہے جو یہاں سے تقریباً دو سو کلومیٹر دور ہے۔ اگر ہم وہاں
وری طور پر کچھ ظاہری سیکورٹی کے انتظامات اس انداز میں کر دیں
ہ جیسے یہاں کوئی خصوصی کارروائی ہو رہی ہے اور پاکیشیائی
یجنٹوں تک یہ بات پہنچا دی جائے کہ اصل لانچنگ پیڈ اروبل
قے میں ہے اور یہاں صرف انہیں ڈاج دیا جا رہا ہے تو وہ لوگ
یقیناً وہاں پہنچ جائیں گے اور اس طرح ایک ہفتہ یقینی طور پر گزر
جائے گا اور یہاں مشن کامیاب ہو جائے گا''..... کرنل کمانڈر نے
کہا۔

''بات تو تمہاری ذہن کو لگتی ہے لیکن اس پر عمل کیسے کیا جائے''۔
کرنل وشنو نے جواب دیا۔

''جناب۔ یہ لوگ کاشوما میں موجود ہیں اور لازماً یہ لوگ ایک دوسرے سے رابطے کے لئے زیرو فائیو ٹرانسمیٹر استعمال کر رہے ہوں گے۔ اگر ہم زیرو فائیو ٹرانسمیٹر پر اس انداز میں گفتگو شروع کریں جسے سن کر وہ سمجھ لیں کہ انہیں اتفاق سے اصل بات کا علم ہو گیا ہے تو مجھے یقین ہے کہ نتیجہ ہمارے حق میں ہی نکلے گا یا کم از کم وہ مشکوک ضرور ہو جائیں گے''۔۔۔ کرنل کمانڈر نے کہا۔

''لیکن یہ گفتگو کون کرے گا''۔۔۔ کرنل وشنو نے کہا۔

''میرے اور آپ کے درمیان بھی یہ گفتگو ہو سکتی ہے چیف''۔ کرنل کمانڈر نے کہا۔

''تمہاری بات درست ہے کرنل کمانڈر۔ لیکن میرے خیال میں یہ بات کافی پہلے سامنے لائی جانی چاہئے تھی''۔۔۔ کرنل وشنو نے کہا۔

''چیف۔ کاشوما میں ان کی موجودگی کا علم اب ہوا ہے اور مسئلہ تو ان کے ذہنوں میں شک پیدا کرنا ہے۔ اس طرح آسانی سے ایک ہفتہ گزارا جا سکتا ہے جبکہ حفاظتی انتظامات ویسے کے ویسے ہی رہیں گے۔ صرف تھوڑے سے نمائشی انتظامات ادوبدل میں کرنے ہوں گے اور اگر اس طرح ان خطرناک ایجنٹوں کو ڈاج دے کر کافرستان کو کامیابی مل سکتی ہے تو یہ سودا مہنگا نہیں ہے چیف''۔ کرنل کمانڈر نے اپنی بات پر اصرار کرتے ہوئے کہا۔

''ٹھیک ہے۔ میں صدر صاحب سے بات کرتا ہوں۔ ان کی

۔۔ت کے بغیر ان حالات میں کوئی تبدیلی نہیں کی جا سکتی''۔ کرنل ۔۔ نے کہا اور اس کے ساتھ ہی رابطہ ختم ہو گیا تو کرنل کمانڈر نے ۔ طویل سانس لیتے ہوئے رسیور رکھ دیا۔

''اگر صدر صاحب سمجھدار آدمی ہیں تو لازماً میری بات پر عمل ۔ں گے''۔۔۔ کرنل کمانڈر نے بڑبڑاتے ہوئے کہا اور پھر تقریباً ۔ گھنٹے بعد فون کی گھنٹی بج اٹھی تو کرنل کمانڈر نے رسیور اٹھا لیا۔

''ملٹری سیکرٹری ٹو پریذیڈنٹ بول رہا ہوں'' دوسری طرف سے آواز سنائی دی۔

''کرنل کمانڈر بول رہا ہوں سر''۔۔۔ کرنل کمانڈر نے کہا۔

''پریذیڈنٹ صاحب سے بات کیجئے''۔۔۔ دوسری طرف سے کہا ۔ اور کرنل کمانڈر کے چہرے پر کامیابی اور مسرت کے تاثرات ۔ آئے کیونکہ وہ سمجھ گیا تھا کہ صدر صاحب اس کے پلان کے ۔ے میں بات کرنا چاہتے ہوں گے۔

''یس سر۔ میں چیف سیکورٹی آفیسر کرنل کمانڈر بول رہا ہوں''۔ ۔رنل کمانڈر نے انتہائی مؤدبانہ لہجے میں کہا۔

''کرنل کمانڈر۔ آپ نے کرنل وشنو چیف آف ملٹری انٹیلی جنس ۔ے سامنے جو تجویز رکھی ہے اسے تفصیل سے دوبارہ دوہرائیں''۔ ۔صدر صاحب کی آواز سنائی دی تو کرنل کمانڈر نے مؤدبانہ لہجے میں ۔یک بار پھر اپنا آئیڈیا دوہرانا شروع کر دیا۔

''گڈ کرنل کمانڈر۔ آپ واقعی جینئس آدمی ہیں۔ آپ نے واقعی

بہترین تجویز سوچی ہے اور مجھے یقین ہے کہ آپ ایک ہفتہ یا اس
سے زیادہ عرصہ کے لئے ان پاکیشیائی ایجنٹوں کو روک سکتے ہیں۔
مجھے آپ جیسے ذہین اور عملی آدمیوں کی ضرورت ہے۔ میں آپ کو
اجازت دیتا ہوں آپ اس آئیڈیئے پر کرنل وشنو سے مل کر کام کر
سکتے ہیں لیکن شرط یہ ہے کہ آپ یہاں کی سیکورٹی سے ایک لمحہ کے
لئے بھی غافل نہیں ہوں گے''..... صدر نے کہا۔

''تھینک یو سر۔ آپ کے حکم کی تعمیل ہو گی سر''..... کرنل کمانڈر
نے مسرت بھرے لہجے میں کہا اور پھر دوسری طرف سے رابطہ ختم
ہونے پر اس نے رسیور رکھ دیا۔ اس کا چہرہ مسرت کی شدت سے
کھل اٹھا تھا۔ اب اسے یقین تھا کہ اس کے آئیڈیئے کی کامیابی
کے بعد آئندہ اسے کوئی بہت بڑی سیٹ بھی دی جا سکتی ہے۔

عمران اپنے ساتھیوں سمیت اس وقت کاشوما کے ایک گنجان
آباد علاقے ماگوال کے ایک رہائشی مکان کے ایک کمرے میں
موجود تھا۔ اس کے ساتھ جولیا، کیپٹن شکیل اور تنویر موجود تھے جبکہ
صدر خصوصی اسلحہ کی خریداری کے لئے یہاں کے ایک گروپ کے
آدمی کے ساتھ مخصوص مارکیٹ گیا ہوا تھا۔ کیپٹن شکیل کے بازو کی
مرہم پٹی کر دی گئی تھی۔

''عمران۔ ہمارے یہاں پہنچنے کی اطلاع تو شاگل اور کافرستان
کے صدر کو پہنچ گئی ہو گی اور وہ یقیناً ہمیں تلاش کرنے کے ساتھ
ساتھ اپنی سیکورٹی کی طرف بھی پوری توجہ دے رہے ہوں گے۔ تم
نے ان حالات میں کیا سوچا ہے''..... جولیا نے بڑے سنجیدہ لہجے
میں کہا۔

''تمہاری بات درست ہے۔ لیکن ہم پیشگی کیا سوچ سکتے ہیں۔

ابھی تک اس پہاڑی علاقے تک تو ہم پہنچے ہی نہیں جہاں لانچنگ پیڈ موجود ہے۔ وہاں پہنچیں گے تو جو بھی حالات سامنے ہوں گے ان کے مطابق سوچیں گے بھی سہی''..... عمران نے جواب دیتے ہوئے کہا۔

''عمران صاحب۔ کیا یہ بہتر نہیں ہے کہ ہم میں سے کوئی ایک یا دو جا کر وہاں کے حالات چیک کر لیں اور پھر ہم باقاعدہ پلان بنا کر آگے بڑھیں''..... اس بار کیپٹن شکیل نے کہا۔

''ہاں۔ بات تو درست ہے لیکن ہمارے پاس وقت بے حد کم ہے اور ہم نے جو کچھ کرنا ہے اسی کم وقت میں کرنا ہے۔ اگر اسرائیلی خلائی سیارہ خلاء میں پہنچا دیا گیا تو پھر ہم کچھ بھی نہ کر سکیں گے اور ہمارا مکمل دفاع اوپن ہو جائے گا۔ البتہ تمہاری بات سے ایک بات میرے ذہن میں آئی ہے''..... عمران نے کہا۔

''کیا''..... سب نے چونک کر پوچھا۔

''لازمی بات ہے کہ شاگل بھی اب یہاں کاشوما میں موجود ہو گا اور لانچنگ پیڈ والا علاقہ جورگان بھی کاشوما سے ملحقہ علاقہ ہے۔ شاگل کی عادت ہے کہ وہ ٹرانسمیٹر پر دوسروں سے رابطہ کرتا رہتا ہے اس لئے اگر ہم وسیع رینج کا کال کیچر مسلسل آن رکھیں تو شاید کوئی ایسی کال سن سکیں جس کی مدد سے ہم اپنے مشن کو آگے بڑھا سکیں''..... عمران نے کہا۔

''ایسا کال کیچر ہمارے پاس موجود ہے کیا''..... کیپٹن شکیل نے

کہا۔

''ہے تو نہیں۔ لیکن حاصل کیا جا سکتا ہے''..... عمران نے کہا اور پھر اس سے پہلے کہ مزید کوئی بات ہوتی کال بیل کی آواز سنائی دی۔

''صفدر ہو گا''..... عمران نے کہا تو کیپٹن شکیل سر ہلاتا ہوا اٹھا اور بیرونی دروازے کی طرف بڑھ گیا۔ تھوڑی دیر بعد وہ اور صفدر دونوں کمرے میں داخل ہوئے۔ صفدر کے ہاتھ میں ایک بڑا بیگ موجود تھا۔

''کیا سب معاملات درست طور پر طے ہو گئے''..... عمران نے کہا۔

''جی ہاں عمران صاحب۔ سب کچھ آپ کی پالیسی کے مطابق ہوا ہے۔ ایس ون کے آدمی نے واقعی بے حد مدد کی ہے''..... صفدر نے کہا تو عمران نے اطمینان بھرے انداز میں سر ہلا دیا۔

''اب صفدر نے مارکیٹ دیکھ لی ہو گی۔ اب میرا خیال ہے کہ میں صفدر کے ساتھ جا کر یہ کال کیچر لے آؤں''..... کیپٹن شکیل نے کہا تو صفدر چونک کر اس کی طرف دیکھنے لگا۔

''کیسا کال کیچر اور کیوں''..... صفدر نے پوچھا تو کیپٹن شکیل نے اسے عمران کی بات بتا دی۔

''ہاں۔ واقعی یہ ضروری ہے اور میں نے دیکھا ہے کہ ایسے کال کیچر باآسانی یہاں سے دستیاب ہیں بلکہ میں تو مارکیٹ دیکھ کر

حیران رہ گیا کہ یہاں اس قدر بھاری اور حساس اسلحہ اتنی بڑی مقدار میں کیوں موجود ہے۔ میں نے یہ بات اس آدمی سے کی جو میرے ساتھ تھا۔ اس نے بتایا کہ یہاں سے ناپال کی سرحد قریب ہے اور ناپال سے یہاں اسلحہ پہنچایا جاتا ہے۔ پھر یہاں سے کافرستان میں اسے پھیلا دیا جاتا ہے اس لئے یہ ایک لحاظ سے اسلحے کی بڑی منڈی بن گئی ہے''۔۔۔۔صفدر نے کہا۔

''پھر تو ہم ناپال سے آسانی سے یہاں پہنچ سکتے تھے''۔۔۔۔ جولیا نے کہا۔

''ناپال اور کافرستان کے درمیان انتہائی سخت ناکہ بندی ہے۔ صرف مقامی قبائل کے افراد جو خفیہ راستوں سے واقف ہیں ادھر ادھر آنے جانے میں کامیاب ہو جاتے ہیں اس کے باوجود خاصے افراد گولیوں کا شکار ہو کر ہلاک بھی ہو جاتے ہیں اس لئے میں نے ادھر سے یہاں داخل ہونے کا ارادہ ملتوی کر دیا تھا''۔۔۔۔ عمران نے جواب دیتے ہوئے کہا۔

''اب یہاں بیٹھ کر صرف باتیں ہی کرتے رہیں گے یا مشن کے سلسلے میں کام بھی کرنا ہے''۔۔۔۔ تنویر نے قدرے اکتائے ہوئے لہجے میں کہا۔

''صفدر۔ تم تنویر کو ساتھ لے جاؤ اور طاقتور اور وسیع رینج کا ٹرانسمیٹر کال کیچر لے آؤ جبکہ کیپٹن شکیل اور جولیا جا کر جورگان علاقے کا سروے کر آئیں کیونکہ یہاں سے آگے مشن سپاٹ ہے اور

ں ہمیں انتہائی تیزی سے حرکت کرنا ہوگی اس لئے ہمیں کم از کم ن کے بارے میں کسی حد تک معلومات ہونی چاہئیں''۔ عمران نے کہا۔

''تم اکیلے یہاں بیٹھ کر کیا کرو گے''۔۔۔۔ جولیا نے مشکوک نظروں سے عمران کی طرف دیکھتے ہوئے کہا۔

''میں اس دوران کچھ ریسٹ کر لوں گا۔ ویسے بھی شاگل کو میری قدوقامت کے افراد کی ہی تلاش ہو گی۔ تم اس کی نظروں میں نہیں آؤ گی''۔۔۔۔ عمران نے کہا تو سب نے اثبات میں سر ہلا دیئے اور پھر تھوڑی دیر بعد وہ چاروں باہر چلے گئے تو عمران نے سائیڈ پر پڑے ہوئے فون کا رسیور اٹھایا اور نمبر پریس کرنے شروع کر دیئے۔

''انکوائری پلیز''۔۔۔۔ رابطہ ہوتے ہی ایک نسوانی آواز سنائی دی۔

''سیٹلائٹ فونز انکوائری کا نمبر دیں۔ میں سٹیٹ آفس سے بول رہا ہوں''۔۔۔۔ عمران نے لہجے کو بھاری اور تحکمانہ بناتے ہوئے کہا۔

''سوری سر۔ یہاں ایسی کوئی انکوائری موجود نہیں ہے''۔ دوسری طرف سے کہا گیا۔

''تو سیٹلائٹ فونز کو کون کور کرتا ہے''۔۔۔۔ عمران نے کہا۔

''یہاں اول تو سیٹلائٹ فونز موجود نہیں ہیں اگر ہوں گے تو وہ

دارالحکومت سے کور کئے جاتے ہوں گے''...... دوسری طرف سے کہا گیا اور اس کے ساتھ ہی رابطہ ختم ہو گیا۔ تو عمران نے بے اختیار ایک طویل سانس لیتے ہوئے رسیور رکھ دیا۔ اس کا خیال تھا کہ لانچنگ پیڈ میں لازماً سیٹلائٹ فونز استعمال کئے جاتے ہوں گے اور اگر وہاں کا نمبر معلوم ہو جائے تو وہ کافرستان کے صدر یا شاگل کی آواز میں وہاں سے بنیادی معلومات حاصل کر لیتا لیکن یہاں اس کا فون کنٹرولنگ سسٹم ہی نہ تھا اور دارالحکومت میں ظاہر ہے اس علاقے کے بارے میں خصوصی ہدایات پہنچی ہوئی ہوں گی اس لئے اس نے وہاں سے معلومات حاصل کرنے کا ارادہ ترک کر دیا تھا کیونکہ اس طرح اس کا نمبر چیک کیا جا سکتا تھا۔ پھر تقریباً ایک گھنٹے بعد صفدر اور تنویر واپس آ گئے۔

''عمران صاحب۔ ہم اسے ٹیسٹ کر رہے تھے کہ ہم نے شاگل کی ایک کال سن لی۔ ہم نے اسے ٹیپ کر لیا ہے اور یہ بے حد اہم ہے''...... صفدر نے کرسی پر بیٹھتے ہی کہا تو عمران چونک پڑا۔

''کیا بات ہوئی ہے''...... عمران نے پوچھا تو صفدر نے جیب سے ایک چھوٹا سا لیکن وسیع رینج کا اور طاقتور کال کیچر نکال کر اسے سامنے میز پر رکھا اور پھر اسے آپریٹ کرنا شروع کر دیا۔ چند لمحوں بعد اس میں سے شاگل کی آواز سنائی دی تو عمران چونک کر سیدھا ہو گیا۔ شاگل کسی کیپٹن مرینش سے ٹرانسمیٹر پر بات کر رہا تھا۔ وہ سب خاموش بیٹھے گفتگو سنتے رہے۔ جب کال ختم ہو گئی تو صفدر

نے کال کیچر کے ٹیپ کا بٹن بند کر دیا۔

''یہ کون لوگ ہو سکتے ہیں جو ہماری بجائے مارے گئے ہیں''۔ صفدر نے کہا۔

''مسئلہ وہی گروپ کا ہے۔ ہمارے میک اپ تو ظاہر ہے چیک نہیں ہو سکتے اس لئے انہوں نے ایک گروپ کو ٹریس کرنا شروع کر دیا جو ایک عورت اور چار مردوں پر مشتمل ہے اور یہ گروپ جو یقیناً عام لوگ نہیں ہو سکتے۔ ان کے سامنے آ گیا اور نتیجہ ظاہر ہے''...... عمران نے کہا۔

''عام لوگوں کا گروپ کیوں نہیں ہو سکتا عمران صاحب''۔ صفدر نے کہا۔

''اس لئے کہ عام لوگ جیپیں چوری کر کے آگے نہیں بڑھتے اور پھر وہ ایسی کوٹھیوں میں قیام نہیں کرتے جن کے باہر کرائے کے لئے خالی ہے کا بورڈ موجود ہو۔ یقیناً یہ لوگ یا تو جرائم پیشہ ہیں یا پھر کسی ملک کے ایجنٹ ہیں جو اپنے کسی مشن کے سلسلے میں کام کر رہے ہوں گے''...... عمران نے کہا اور اس بار صفدر نے اثبات میں سر ہلا دیا۔

''کیوں نہ ہم شاگل اور اس کے گروپ کو ٹریس کر کے ختم کر دیں''...... تنویر نے کہا۔

''نہیں۔ اس طرح ہم بری طرح الجھ جائیں گے۔ ہمیں اپنے مشن پر کام کرنا ہے اور جلد از جلد کرنا ہے''...... عمران نے کہا۔

''تو پھر کرو۔ یہاں بیٹھ کر تو مشن حل نہیں ہو سکتا''..... تنویر نے کہا۔

''کیپٹن شکیل اور جولیا واپس آ جائیں۔ ان کی حاصل کردہ معلومات کی روشنی میں لائحہ عمل بنایا جائے گا''..... عمران نے جواب دیا تو تنویر نے اثبات میں سر ہلا دیا۔

''صفدر اس کال کیچر کو تو آن کر دو۔ شاید شاگل کی کوئی اور کال کیچ ہو جائے''..... عمران نے کہا اور صفدر نے اثبات میں سر ہلاتے ہوئے کال کیچر کو آن کر دیا۔ پھر تقریباً دو گھنٹوں کے بعد کیپٹن شکیل اور جولیا بھی واپس آ گئے اور انہوں نے جو کچھ بتایا وہ خاصا پریشان کن تھا۔

''جو کچھ تم بتا رہے ہو اس سے تو ظاہر ہوتا ہے کہ یہ لوگ ضرورت سے زیادہ حرکت میں ہیں۔ ایسی سرگرمیاں عام حالات میں تو نظر نہیں آتیں''..... عمران نے کہا۔

''عمران صاحب۔ انہوں نے اپنی طرف سے ہمارے تمام راستے روکنے کا بندوبست کر دیا ہے۔ کاشوما میں ہمیں انتہائی سرگرمی سے تلاش کیا جا رہا ہے۔ جورگان علاقے کی تمام پہاڑیوں پر فوجی دستے موجود ہیں۔ کوئی ہیلی کاپٹر یا طیارہ اس علاقے میں اڑتا ہوا ہم نے نہیں دیکھا اس لئے معاملات بے حد خطرناک ہیں''۔ کیپٹن شکیل نے کہا اور عمران نے اثبات میں سر ہلا دیا۔ باقی ساتھیوں کے چہروں پر بھی پریشانی کے تاثرات ابھر آئے تھے کہ اچانک کال

شروع ہو گئی اور کرنل وشنو چیف آف ملٹری انٹیلی جنس کے الفاظ سنتے ہی عمران سمیت سب کال کیچر کی طرف متوجہ ہو گئے۔ یہ گفتگو کرنل وشنو اور کرنل کمانڈر کے درمیان ہو رہی تھی اور اس گفتگو سے پتہ چلا کہ کرنل کمانڈر اس لانچنگ پیڈ کا چیف سیکورٹی آفیسر تھا جس کے خلاف عمران اور اس کے ساتھی ایکشن میں تھے۔ کرنل وشنو اور کرنل کمانڈر کے درمیان جو گفتگو ہوئی اسے سن کر عمران سمیت سب کے چہروں پر شدید حیرت کے تاثرات ابھر آئے۔ وہ حیرت بھری نظروں سے ایک دوسرے کی طرف دیکھنے لگے۔ جب گفتگو ختم ہو گئی تو صفدر نے ہاتھ بڑھا کر کال کیچر آف کر دیا۔

''یہ کیا ہو رہا ہے۔ وری بیڈ''..... عمران نے حیرت بھرے لیکن الجھے ہوئے لہجے میں کہا۔

''عمران صاحب۔ اس گفتگو سے تو واضح ہے کہ ہمیں باقاعدہ پلاننگ کے تحت ڈاج دیا جا رہا ہے''..... صفدر نے کہا۔

''پہلے بھی ایک مشن کے دوران کافرستان کے صدر نے ہمیں بڑے بھرپور انداز میں ڈاج دیا تھا اور عین آخری لمحات میں ہمیں جیٹ سپیڈ سے اصل مشن پر کام کرنا پڑا تھا اور اس بار بھی ایسا ہی ہو رہا ہے''..... جولیا نے کہا۔

''عمران صاحب۔ میرا خیال ہے کہ ہمیں باقاعدہ پلاننگ کے تحت ڈاج دیا جا رہا ہے''..... خاموش بیٹھے ہوئے کیپٹن شکیل نے کہا۔

''میرا خیال تھا کہ تم کوئی منفرد تجزیہ کرو گے لیکن تم بھی ساتھیوں کے ساتھ شامل ہو گئے''..... عمران نے مسکراتے ہوئے کہا۔

''میں منفرد تجزیہ کر رہا ہوں۔ آپ سمجھ نہیں رہے''..... کیپٹن شکیل نے جواب دیا۔

''وہ کیسے''..... عمران نے چونک کر کہا۔

''صفدر اور دوسرے ساتھی یہ کہہ رہے ہیں کہ اس کال سے ہمیں پتہ چل رہا ہے کہ اصل مشن جورگان میں نہیں ہے یہاں سب کچھ ہمیں ڈاج دینے کے لئے ظاہر کیا جا رہا ہے''..... کیپٹن شکیل نے کہا۔

''ہاں۔ اور تم نے بھی تو یہی بات کی ہے''..... صفدر نے کہا۔

''نہیں۔ میں کہہ رہا ہوں کہ یہ کال باقاعدہ پلاننگ کے تحت کی جا رہی ہے تاکہ ہمیں ڈاج دیا جا سکے''..... کیپٹن شکیل نے کہا تو اس بار باقی ساتھی تو ایک طرف عمران بھی اچھل پڑا تھا۔

''یہ کیسے ممکن ہے۔ کیا انہیں معلوم ہو گیا ہے کہ ہم نے مارکیٹ سے کال کیچر خریدا ہے اور ہم اسے آن کئے ہوئے ہیں''..... صفدر نے کہا۔

''انہیں یقیناً یہ معلوم ہو گا کہ ہم درست حالات معلوم کرنے کے لئے ٹرانسمیٹر کالز کیچ کر رہے ہوں گے اس لئے انہوں نے ایک کوشش کی ہے کہ ہمارے ذہن میں شکوک ابھار سکیں''..... کیپٹن

شکیل اپنی بات پر اڑا ہوا تھا۔

''تم نے واقعی منفرد تجزیہ کیا ہے کیپٹن شکیل۔ لیکن اب ہمارے سامنے دو صورتیں موجود ہیں۔ ایک صفدر اور جولیا کا تجزیہ اور ایک تمہارا تجزیہ۔ دونوں موجودہ حالات میں درست ہو سکتے ہیں۔ اب سوچنا یہ ہے کہ ہمیں کیا کرنا چاہئے۔ یہ بھی ہو سکتا ہے کہ جو کچھ کیا جا رہا ہے وہ ڈاج ہو اور یہ بھی ہو سکتا ہے کہ جو کچھ کیا جا رہا ہے وہ ڈاج ہو''..... عمران نے کہا۔

''عمران صاحب۔ یہ مشن عام لیبارٹری کا مشن نہیں ہے کہ لیبارٹری کہیں بھی بنائی جا سکتی ہے۔ یہ مشن ایسے لانچنگ پیڈ کے ساتھ مخصوص ہے جہاں سے خلاء میں سیارہ پہنچایا جا سکتا ہے اور ایسے لانچنگ پیڈ ہر جگہ نہیں بنائے جا سکتے۔ آپ کو معلوم ہے کہ فضا اور خلاء کے درمیان ایتھر کی دبیز لائن موجود ہوتی ہے اور سیارے اس جگہ سے خلاء میں پہنچائے جاتے ہیں جہاں ایتھر کی یہ لائن کم دبیز ہو ورنہ مزاحمت کی وجہ سے سیارہ یا تو خلاء میں داخل نہیں ہو سکتا یا اس کا رخ مڑ جاتا ہے اور وہ سیارہ بھیجنے والوں کے لئے بے کار ہو جاتا ہے۔ آپ یہ معلوم کریں کہ اروبل میں لانچنگ پیڈ ہے یا نہیں۔ یہاں تو بہرحال ہے۔ یہ بات تو کنفرم ہے''..... کیپٹن شکیل نے کہا تو عمران کا چہرہ بے اختیار کھل اٹھا۔

''ویری گڈ کیپٹن شکیل۔ تم واقعی بہترین تجزیہ نگار ہو۔ ویری گڈ''..... عمران نے تحسین آمیز لہجے میں کہا۔ باقی ساتھی بھی تحسین

آمیز نظروں سے کیپٹن شکیل کو دیکھ رہے تھے کیونکہ ان حالات میں چیکنگ کے لئے کیپٹن شکیل کی تجویز بہترین تھی۔ عمران نے سامنے پڑے ہوئے فون کا رسیور اٹھایا اور انکوائری کے نمبر پریس کر دیئے۔

"یس انکوائری پلیز"۔۔۔ رابطہ قائم ہوتے ہی ایک نسوانی آواز سنائی دی۔

"وزارت سائنس کے ڈپٹی سیکرٹری کا نمبر دیں"۔۔۔ عمران نے قدرے تحکمانہ لہجے میں کہا تو دوسری طرف سے نمبر بتا دیا گیا۔ عمران نے کریڈل دبایا اور پھر ٹون آنے پر اس نے ایک بار پھر نمبر پریس کرنے شروع کر دیئے۔

"پی اے ٹو ڈپٹی سیکرٹری سائنس"۔۔۔ رابطہ قائم ہوتے ہی ایک نسوانی آواز سنائی دی۔

"ملٹری سیکرٹری ٹو پریذیڈنٹ بول رہا ہوں"۔۔۔ عمران نے لہجہ بدل کر کہا۔ اسے معلوم تھا کہ پریذیڈنٹ کے ملٹری سیکرٹری نے کبھی ڈپٹی سیکرٹری جیسے چھوٹے عہدیدار کو فون نہیں کیا ہوگا اس لئے اس کی پرسنل سیکرٹری نہ اس کا لہجہ پہچانتی ہوگی اور نہ ہی ڈپٹی سیکرٹری خود۔

"یس سر۔ حکم سر"۔۔۔ پی اے کا لہجہ یکلخت انتہائی مؤدبانہ ہو گیا تھا۔

"ڈپٹی سیکرٹری صاحب سے بات کرائیں"۔۔۔ عمران نے اسی طرح تحکمانہ لہجے میں کہا۔

"یس سر"۔۔۔ دوسری طرف سے کہا گیا۔

"ہیلو۔ موہن چند بول رہا ہوں ڈپٹی سیکرٹری سائنس"۔۔۔ چند لمحوں بعد ایک بھاری آواز سنائی دی لیکن لہجہ مؤدبانہ تھا۔

"مسٹر موہن چند۔ صدر صاحب معلوم کرنا چاہتے ہیں کہ کافرستان میں کتنے لانچنگ پیڈ ہیں جہاں سے سیاروں کو خلاء میں بھیجا جا سکتا ہے"۔۔۔ عمران نے کہا۔

"سر۔ دو ہیں ایک تو کاشوما کے ساتھ جورگان پہاڑی علاقے میں ہے جبکہ دوسرا اروبل شہر کے قریب پہاڑی علاقے میں ہے"۔ موہن چند نے جواب دیا۔

"اسرائیلی سیارہ تو جورگان سے فائر کیا جانا ہے۔ وہاں اروبل میں کیا ہو رہا ہے"۔۔۔ عمران نے پوچھا۔

"وہاں سے موسمیاتی سیارے خلاء میں بھجوائے جاتے ہیں اور ان کی مانیٹرنگ بھی وہیں سے ہی کی جاتی ہے"۔۔۔ ڈپٹی سیکرٹری نے جواب دیتے ہوئے کہا۔

"جورگان میں کون انچارج ہے اور ان کا فون نمبر کیا ہے۔ صدر صاحب خود بات کرنا چاہتے ہیں"۔۔۔ عمران نے کہا۔

"یس سر۔ میں ابھی بتاتا ہوں سر"۔۔۔ دوسری طرف سے کہا گیا۔

"ہیلو سر۔ کیا آپ لائن پر ہیں سر"۔۔۔ چند لمحوں کی خاموشی کے بعد کہا گیا۔

''یس''.... عمران نے مختصر جواب دیا۔

''لانچنگ پیڈ کے انچارج ڈاکٹر مول چند ہیں جناب''.... ڈپٹی سیکرٹری نے کہا اور اس کے ساتھ ہی فون نمبر بھی بتا دیا۔

''اروبل لانچنگ پیڈ کا انچارج کون ہے اور وہاں کا نمبر بھی بتا دیں''.... عمران نے کہا۔

''یس سر۔ میں بتاتا ہوں ابھی سر''.... دوسری طرف سے کہا گیا۔

''ہیلو سر''.... تھوڑی دیر کی خاموشی کے بعد ڈپٹی سیکرٹری کی آواز سنائی دی۔

''یس''.... عمران نے جواب دیتے ہوئے کہا۔

''سر۔ اروبل لانچنگ پیڈ کے انچارج ڈاکٹر بھگت رام ہیں''۔ ڈپٹی سیکرٹری نے جواب دیتے ہوئے کہا اور اس کے ساتھ ہی اس نے وہاں کا فون نمبر بھی بتا دیا۔

''تھینک یو''.... عمران نے کہا اور رسیور رکھ دیا۔ چونکہ اس فون میں لاؤڈر موجود نہ تھا اس لئے عمران کے ساتھی صرف عمران کی ہی بات سن سکتے تھے۔ دوسری طرف سے جو کچھ کہا گیا تھا وہ نہ سن سکے تھے اس لئے عمران نے انہیں مختصر طور پر بتا دیا تھا۔

''یہ تو پریشان کن بات ہوگئی''.... کیپٹن شکیل نے کہا۔

''کیا''.... عمران نے پوچھا۔

''پھر تو ڈاج دیا جا سکتا ہے۔ اسرائیلی سیارہ اروبل لانچنگ پیڈ

ے فائر کیا جا رہا ہو اور ہمیں یہاں جورگان کے بارے میں بتایا جا ہو''.... کیپٹن شکیل نے کہا۔

''ہاں۔ ہو تو سکتا ہے لیکن اب دونوں کے فون نمبرز معلوم ہو ے ہیں۔ اب آسانی سے معلوم کیا جا سکتا ہے''.... عمران نے کہا ر ایک بار پھر رسیور اٹھا کر اس نے نمبر پریس کرنے شروع کر یئے۔

''یس۔ ڈاکٹر مول چند بول رہا ہوں''.... رابطہ قائم ہوتے ہی یب بوڑھی بلغم زدہ کھڑکھڑاتی ہوئی آواز سنائی دی۔

''ملٹری سیکرٹری ٹو پریذیڈنٹ بول رہا ہوں۔ پریذیڈنٹ صاحب ے بات کریں''.... عمران نے کہا۔

''یس سر''.... ڈاکٹر مول چند نے جواب دیتے ہوئے کہا۔

''ہیلو''.... عمران نے اس بار کافرستان کے صدر کے مخصوص لہجے میں کہا۔

''یس سر۔ میں ڈاکٹر مول چند بول رہا ہوں''.... ڈاکٹر مول چند نے کہا۔

''آپ کا مشن کب مکمل ہو رہا ہے''.... عمران نے مخصوص لہجے میں کہا۔

''کون سا مشن جناب''.... دوسری طرف سے حیرت بھرے لہجے میں کہا گیا تو عمران چونک پڑا۔

''اسرائیلی خلائی سیارے کو خلاء میں فائر کرنے والا مشن''۔

عمران نے قدرے سخت لہجے میں کہا۔

''جناب۔ یہ آپ کیا فرما رہے ہیں۔ آپ کو تو معلوم ہے کہ یہ مشن اروبل میں مکمل ہو رہا ہے یہاں جورگان میں نہیں ہو رہا۔ البتہ یہاں پاکیشیائی ایجنٹوں کو ڈاج دینے کے لئے نمائشی انتظامات کئے گئے ہیں''..... دوسری طرف سے کہا گیا۔

''ٹھیک ہے۔ میں نے یہ بات اس لئے کی تھی کہ آپ کہیں پاکیشیائی ایجنٹ کے فون کرنے پر اسے اصل بات نہ بتا دیں''۔ عمران نے کہا۔

''جناب۔ وہ یہاں کیسے فون کر سکتا ہے۔ یہ تو ٹاپ سیکرٹ نمبر ہے سر''..... ڈاکٹر مول چند نے کہا۔

''اوکے''..... عمران نے کہا اور رسیور رکھ دیا۔

''کیا ہوا عمران صاحب۔ آپ کے چہرے پر پریشانی کے تاثرات ہیں''..... صفدر نے کہا تو عمران نے ڈاکٹر مول چند سے ہونے والی بات چیت کے بارے میں بتا دیا کیونکہ فون میں لاؤڈر موجود نہ تھا۔

''اس کا مطلب ہے کہ کرنل وشنو اور کرنل کمانڈر کے درمیان ہونے والی بات چیت درست تھی''..... صفدر نے کہا۔

''ہاں۔ لگتا تو ایسے ہی ہے۔ بہرحال اروبل کا نمبر بھی مجھے معلوم ہے۔ وہاں بات کر کے دیکھتے ہیں''..... عمران نے کہا اور ایک بار پھر رسیور اٹھا کر اس نے تیزی سے نمبر پریس کرنے شروع

کر دیئے چونکہ دونوں نمبرز سیٹلائٹ نمبرز تھے اس لئے ان کے ساتھ رابطہ نمبر پریس کرنے کی ضرورت نہ تھی۔

''یس۔ ڈاکٹر بھگت رام بول رہا ہوں''..... چند لمحوں بعد ایک مردانہ آواز سنائی دی۔

''ملٹری سیکرٹری ٹو پریذیڈنٹ بول رہا ہوں''..... عمران نے کہا۔

''یس سر۔ حکم سر''..... دوسری طرف سے مؤدبانہ لہجے میں کہا گیا۔

''پریذیڈنٹ صاحب سے بات کیجئے''..... عمران نے کہا۔

''یس سر۔ میں ڈاکٹر بھگت رام بول رہا ہوں سر۔ انچارج روبل لانچنگ پیڈ جناب''..... دوسری طرف سے کہا گیا۔

''ڈاکٹر بھگت رام۔ مشن کی کیا پوزیشن ہے''..... عمران نے اس بار کافرستان کے صدر کی آواز اور لہجے میں بات کرتے ہوئے کہا۔

''سر۔ میں نے پہلے بھی آپ کو رپورٹ دی تھی کہ تکنیکی خرابی کی وجہ سے لانچنگ پیڈ پر مزید ایک ہفتہ کام ہو گا۔ اس کے بعد دو روز چیں کیپر کو خلاء میں بھجوانے کے لئے۔ پہلے یہ کام دو روز میں ہونے والا تھا لیکن اب یہ کام دس روز بعد ہو گا سر''..... ڈاکٹر بھگت رام نے جواب دیتے ہوئے کہا۔

''کیا تکنیکی خرابی فوری درست نہیں کی جا سکتی''..... عمران نے صدر کے لہجے میں کہا۔

''نہیں سر۔ مجبوری ہے ورنہ ہماری تو خواہش ہے کہ چند سیکنڈ

بھی دیر نہ ہو"۔ دوسری طرف سے کہا گیا۔

"او کے"۔ عمران نے کہا اور اس کے ساتھ ہی اس نے رسیور رکھ دیا اور پھر اس نے ساری بات اپنے ساتھیوں کو بتا دی۔

"تو اب یہ بات حتمی ہے کہ مشن اروبل میں پورا کیا جا رہا ہے جبکہ یہاں کا سارا سیٹ اپ نمائشی ہے"۔ جولیا نے کہا۔

"ہاں۔ اور وہاں تکنیکی خرابی کی وجہ سے مشن کی تکمیل مزید ایک ہفتہ لیٹ ہو گئی ہے اور یہاں ہم نے کرنل وشنو اور کرنل کمانڈر کی ٹرانسمیٹر کال کیچ کر لی ورنہ واقعی اس بار ہم مکمل طور پر دھوکہ کھا گئے تھے"۔ عمران نے ایک طویل سانس لیتے ہوئے کہا۔

"اب ہمیں اروبل جانا ہو گا"۔ صفدر نے کہا۔

"ہاں۔ یہ تو اچھا ہوا کہ تکنیکی خرابی کی وجہ سے ہمیں موقع مل رہا ہے ورنہ تو ہم مکمل طور پر ناکام ہو گئے تھے"۔ عمران نے کہا اور سب نے اثبات میں سر ہلا دیئے۔

کافرستان کے صدر اپنے آفس میں بیٹھے مسلسل ہونٹ کاٹ رہے تھے کیونکہ انہیں مسلسل رپورٹیں مل رہی تھیں کہ کافرستان سیکرٹ سروس، پاکیشیائی ایجنٹوں کو نہ ہی اب تک ٹریس کر سکی ہے اور نہ ہی ہلاک کر سکی ہے جبکہ پیس کیپر سیارے کے لانچنگ پیڈ سے فائر کرنے کا وقت قریب آتا جا رہا تھا۔ گو انہوں نے جورگان کی پہاڑیوں پر فوج کے کمانڈو دستے بھجوا دیئے تھے اور سیکرٹ سروس کاشوما میں پاکیشیائی ایجنٹوں کو مسلسل تلاش کر رہی تھی لیکن اس کے باوجود ان کی بے چینی لمحہ بہ لمحہ بڑھتی چلی جا رہی تھی کیونکہ وہ پاکیشیا سیکرٹ سروس کے سابقہ ریکارڈ سے بخوبی واقف تھے۔ انہیں معلوم تھا کہ پاکیشیائی ایجنٹ ناممکن کو بھی ممکن بنا لینے کی صلاحیت رکھتے ہیں۔ اسی لئے فون کی گھنٹی بج اٹھی تو انہوں نے ہاتھ بڑھا کر رسیور اٹھا لیا۔

''یس''..... صدر نے کہا۔

''ڈاکٹر مول چند بات کرنا چاہتے ہیں جناب''..... دوسری طرف سے ایک مؤدبانہ آواز سنائی دی تو صدر بے اختیار چونک پڑے۔ ان کا دل بے اختیار زور زور سے دھڑکنے لگا۔

''کراؤ بات''.....انہوں نے اپنے آپ کو سنبھالتے ہوئے کہا۔

''ڈاکٹر مول چند بول رہا ہوں سر۔ جورگان لانچنگ پیڈ سے''۔ ڈاکٹر مول چند کی آواز سنائی دی۔

''کیوں کال کی ہے۔ کوئی خاص وجہ''..... صدر نے ہونٹ چباتے ہوئے کہا۔

''سر۔ ایک بیڈ نیوز ہے''..... دوسری طرف سے کہا گیا تو صدر صاحب کو یوں محسوس ہوا جیسے ان کا دل یکلخت بند ہو گیا ہو۔ وہ سمجھ گئے تھے کہ پاکیشائی ایجنٹوں نے سب حفاظتی انتظامات کے باوجود لانچنگ پیڈ پر حملہ کر دیا ہو گا۔

''تمہید مت باندھیں۔ بات کریں''..... صدر صاحب نے سخت لہجے میں کہا۔

''جناب۔ ایک سائنسی تکنیکی خرابی کی وجہ سے مزید ایک ہفتہ تک لانچنگ پیڈ کام نہ کر سکے گا اس لئے اب چیں کیپر کی خلاء میں فائرنگ کا کام دس روز بعد ہی ہو سکے گا''..... دوسری طرف سے ڈاکٹر مول چند نے کہا تو صدر نے بے اختیار ایک طویل سانس لیا۔

''کیا یہ خرابی جلد دور نہیں کی جا سکتی''..... صدر نے چند لمحے خاموش رہنے کے بعد کہا۔

''نو سر۔ ہم نے اپنی تمام کوششیں کر لی ہیں''..... ڈاکٹر مول چند نے کہا۔

''ٹھیک ہے۔ اب کیا کیا جا سکتا ہے''..... صدر نے کہا اور ڈھیلے ہاتھوں سے رسیور رکھ دیا۔

''یہ کام ان پاکیشائی ایجنٹوں کے فائدے میں ہی جاتا ہے۔ اب انہیں مزید ایک ہفتے کی مہلت مل گئی ہے''..... صدر نے بڑبڑاتے ہوئے کہا۔ اسی لمحے ایک بار پھر فون کی گھنٹی بج اٹھی تو انہوں نے ہاتھ بڑھا کر رسیور اٹھا لیا۔

''یس''..... صدر نے کہا۔

''قومی سلامتی کے مشیر کرنل راج پال حاضری کی اجازت چاہتے ہیں''..... دوسری طرف سے کہا گیا۔

''بھیج دو انہیں''..... صدر نے کہا اور رسیور رکھ دیا۔ تھوڑی دیر بعد دروازہ کھلا اور کافرستان کے قومی سلامتی کے مشیر کرنل راج پال اندر داخل ہوئے اور انہوں نے باقاعدہ فوجی انداز میں سیلوٹ کیا۔

''بیٹھیں اور بولیں کیا بات ہے''..... صدر نے جھٹکے دار لہجے میں کہا۔

''جناب۔ ہمارے ٹرانسمیٹر کال کیچر نے ایک ٹرانسمیٹر کال کیچ کی ہے۔ ملٹری انٹیلی جنس کے چیف کرنل وشنو اور ان کے نے

سیکشن کے انچارج کرنل کمانڈر کے درمیان کی جانے والی گفتگو ہے'۔۔۔ کرنل راج پال نے کہا تو صدر بے اختیار چونک پڑے۔

''کیا مطلب۔ کیا کہا گیا ہے اس کال میں''۔۔۔ صدر نے حیرت بھرے لہجے میں کہا۔

''میں ٹیپ لے آیا ہوں۔ آپ خود سن لیں''۔۔۔ کرنل راج پال نے کہا اور جیب سے ایک جدید ساخت کا مائیکرو ٹیپ ریکارڈر نکال کر انہوں نے میز پر رکھا اور پھر اس کا ایک بٹن پریس کر دیا۔ دوسرے لمحے کمرے میں کرنل وشنو کی آواز گونج اٹھی۔ پھر اس کا جواب ایک دوسری آواز نے دیا۔

''یہ کرنل کمانڈر ہے جناب''۔۔۔ کرنل راج پال نے کہا اور صدر نے اثبات میں سر ہلا دیا۔ دونوں کے درمیان ہونے والی بات چیت جیسے جیسے آگے بڑھتی رہی، صدر کے ہونٹ بے اختیار اس طرح بھنچتے چلے گئے۔ تھوڑی دیر بعد بات چیت ختم ہو گئی اور کرنل راج پال نے ٹیپ ریکارڈر آف کر دیا۔

''آپ نے کیوں اسے چیک کیا ہے''۔۔۔ صدر نے قدرے حیرت بھرے لہجے میں کہا۔

''جناب۔ ٹاپ سیکرٹ جورگان لانچنگ پیڈ اور اروبل لانچنگ پیڈ کو اس طرح کال میں اوپن کیا گیا ہے جو کہ قومی سلامتی کے خلاف ہے۔ یہ کال دشمن ایجنٹ بھی کیچ کر سکتے ہیں''۔۔۔ کرنل راج پال نے کہا تو صدر بے اختیار چونک پڑے۔ ان کے ذہن میں

یہ خیال برق کے کوندے کی طرح لپکا اور اس کے ساتھ ہی انہوں نے ہاتھ بڑھا کر رسیور اٹھایا اور دو بٹن پریس کر دیئے۔

''یس سر''۔۔۔ دوسری طرف سے ان کے فون سیکرٹری کی مؤدبانہ آواز سنائی دی۔

''کرنل وشنو کو فوری کال کر کے میرے آفس میں بھجوا دیں''۔ صدر نے کہا اور رسیور رکھ دیا۔

''آپ یہ ٹیپ یہاں چھوڑ دیں اور آپ جا سکتے ہیں''۔۔۔ صدر نے کرنل راج پال سے کہا تو وہ ایک جھٹکے سے اٹھ کھڑا ہوا۔ اس نے فوجی انداز میں سیلوٹ کیا اور واپس مڑ کر کمرے سے باہر چلا گیا۔ صدر نے ہاتھ بڑھا کر ٹیپ ریکارڈر قریب کیا اور ایک بار پھر اس کا بٹن آن کر دیا کیونکہ ایسا ہی ایک جدید مائیکرو ٹیپ صدر کے پاس تھا اس لئے انہیں اس کے آپریٹنگ سسٹم کا بخوبی علم تھا۔ انہیں معلوم تھا کہ اس جدید ٹیپ ریکارڈر میں بار بار ٹیپ کو ریورس کرنے کی ضرورت نہیں تھی کیونکہ اس میں ٹیپ ختم ہوتے ہی خود بخود ریورس ہو جاتی تھی اس لئے بٹن آن ہوتے ہی ایک بار پھر کرنل وشنو کی آواز سنائی دی اور ایک بار پھر کرنل وشنو اور کرنل کمانڈر کے درمیان ہونے والی بات چیت سنائی دینے لگی۔ صدر خاموش بیٹھے سے سنتے رہے اور پھر جب بات چیت ختم ہو گئی تو انہوں نے ٹیپ ریکارڈر آف کر دیا۔ پھر تقریباً آدھے گھنٹے بعد انہیں کرنل وشنو کی آمد کی اطلاع دی گئی اور انہوں نے اسے آفس میں کال کر لیا۔

تھوڑی دیر بعد دروازہ کھلا اور کرنل وشنو اندر داخل ہوا اور اس نے
فوجی انداز میں سیلوٹ کیا۔

"بیٹھیں"... صدر نے کہا تو کرنل وشنو میز کی دوسری طرف
کرسی پر مؤدبانہ انداز میں بیٹھ گیا۔

"آپ نے اپنے اسسٹنٹ کرنل کمانڈر کے ساتھ ٹرانسمیٹر پر
گفتگو کی ہے جس میں دو ملکی ٹاپ سیکرٹ اوپن کئے گئے ہیں۔ ایک
جورگان لانچنگ پیڈ اور دوسرا اروبل لانچنگ پیڈ کے بارے میں۔
یہ ٹیپ میرے سامنے موجود ہے اور میں دو بار اسے سن چکا ہوں۔
آپ نے ایسا کیوں کیا۔ حالانکہ آپ انتہائی ذمہ دار آدمی ہیں"۔
صدر نے غصیلے لہجے میں کہا۔

"میں معافی چاہتا ہوں سر۔ لیکن دشمن ایجنٹس کو ڈاج دینے کے
لئے آپ کی خدمت میں عرض کیا گیا تھا۔ آپ نے اس کی
اجازت دی تھی"... کرنل وشنو نے انتہائی معذرت خواہانہ لہجے میں
کہا۔

"اوہ اچھا۔ یہ بات ہے۔ لیکن کیا یہ ضروری ہے کہ پاکیشیائی
ایجنٹوں نے بھی آپ کی ٹرانسمیٹر کال لازماً سنی ہو"... صدر نے
چونک کر کہا۔

"جناب۔ یہ کال زیرو فائیو ٹرانسمیٹر پر اس لئے کی گئی تھی کہ
اس ٹرانسمیٹر کی کال آسانی سے سنی اور کیچ کی جا سکتی ہے۔ ہمارا
خیال تھا کہ شاید ایسا ہو کیونکہ عام طور پر تربیت یافتہ افراد مخالف

... ن کالیں چیک کرتے رہتے ہیں"... کرنل وشنو نے جواب

...

"تو آپ کا کیا خیال ہے کہ وہ اتنے سیدھے سادے لوگ ہیں
... یہ ٹرانسمیٹر کال سن کر جورگان کو چھوڑ کر اروبل چلے جائیں
..."... صدر نے منہ بناتے ہوئے کہا۔

"جناب۔ ایک بار شبہ پیدا ہو جائے تو لازمی بات ہے کہ وہ
چیک کرنے کی کوشش کریں گے۔ یہ اور بات ہے کہ ہمارے
انتظامات ایسے ہیں کہ وہ چیک نہ کر سکیں گے۔ اس طرح شبہ بڑھ
جائے گا اور اگر وہ اروبل چلے گئے تو جورگان میں ہمارے مشن پر
سے تمام خطرات ٹل جائیں گے"... کرنل وشنو نے جواب دیا۔

"اوہ۔ ویری گڈ۔ ان شیطانوں کو واقعی ڈاج دیا جا سکتا ہے۔
آپ تو کہہ رہے ہیں کہ چیکنگ کرانے کی بنا پر شک پڑے گا۔ میں
کہتا ہوں کہ اگر چیکنگ میں شبہ کنفرم کر دیا جائے تو ہمارا کام آسان
ہو جائے گا۔ ویسے بھی تکنیکی خرابی کی وجہ سے مشن کی تکمیل میں
ایک ہفتہ آگے بڑھ گیا ہے۔ اسے بھی اسی انداز میں گزارا جا سکتا
ہے کہ انہیں ڈاج دے کر اروبل بھجوا دیا جائے اور یہاں تو یہ لوگ
... شاگل کو دستیاب نہیں ہوئے۔ لیکن اروبل میں ان کی چیکنگ
... جا سکتی ہے۔ ویری گڈ۔ اب باقی کام میں کروں گا۔ آپ جا
سکتے ہیں"... صدر نے کہا تو کرنل وشنو نے اٹھ کر سیلوٹ کیا اور
پھر کمرے سے باہر چلا گیا۔ اس کے باہر جانے کے بعد صدر نے

رسیور اٹھایا اور نمبر پریس کر دیئے۔

''جورگان لانچنگ پیڈ کے انچارج ڈاکٹر مول چند سے بات کرائیں''..... صدر نے کہا اور رسیور رکھ دیا اور پھر تھوڑی دیر بعد مترنم گھنٹی بج اٹھی تو صدر نے ہاتھ بڑھا کر رسیور اٹھا لیا۔

''یس''..... صدر نے کہا۔

''ڈاکٹر مول چند لائن پر ہیں جناب'' دوسری طرف سے ملٹری سیکرٹری کی مؤدبانہ آواز سنائی دی۔

''ہیلو'' صدر نے مخصوص لہجے میں کہا۔

''میں ڈاکٹر مول چند عرض کر رہا ہوں جناب'' دوسری طرف سے ڈاکٹر مول چند کی آواز سنائی دی۔

''ڈاکٹر مول چند۔ ہم نے جورگان لانچنگ پیڈ پر پاکیشیائی ایجنٹوں کا خطرہ دور کرنے کے لئے ایک پلاننگ کی ہے۔ پاکیشیائی ایجنٹ عمران دوسروں کی آواز اور لہجے کی نقل کرنے کا بے حد ماہر ہے اس لئے ہوسکتا ہے کہ وہ میری آواز میں یا سیکرٹ سروس کے چیف شاگل کی آواز میں کیونکہ ہم دونوں کا ہی آپ سے براہ راست رابطہ ہوسکتا ہے۔ زیادہ امکان میری آواز کا ہے۔ اگر وہ میری آواز میں رابطہ کرے اور جورگان لانچنگ پیڈ اور یہاں سے چیف کیپر کی فائرنگ کے سلسلے میں کسی بھی انداز میں پوچھے تو آپ نے اسے بتانا ہے کہ یہاں ایسا کوئی مشن نہیں ہے۔ ایسے انداز میں کہیں کہ اسے یقین آ جائے''..... صدر نے کہا۔

''لیکن جناب۔ مجھے کیسے معلوم ہوگا کہ کال پاکیشیائی ایجنٹ ...ن کر رہا ہے یا آپ کر رہے ہیں''..... ڈاکٹر مول چند نے ...ت بھرے لہجے میں کہا۔

''میں اس کال کے بعد جب بھی آپ کو کال کروں گا تو آپ ...ہ ...م ڈاکٹر مول چند کی بجائے ڈاکٹر گیان چند لوں گا۔ یہ بات ...چی طرح ذہن نشین کر لیں''..... صدر نے کہا۔

''ٹھیک ہے جناب۔ آپ چاہتے ہیں کہ ان لوگوں کو ڈاج دیا ...ئے کہ یہاں کوئی مشن مکمل نہیں ہو رہا''..... ڈاکٹر مول چند نے ...ہا۔

''ہاں۔ میں یہی چاہتا ہوں''..... صدر نے کہا۔

''لیکن جناب۔ میرا ذاتی نمبر تو ٹاپ سیکرٹ ہے اور جب ...نہیں میرا نمبر ہی معلوم نہ ہوگا تو وہ مجھ سے کیسے رابطہ کر سکتے ہیں''..... ڈاکٹر مول چند نے کہا۔

''وہ ہر ناممکن نظر آنے والے کام کو ممکن بنا لیتے ہیں۔ بہرحال آپ نے وہی کچھ کرنا ہے جو میں نے کہا ہے اور اگر ایسی کوئی کال آئے تو اس کے بعد آپ نے خود مجھے اطلاع دینی ہے لیکن آپ نے مجھے فون کرتے ہوئے اپنا نام ڈاکٹر گیان چند بتانا ہے کیونکہ یہ بھی ہوسکتا ہے کہ آپ سے بات کرنے کے بعد وہ عمران آپ کی آواز میں مجھ سے بات شروع کر دے۔ اس طرح سارا کیا کرایا ختم ہوسکتا ہے''..... صدر نے کہا۔

''یس سر۔ جیسے آپ نے حکم دیا ہے ویسے ہی ہو گا'' ۔۔۔ ڈاکٹر مول چند نے جواب دیا تو صدر نے ہاتھ بڑھا کر کریڈل دبایا اور پھر ٹون آنے پر دو نمبر پریس کر دیئے۔

''یس سر'' ۔۔۔ دوسری طرف سے ملٹری سیکرٹری کی آواز سنائی دی۔

''ڈاکٹر مول چند کو میں نے حکم دیا ہے کہ وہ اب مجھے کال کرتے ہوئے اپنا نام ڈاکٹر گیان چند لیں گے۔ آپ نے یہ خیال رکھنا ہے اور جب وہ اس نام سے کال کریں تو آپ نے فوراً میری ان سے بات کرانی ہے'' ۔۔۔ صدر نے تحکمانہ لہجے میں کہا۔

''یس سر'' ۔۔۔ ملٹری سیکرٹری نے مؤدبانہ لہجے میں جواب دیتے ہوئے کہا۔

''اب آپ اردبل لانچنگ پیڈ کے انچارج ڈاکٹر بھگت رام سے میری بات کرائیں'' ۔۔۔ صدر نے کہا اور رسیور رکھ دیا۔ چند لمحوں بعد گھنٹی بج اٹھی تو انہوں نے ہاتھ بڑھا کر رسیور اٹھا لیا۔

''ڈاکٹر بھگت رام لائن پر ہیں جناب'' ۔۔۔ دوسری طرف سے ملٹری سیکرٹری کی آواز سنائی دی۔

''ہیلو'' ۔۔۔ صدر نے اپنے مخصوص لہجے میں کہا۔

''ڈاکٹر بھگت رام بول رہا ہوں جناب'' ۔۔۔ دوسری طرف سے ایک مؤدبانہ آواز سنائی دی۔

''ڈاکٹر صاحب۔ آپ کے لانچنگ پیڈ پر کیا کام ہو رہا ہے ان

...'' ۔۔۔ صدر نے پوچھا۔

''جناب۔ دو ماہ پہلے ایک موسمیاتی سیارہ ہم نے خلاء میں فائر ...تھا۔ فی الحال تو ہم اس کی اور دیگر موسمیاتی سیاروں کی مانیٹرنگ ...رہے ہیں'' ۔۔۔ ڈاکٹر بھگت رام نے جواب دیتے ہوئے کہا۔

''آپ میری بات غور سے سنیں اور آپ نے اس بات پر حرف ...عمل کرنا ہے'' ۔۔۔ صدر نے کہا۔

''یس سر۔ حکم فرمائیں سر'' ۔۔۔ ڈاکٹر بھگت رام نے کہا۔

''جورگان لانچنگ پیڈ پر ایک خصوصی اسرائیلی سیارہ خلاء میں ...کئے جانے پر کام ہو رہا ہے۔ اس سیارے کے ذریعے ہم ...یشیا کی تمام ایٹمی تنصیبات کی تفصیلات حاصل کر لیں گے اور ان ...یبات کے حصول کے بعد پاکیشیا کی ان ایٹمی تنصیبات کو تباہ کرنا ...ے لئے بے حد آسان ہو جائے گا اور ہم ایسا کر کے انتہائی ...انی سے پاکیشیا پر قبضہ بھی کر سکیں گے'' ۔۔۔ صدر نے کہا۔

''یس سر۔ مجھے معلوم ہے سر'' ۔۔۔ ڈاکٹر بھگت رام نے کہا۔

''اب سنیں۔ اس مشن کو تباہ کرنے کے لئے پاکیشیائی ایجنٹ ...ں آ چکے ہیں اور وہ کاشوما تک پہنچ چکے ہیں۔ گو وہاں انتہائی ...ت حفاظتی انتظامات کئے گئے ہیں لیکن اس کے باوجود وہ انتہائی ...طرناک ایجنٹ ہیں۔ انہیں جورگان لانچنگ پیڈ سے اس وقت دور ...ھنے کے لئے جب تک چیکس کیپر خلاء میں پہنچ نہ جائے۔ ہم نے ...یہ پلاننگ کی ہے۔ ہم ان ایجنٹوں پر یہ ظاہر کر رہے ہیں کہ چیکس

کیپر سیارہ جورگان لانچنگ پیڈ سے نہیں بلکہ اروبل لانچنگ پیڈ سے فائر کیا جا رہا ہے تاکہ وہ کاشوما سے اروبل پہنچ جائیں۔ اس طرح ہم آسانی سے یہاں اپنا مشن مکمل کر لیں گے۔ جہاں تک آپ کے لانچنگ پیڈ کا تعلق ہے۔ اس کے حفاظتی انتظامات اور اس کا محل وقوع ایسا ہے کہ وہ لاکھ کوشش کر لیں اس کے اندر نہیں پہنچ سکتے اور کافرستان سیکرٹ سروس کو بھی میں اروبل بھیج رہا ہوں۔ وہ وہاں ان پاکیشیائی ایجنٹوں کو ٹریس کر کے ان کا خاتمہ کرے گی۔ آپ نے اب سے لے کر اس وقت تک جب تک میں آپ کو کال نہ کروں اپنے لانچنگ پیڈ کو سیلڈ رکھنا ہے"۔۔۔ صدر نے کہا۔

"یس سر۔ حکم کی تعمیل ہو گی سر"۔۔۔ ڈاکٹر بھگت رام نے کہا۔

"اب اہم بات سنیں۔ پاکیشیائی ایجنٹ جس کا نام عمران ہے وہ میری آواز اور میرے لہجے کی اس انداز میں نقل کر لیتا ہے کہ میں خود نہیں پہچان سکتا اس لئے ہو سکتا ہے کہ وہ آپ کو فون کرے میری آواز اور لہجے میں معلومات حاصل کرے۔ اس کا مطلب سمجھتے ہیں آپ جو میں نے کہا ہے"۔۔۔ صدر نے کہا۔

"جناب۔ آپ کا مطلب ہے کہ اگر آپ کا فون آئے تو میں یہ سمجھوں کہ آپ فون نہیں کر رہے بلکہ وہ ایجنٹ فون کر رہا ہے"۔ ڈاکٹر بھگت رام نے کہا۔

"گڈ۔ آپ واقعی بے حد ذہین ہیں۔ ڈاکٹر مول چند صاحب کو یہ بات بہت مشکل سے سمجھ آئی تھی جبکہ آپ فوراً سمجھ گئے ہیں۔

ایسا فون آئے تو آپ نے اسے یہی یقین دلانا ہے کہ کیپر سیارے کو اروبل لانچنگ پیڈ سے فائر کیا جا رہا ہے اور اسے یہ بھی بتانا ہے کہ کسی تکنیکی خرابی کی وجہ سے اب یہ مشن دس روز بعد مکمل ہو گا تاکہ وہ اطمینان سے یہاں آئیں اور ہمیں وہاں کام کرنے کا پورا موقع مل سکے"۔۔۔ صدر نے کہا۔

"یس سر۔ آپ کے حکم کی تعمیل ہو گی"۔۔۔ ڈاکٹر بھگت رام نے کہا۔

"اب میں اگر آپ کو فون کروں گا تو میں آپ کا نام ڈاکٹر بھگت رام کی بجائے ڈاکٹر بھگت سنگھ لوں گا اور اب آپ مجھے کال کریں گے تو ڈاکٹر بھگت سنگھ کے نام سے کریں گے"۔۔۔ صدر نے کہا۔

"یس سر۔ میں سمجھ گیا سر۔ لیکن سر۔ کیا میرا فون نمبر ان کے پاس موجود ہے"۔۔۔ ڈاکٹر بھگت رام نے کہا۔

"وہ چاہیں تو کسی نہ کسی طرح ٹریس کر لیں گے"۔۔۔ صدر نے جواب دیا۔

"یس سر۔ ٹھیک ہے سر"۔۔۔ ڈاکٹر بھگت رام نے کہا۔

"اگر وہ آپ کو کال کرے تو اسے مطمئن کر کے آپ نے فوراً مجھے اطلاع دینی ہے"۔۔۔ صدر نے کہا۔

"یس سر۔ میں فوراً اطلاع دوں گا اور اپنا نام بھگت سنگھ لوں گا"۔۔۔ ڈاکٹر بھگت رام نے کہا۔

"اوکے"۔۔۔ صدر نے مطمئن لہجے میں کہا اور رسیور رکھنے کی بجائے کریڈل دبا کر انہوں نے دو نمبر پریس کر دیئے۔

"یس سر"۔۔۔ دوسری طرف سے ملٹری سیکرٹری کی آواز سنائی دی۔

"ڈاکٹر بھگت رام اب مجھے فون کرتے ہوئے اپنا نام ڈاکٹر بھگت سنگھ لیں گے۔ آپ نوٹ کر لیں"۔۔۔ صدر نے کہا۔

"یس سر"۔۔۔ ملٹری سیکرٹری نے جواب دیا تو صدر نے ایک طویل سانس لیتے ہوئے رسیور رکھ دیا۔

"کاش پاکیشیائی ایجنٹ ہمارے اس ٹریپ میں پھنس جائیں"۔ صدر نے کہا اور پھر ایک طرف رکھی ہوئی فائل اٹھا کر انہوں نے اپنے سامنے رکھی اور پھر سرکاری کاموں میں مصروف ہو گئے۔ تقریباً دو گھنٹے تک کام کرنے کے بعد انہوں نے اٹھنے اور آرام کرنے کا سوچا ہی تھا کہ مخصوص فون کی گھنٹی بج اٹھی تو انہوں نے ہاتھ بڑھا کر رسیور اٹھا لیا۔

"یس"۔۔۔ انہوں نے اپنے مخصوص لہجے میں کہا۔

"ڈاکٹر گیان چند کا فون ہے جناب"۔۔۔ دوسری طرف سے ملٹری سیکرٹری کی آواز سنائی دی تو صدر بے اختیار اچھل پڑے۔

"اوہ۔ کراؤ بات جلدی"۔۔۔ صدر نے کہا۔

"ہیلو سر۔ میں ڈاکٹر گیان چند بول رہا ہوں جودگان سے"۔ چند لمحوں بعد ڈاکٹر مول چند کی آواز سنائی دی جو اپنا نام صدر کی

ہدایت کے مطابق گیان چند بتا رہا تھا تاکہ صدر صاحب کو معلوم ہو سکے کہ وہ اصل ڈاکٹر مول چند سے بات کر رہے ہیں۔

"کوئی خاص رپورٹ ہے آپ کے پاس"۔۔۔ صدر نے خاصے پرجوش لہجے میں کہا۔

"یس سر۔ جس طرح آپ نے فرمایا تھا ویسے ہی ہوا ہے۔ آپ کی کال آنے کے تقریباً ایک گھنٹے بعد میرے خصوصی فون نمبر پر فون کال آ گئی جب میں نے اسے اٹنڈ کیا تو وہ فون آپ کے ملٹری سیکرٹری صاحب کی طرف سے تھا۔ انہوں نے کہا کہ آپ فون پر ہیں تو میں نے آپ کی آواز سنی۔ اگر آپ پہلے مجھے الرٹ نہ کر چکے ہوتے تو میں کبھی یہ بات تسلیم نہ کرتا کہ آپ کی بجائے کوئی اور بول رہا ہے۔ چونکہ وہ مجھے ڈاکٹر مول چند ہی کہہ رہا تھا اس لئے میں سمجھ گیا کہ یہ وہی پاکیشیائی ایجنٹ ہے"۔۔۔ ڈاکٹر مول چند نے تفصیل سے بات کرتے ہوئے کہا۔

"بات کیا ہوئی ہے۔ وہ بتائیں"۔۔۔ صدر نے کہا۔

"جناب۔ میں نے اس کال کو ٹیپ کر لیا ہے۔ میں آپ کو ٹیپ سنوا دیتا ہوں"۔۔۔ ڈاکٹر مول چند نے جواب دیتے ہوئے کہا۔

"گڈ۔ سنوائیں"۔۔۔ صدر نے کہا اور چند لمحوں بعد جب انہوں نے اپنی آواز سنی تو ان کے چہرے پر حقیقی حیرت کے تاثرات ابھر آئے لیکن وہ خاموشی سے گفتگو سنتے رہے۔ جب ٹیپ ختم ہوئی تو انہوں نے بے اختیار ایک طویل سانس لیا۔

"آپ نے ٹیپ سن لی سر"۔۔۔ ڈاکٹر مول چند نے کہا۔

"ہاں ڈاکٹر گیان چند۔ میں نے ٹیپ سن لی ہے۔ مجھے یقین تھا کہ پاکیشیائی ایجنٹ اس ٹریپ میں ضرور پھنس جائیں گے۔ اس طرح چیس کیپر پر منڈلانے والا خطرہ یقینی طور پر دور ہو جائے گا اور ہم اسے فائر کرنے میں کامیاب ہو جائیں گے لیکن آپ نے اب اپنی کوششیں پہلے سے زیادہ تیز کر دینی ہیں اور ہر طرح کی سیکورٹی بھی قائم رکھنی ہے"۔۔۔ صدر نے کہا۔

"یس سر۔ لیکن سر۔ سیکورٹی تو لانچنگ پیڈ سے باہر ہے۔ ہمارے ہاں تو کوئی سیکورٹی نہیں ہے۔ البتہ سیکورٹی سیکشن اور ہمارے درمیان ریڈ بلاک کی دیوار ہے جسے کسی صورت کراس نہیں کیا جا سکتا اور اس میں موجود دروازہ ہم اندر سے ہی کھول سکتے ہیں۔ باہر سے یہ کسی طرح بھی نہیں کھل سکتا"۔۔۔ ڈاکٹر مول چند نے تفصیل بیان کرتے ہوئے کہا۔

"اوہ۔ ویری بیڈ۔ مجھے اس بارے میں تو کسی نے کچھ نہیں بتایا۔ سیکورٹی انچارج کون ہے"۔۔۔ صدر نے کہا۔

"میں کیا کہہ سکتا ہوں سر۔ سیکورٹی انچارج کرنل کمانڈر ہیں جو ملٹری انٹیلی جنس سے ہیں"۔۔۔ ڈاکٹر مول چند نے کہا۔

"او کے۔ میں انہیں حکم دے دوں گا کہ فوری طور پر فوجی کمانڈوز کا ایک دستہ لانچنگ پیڈ کے اندر بھیجیں تاکہ اگر کسی وجہ سے دشمن اندر بھی پہنچ جائیں تو ان کے نمٹنے کے لئے وہاں مسلح افراد موجود

ہونے چاہئیں۔ ٹھیک ہے۔ آپ کام کریں۔ باقی کام ہم خود کر لیں گے"۔۔۔ صدر نے کہا اور اس کے ساتھ ہی انہوں نے ہاتھ بڑھا کر کریڈل دبایا اور پھر ٹون آنے پر انہوں نے دو نمبر پریس کر دیئے۔

"یس سر"۔۔۔ ملٹری سیکرٹری کی آواز سنائی دی۔

"کرنل وشنو سے بات کرائیں"۔۔۔ صدر نے کہا اور رسیور رکھ دیا۔ چند لمحوں بعد فون کی گھنٹی بج اٹھی اور صدر نے ہاتھ بڑھا کر رسیور اٹھا لیا۔

"یس"۔۔۔ صدر نے کہا۔

"کرنل وشنو لائن پر ہیں جناب"۔۔۔ ملٹری سیکرٹری نے مؤدبانہ لہجے میں کہا۔

"ہیلو"۔۔۔ صدر نے کہا۔

"کرنل وشنو بول رہا ہوں سر"۔۔۔ دوسری طرف سے کہا گیا۔

"کرنل وشنو۔ آپ فوراً فوجی کمانڈو کا ایک دستہ لے کر جورگان لانچنگ پیڈ پر پہنچیں اور سیکورٹی سٹاف سے راستہ کھلوا کر اس دستے کو لانچنگ پیڈ کے اندر پہنچائیں۔ وہ وہاں سیکورٹی کا کام کریں گے اور جب تک چیس کیپر فائر نہیں ہو جاتا۔ اس وقت تک یہ دستہ اندر ہی رہے گا اور انہیں بتا دیں کہ اگر دشمن ایجنٹ کسی بھی طرح اندر داخل ہو جائیں تو انہوں نے فوراً انہیں ہلاک کر دینا ہے۔ لانچنگ پیڈ اور سائنس دانوں کی حفاظت ان کا فرض ہو گا"۔۔۔ صدر نے کہا۔

''لیس سر''۔۔۔ کرنل وشنو نے جواب دیا اور صدر نے رسیور رکھ دیا۔

''ڈاکٹر مول چند کی کال کا مطلب ہے کہ کرنل وشنو اور ریڈ کمانڈر کے درمیان جو ٹرانسمیٹر کال ہوئی وہ واقعی پاکیشیائی ایجنٹوں نے کیچ کر لی تھی اور نجانے انہوں نے ڈاکٹر مول چند کا فون نمبر کہاں سے اور کیسے معلوم کر لیا''۔۔۔ صدر نے خودکلامی کے انداز میں بات کرتے ہوئے کہا اور ایک بار پھر وہ اپنے سرکاری کام میں مصروف ہو گئے اور انہیں کام کرتے ہوئے ابھی تھوڑی دیر ہی ہوئی تھی کہ فون کی گھنٹی ایک بار پھر بج اٹھی تو انہوں نے ہاتھ بڑھا کر رسیور اٹھا لیا۔

''لیس''۔۔۔ صدر نے رسیور کان سے لگاتے ہوئے کہا۔

''ڈاکٹر بھگت سنگھ کی کال ہے جناب''۔۔۔ دوسری طرف سے ملٹری سیکرٹری کی مؤدبانہ آواز سنائی دی تو وہ بے اختیار چونک پڑے۔

''اوہ۔ لیس۔ کرائیں بات''۔۔۔ صدر نے تیز لہجے میں کہا۔

''ہیلو سر۔ میں ڈاکٹر بھگت سنگھ بول رہا ہوں اروبل لانچنگ پیڈ سے''۔۔۔ دوسری طرف سے ڈاکٹر بھگت رام کی آواز سنائی دی تو صدر کی ہدایت کے مطابق کوڈ کے طور پر اپنے آپ کو بھگت رام کی بجائے بھگت سنگھ کہہ رہا تھا۔

''لیس۔ کیا رپورٹ ہے''۔۔۔ صدر نے کہا۔

''سر۔ آپ کی آواز اور لہجے میں مجھ سے بات کی گئی اور یہ پوچھا گیا کہ اروبل لانچنگ پیڈ میں کیا ہو رہا ہے تو میں نے آپ کی ہدایت کے مطابق فون کرنے والے کو بتایا کہ اروبل لانچنگ پیڈ پر پیس کیپر کو خلاء میں بھجوائے جانے پر کام ہو رہا ہے اور اس میں ایک تکنیکی خرابی کی وجہ سے مشن ایک ہفتہ لیٹ ہو گیا اور اب دس روز بعد اسے خلاء میں فائر کر دیا جائے گا''۔۔۔ ڈاکٹر بھگت رام نے تفصیل بتاتے ہوئے کہا۔

''ٹھیک ہے۔ آپ کے حفاظتی انتظامات تو پہلے سے ہی فول پروف ہیں یا کوئی کمی ہے کیونکہ اب پاکیشیائی ایجنٹ اروبل میں آپ کے لانچنگ پیڈ پر حملہ کریں گے اور آپ نے آئندہ دس روز تک ہر صورت میں انہیں روکنا ہے''۔۔۔ صدر نے کہا۔

''سر۔ ہمارے حفاظتی انتظامات فول پروف ہیں۔ وہ یہاں کچھ بھی نہیں کر سکتے۔ آپ کو تو معلوم ہے''۔۔۔ ڈاکٹر بھگت رام نے کہا۔

''اوکے''۔۔۔ صدر نے کہا اور ہاتھ بڑھا کر انہوں نے کریڈل دبا دیا اور پھر ٹون آنے پر انہوں نے دو بٹن پریس کر دیئے۔

''لیس سر''۔۔۔ دوسری طرف سے ملٹری سیکرٹری کی مؤدبانہ آواز سنائی دی۔

''چیف شاگل جہاں بھی ہوں ان سے میری بات کرائیں''۔ صدر نے کہا اور رسیور رکھ دیا۔

”پہلی بار یہ ذہین لوگ ہمارے ٹریپ میں پھنس رہے ہیں۔ اس کا مطلب ہے کہ اس بار خوش قسمتی ان کا ساتھ نہیں دے رہی۔ اب انہیں ہر صورت میں ہلاک ہونا چاہئے“..... صدر نے رسیور رکھ کر خودکلامی کے انداز میں کہا اور پھر تقریباً بیس منٹ بعد فون کی گھنٹی بج اٹھی تو صدر نے ہاتھ بڑھا کر رسیور اٹھا لیا۔

”یس“..... صدر نے اپنے مخصوص لہجے میں کہا۔

”چیف شاگل لائن پر ہیں جناب“..... دوسری طرف سے ملٹری سیکرٹری کی مؤدبانہ آواز سنائی دی۔

”ہیلو“..... صدر نے کہا۔

”شاگل عرض کر رہا ہوں سر“..... دوسری طرف سے چیف شاگل کی مؤدبانہ آواز سنائی دی۔

”آپ اس وقت کہاں موجود ہیں“..... صدر نے پوچھا۔

”میں کاشغر میں سیکرٹ سروس کے سنٹر پر موجود ہوں۔ میں یہاں فیلڈ میں تھا جب ملٹری سیکرٹری صاحب نے یہاں فون کیا تو سنٹر کے انچارج نے ٹرانسمیٹر پر مجھ سے رابطہ کیا اور میں فوری یہاں پہنچ گیا اور آپ سے بات ہو رہی ہے“..... شاگل نے شاید اس لئے تفصیل سے جواب دیا کہ اس کال رسیو ہونے میں دیر ہوئی ہے۔

”پاکیشیا سیکرٹ سروس کے بارے میں کیا رپورٹ ہے“..... صدر نے اس کی بات کو نظرانداز کرتے ہوئے کہا۔

”انہیں مسلسل تلاش کیا جا رہا ہے۔ جورگان پہاڑی علاقے کی طرف ہم نے باقاعدہ چیکنگ کر رکھی ہے“..... شاگل نے جواب دیتے ہوئے کہا۔

”جبکہ حتمی اطلاع ملی ہے کہ پاکیشیائی ایجنٹ اروبل لانچنگ پیڈ پر حملہ کرنے والے ہیں کیونکہ اصل مشن جورگان میں نہیں بلکہ اروبل میں مکمل ہو رہا ہے“..... صدر نے کہا۔

”جج۔ جج۔ جناب۔ یہ کیسے ممکن ہے جناب“..... شاگل نے انتہائی بوکھلائے ہوئے لہجے میں کہا۔

”ممکن نہیں بلکہ ایسا ہے۔ آپ اپنے گروپ سمیت فوراً اروبل پہنچیں اور وہاں ان لوگوں کا مقابلہ کریں اور انہیں ہر صورت میں ہلاک کر دیں“..... صدر نے تیز اور تحکمانہ لہجے میں کہا اور اس کے ساتھ ہی رسیور رکھ دیا۔ اب ان کے چہرے پر گہرے اطمینان کے تاثرات نمایاں تھے کیونکہ اب انہیں یقین ہو گیا تھا کہ مشن ٹریپ کامیاب ہو جائے گا اور اس طرح اسرائیل کے صدر کو بھی پتہ چل جائے گا کہ کافرستان پاکیشیائی ایجنٹوں کو شکست دے سکتا ہے۔

کرنل وشنو، صدر صاحب کے حکم کی تعمیل میں فوجی کمانڈو کا ایک دستہ لے کر جورگان لانچنگ پیڈ پر ہیلی کاپٹر کے ذریعے پہنچا تھا۔ کمانڈوز دستے میں دس افراد تھے جو انتہائی تربیت یافتہ تھے۔ کرنل کمانڈر نے سیکورٹی آفس میں ان کا استقبال کیا اور پھر کرنل کمانڈر نے ڈاکٹر مول چند سے فون پر بات کی۔ چونکہ انہیں بھی فوجی کمانڈوز کے سلسلے میں صدر صاحب کا حکم پہنچ چکا تھا اس لئے انہوں نے ریڈ بلاکس کی دیوار میں اندر سے راستہ کھولا اور کرنل وشنو فوجی کمانڈوز دستے کو جس کا سربراہ کیپٹن گنیش تھا، اندر لے گیا اور اس نے ان کی ڈیوٹی برآمدوں میں لگا دی تاکہ ان کی وجہ سے سائنس دان ڈسٹرب نہ ہوں اور پھر خود وہ واپس آ کر ہیلی کاپٹر کے ذریعے واپس کاشوما پہنچے اور کاشوما سے تیز رفتار ہیلی کاپٹر نے اسے واپس دارالحکومت پہنچا دیا اور اس وقت وہ اپنے آفس میں

موجود تھا کہ فون کی گھنٹی بج اٹھی تو کرنل وشنو نے ہاتھ بڑھا کر رسیور اٹھا لیا۔

''یس''..... کرنل وشنو نے تیز لہجے میں کہا۔

''کیپٹن گپتا آپ سے بات کرنا چاہتا ہے سر''..... دوسری طرف سے اس کے فون سیکرٹری کی مؤدبانہ آواز سنائی دی۔

''کون کیپٹن گپتا''..... کرنل وشنو نے چونک کر پوچھا۔

''جناب کمانڈو سیکشن کا کیپٹن گپتا''..... دوسری طرف سے کہا گیا۔

''اچھا۔ کراؤ بات''..... کرنل وشنو نے منہ بناتے ہوئے کہا۔

''ہیلو سر۔ میں کمانڈو سیکشن کا کیپٹن گپتا بول رہا ہوں۔ آپ اگر مجھے بالمشافہ ملاقات کی اجازت دے دیں تو پاکیشیائی ایجنٹوں کے بارے میں اہم بات ہو سکتی ہے''..... دوسری طرف سے مؤدبانہ لہجے میں کہا گیا تو کرنل وشنو پاکیشیائی ایجنٹوں کا حوالہ سن کر بے اختیار چونک پڑا۔

''کیا بات''..... کرنل وشنو نے بے ساختہ پوچھا۔

''سر۔ ان کی ہلاکت آسانی سے ہو سکتی ہے۔ اس سلسلے میں تفصیلی بات کرنا چاہتا ہوں تاکہ ان کی ہلاکت کا کریڈٹ ملٹری انٹیلی جنس کو مل سکے''..... کیپٹن گپتا نے کہا۔

''او کے۔ آ جائیں''..... کرنل وشنو نے اجازت دیتے ہوئے کہا اور پھر اس نے اپنے پرسنل سیکرٹری کو فون پر کیپٹن گپتا کو آفس میں

بجھوانے کا کہہ کر رسیور رکھ دیا۔ اس کے ذہن میں بار بار کیپٹن گپتا کا یہ فقرہ گونج رہا تھا کہ پاکیشیائی ایجنٹوں کی ہلاکت کا کریڈٹ ملٹری انٹیلی جنس کو ملنا چاہئے اور اس حوالے سے وہ سوچ رہا تھا کہ یہ کریڈٹ اگر واقعی اسے مل جائے تو شاگل پر برتری کو صدر کے سامنے ثابت کیا جا سکتا ہے۔ اس کی کال پر پہلے صدر صاحب نے جو منفی رویہ اپنایا تھا جس پر کرنل وشنو کو معذرت کرنا پڑی تھی۔ اس سے اس کو خاصا ذہنی دھچکا لگا تھا لیکن آخر میں صدر صاحب کے خوشگوار رویہ نے اس کا حوصلہ بلند کر دیا تھا اور اب وہ سوچ رہا تھا کہ اگر کیپٹن گپتا کوئی ایسی تجویز سامنے لے آتا ہے جس سے پاکیشیائی ایجنٹوں کا خاتمہ کیا جا سکتا ہے تو پھر یقیناً صدر صاحب خوش ہو کر اسے اعلیٰ ترین ایوارڈ اور ترقی بھی دے سکتے ہیں۔ تھوڑی دیر بعد دروازہ کھلا اور ایک درمیانے قد لیکن پھرتیلے جسم کا مالک آدمی اندر داخل ہوا۔ اس نے کرنل وشنو کو فوجی انداز میں سیلوٹ کیا۔

''بیٹھو کیپٹن گپتا'' کرنل وشنو نے اسے غور سے دیکھتے ہوئے کہا کیونکہ اسے یہ تو معلوم تھا کہ کیپٹن گپتا فوج کے کمانڈو سیکشن میں موجود ہے لیکن اس سے کبھی براہ راست اس انداز میں ملاقات یا گفتگو نہ ہوئی تھی۔

''لیس کیپٹن گپتا۔ آپ کیا کہنے آئے ہیں'' ...کرنل وشنو نے آگے کی طرف جھکتے ہوئے کہا۔

''سر۔ میری سروس فائل آپ منگوا کر چیک کر لیں۔ میں نے کافرستان کی سب سے بڑی ایجنسی بلیک فورس میں چار سال تک کام کیا ہے۔ بلیک فورس کے سربراہ کرنل فریدی تھے۔ کرنل فریدی پاکیشیائی ایجنٹوں سے بڑے ایجنٹ تھے اور پھر وہ اسلامی دنیا کی بہتری کے لئے کافرستان سے اس لئے چلے گئے کہ یہاں کی حکومت سے ان کا کسی بات پر اختلاف ہو گیا تھا۔ پاکیشیائی علی عمران کا مقابل پوری دنیا میں کرنل فریدی کو سمجھا جاتا تھا اور یہ علی عمران، کرنل فریدی کو اپنا مرشد کہتا تھا۔ گو میں بلیک فورس کے کسی اعلیٰ عہدے پر فائز نہ تھا بلکہ عام کارکن تھا لیکن کرنل فریدی نے بلیک فورس کی تربیت اس انداز میں کرائی تھی کہ بلیک فورس کا ہر کارکن اعلیٰ ترین سیکرٹ ایجنٹ سے کسی صورت بھی کم نہ تھا۔ کرنل فریدی کے جانے کے بعد بلیک فورس توڑ دی گئی اور میں کمانڈو سیکشن میں واپس چلا گیا کیونکہ میں پہلے کمانڈو سیکشن میں ہی تھا جب کرنل فریدی نے میری فائل دیکھ کر مجھے بلیک فورس میں شامل کر لیا تھا''... کیپٹن گپتا نے تفصیل سے بات کرتے ہوئے کہا۔

''آپ مختصر بات کریں۔ میرے پاس اتنا وقت نہیں ہے کہ میں فضول کی باتیں سنتا رہوں'' کرنل وشنو نے قدرے اکتائے ہوئے لیکن سخت لہجے میں بات کرتے ہوئے کہا۔

''لیس سر۔ مجھے آپ کے قیمتی وقت کا بخوبی احساس ہے لیکن میں نے یہ ساری باتیں اس لئے کی ہیں کہ میں آپ کے سامنے جو

تجویز پیش کرنے لگا ہوں اسے آپ اہمیت دیں“..... کیپٹن گپتا نے جواب دیا۔

”کیا تجویز ہے۔ وہ بتائیں“..... کرنل وشنو نے ایک بار پھر سخت لہجے میں کہا۔ وہ شاید اسے اتنا بھی برداشت نہ کرتا لیکن پاکیشیائی ایجنٹوں کے خاتمے کی بات کی وجہ سے وہ برداشت کر رہا تھا۔

”سر۔ میری معلومات کے مطابق پاکیشیائی ایجنٹس اس وقت کاشوما میں موجود ہیں اور ان کے خلاف کارروائی کافرستان سیکرٹ سروس کر رہی ہے لیکن اب معلوم ہوا ہے کہ کافرستان سیکرٹ سروس کا چیف شاگل اروبل شفٹ ہو گیا ہے اور اس کا پورا گروپ بھی اروبل پہنچ گیا ہے۔ کیونکہ چیف شاگل کو یہ حتمی اطلاع ملی ہے کہ حکومت کافرستان کا مشن جورگان میں نہیں بلکہ اروبل لانچنگ پیڈ میں مکمل ہو رہا ہے اور اس بات کی اطلاع پاکیشیائی ایجنٹوں کو بھی ہو گئی ہے“..... کیپٹن گپتا نے کہا۔

”کیا کہہ رہے ہو۔ کیا واقعی ایسا ہی ہے“..... کرنل وشنو نے دانستہ حیرت بھرے لہجے میں کہا۔ حالانکہ اس نے ہی ٹرانسمیٹر کال کر کے اس کا آغاز کیا تھا۔

”یس سر۔ یہ حتمی بات ہے اور اسی لئے میں حاضر ہوا ہوں کہ مجھے معلوم ہے کہ اروبل میں پاکیشیائی ایجنٹس کہاں ٹھہریں گے۔ اگر ہم وہاں ان کا خاتمہ کر دیں تو یہ فوج کی جیت ہو گی“..... کیپٹن

گپتا نے کہا۔

”آپ تفصیل بتائیں کہ کیسے آپ کو اس اہم بات کا علم ہوا“۔ کرنل وشنو نے تیز لہجے میں کہا۔

”سر۔ میں گزشتہ چھ سالوں سے اروبل کی چھاؤنی میں تعینات ہوں اور میرے تحت کمانڈوز کا ایک دستہ ہے۔ ہمارا فرض اروبل میں واقع کافرستان کی ایک خفیہ ایٹمی تنصیب کے خلاف کام کرنے والوں کو چیک کر کے گرفتار اور انہیں ہلاک کرنا ہے اس لئے میں اور میرا دستہ اروبل کے نہ صرف چپے چپے سے واقف ہیں بلکہ ہم یہاں کام کرنے والے اہم لوگوں سے بھی واقف ہیں اور ہمیں معلوم ہے کہ اروبل میں کون پاکیشیائی ایجنٹ ہے۔ پاکیشیائی ایجنٹوں نے لازماً اپنے اس ایجنٹ سے رابطہ کرنا ہے اور یہ ایجنٹ ہی ان لوگوں کے یہاں رہنے اور دیگر معاملات میں مدد کرے گا اس لئے اگر ہم اس ایجنٹ کو چیک کرتے رہیں تو ہم آسانی سے پاکیشیائی ایجنٹوں کو نہ صرف ٹریس کر سکتے ہیں بلکہ انہیں گھیر کر ہلاک بھی کر سکتے ہیں۔ لیکن میں خود یہ رسک نہیں لے سکتا ورنہ کافرستان سیکرٹ سروس نے مجھ سے یہ کریڈٹ چھین لینا ہے۔ اگر آپ سرپرستی کریں تو ہم آسانی سے یہ کام کر سکتے ہیں“..... کیپٹن گپتا نے کہا۔

”اگر تمہیں اس مخبر کے بارے میں علم ہے تو اسے ہٹا کر اپنا آدمی بھی وہاں ڈالا جا سکتا ہے“..... کرنل وشنو نے کہا۔

''اوہ۔ نہیں جناب۔ یہ پاکیشائی ایجنٹ انتہائی تیز اور ذہین لوگ ہیں۔ معمولی سا شک پڑنے پر اس طرح غائب ہو جاتے ہیں کہ پھر ان کا پتہ بھی نہ چل سکے گا اس لئے ہمیں اس مخبر کو چیک کرتے رہنا چاہئے۔ خاص طور پر اس کی ٹرانسمیٹر کالیں اور فون کالیں جدید آلات کی مدد سے ٹیپ کی جائیں اور یہ آلات ہمارے پاس موجود ہیں''... کیپٹن گپتا نے کہا۔

''تو پھر تم مجھ سے کیا چاہتے ہو'' کرنل وشنو نے کہا۔

''صرف اتنا کہ ان کی گرفتاری اور کریڈٹ ملٹری انٹیلی جنس کو ملے اور اس کا کچھ حصہ آپ مجھے بھی دے دیں''... کیپٹن گپتا نے مسکراتے ہوئے کہا۔

''کیا تم صرف کریڈٹ کے لئے یہ کام کر رہے ہو یا اس کے پس منظر میں کوئی اور وجہ بھی ہے''... کرنل وشنو نے کہا تو کیپٹن گپتا نے بے اختیار ایک طویل سانس لیا۔

''اصل بات یہ ہے کہ میں اس عمران کا خاتمہ کرنا چاہتا ہوں کیونکہ جب میں کرنل فریدی کی بلیک فورس میں تھا تو ایک مشن کے دوران اس نے مجھے اس انداز میں استعمال کیا تھا کہ میں نے اپنے ہی ہاتھوں کافرستان کا مشن اس کے حوالے کیا تھا اور عمران فتح کے ڈنکے بجاتا ہوا واپس پاکیشیا چلا گیا۔ کرنل فریدی بہت عظیم آدمی ہیں۔ انہوں نے مجھے سزا دینے کی بجائے معاف کر دیا تھا لیکن عمران کے خلاف میرے دل میں ایک گرہ بیٹھ گئی تھی اور میں اس

سے انتقام کا جذبہ کئی سالوں سے دل میں لئے پھر رہا ہوں۔ اب جبکہ جب موقع مل رہا ہے تو میں یہ انتقام بھرپور انداز میں لینا چاہتا ہوں''... کیپٹن گپتا نے جواب دیتے ہوئے کہا۔

''ایسا نہ کریں کہ میں تمہیں ملٹری انٹیلی جنس میں ٹرانسفر کرا لوں اور ساتھ ہی یہ وعدہ بھی کروں کہ اگر تم کامیاب ہو گئے تو نہ صرف تمہیں میجر بنا دیا جائے گا بلکہ تم میرے نمبر ٹو بھی ہو گئے''... کرنل وشنو نے کہا۔

''یہ میرے لئے اعزاز کی بات ہے جناب۔ لیکن اکیلے مجھے مت لیں۔ میرے دستے میں ویسے تو دس افراد ہیں لیکن ان میں سے چار ایسے ہیں جو میرے دست و بازو ہیں اور ہم پانچوں نے مل کر بڑے بڑے کارنامے سرانجام دیئے ہیں اس لئے آپ ان چاروں کو بھی ملٹری انٹیلی جنس میں لے لیں اور ہم پانچوں کا ایک علیحدہ گروپ بنا دیں تاکہ ہم اس مشن کے بعد بھی ملٹری انٹیلی جنس کے لئے کارنامے سرانجام دیتے رہیں''... کیپٹن گپتا نے کہا۔

''ٹھیک ہے۔ اپنے اور اپنے ساتھیوں کے تمام کوائف میرے سیکرٹری کو دے دو۔ رات پڑنے سے پہلے تمہارا اور تمہارے ساتھیوں کا تبادلہ ملٹری انٹیلی جنس میں ہو جائے گا اور کل ہماری پھر تفصیلی ملاقات ہو گی''... کرنل وشنو نے کہا تو کیپٹن گپتا کی آنکھوں میں تیز چمک ابھر آئی۔

''تھینک یو سر''... کیپٹن گپتا نے اٹھ کر فوجی سیلوٹ کیا اور پھر

تیز تیز قدم اٹھاتا ہوا بیرونی دروازے کی طرف بڑھتا چلا گیا۔

''اب میں شاگل کو شکست دے دوں گا اور صدر صاحب کو میری اہمیت تسلیم کرنا پڑے گی'' ... کرنل وشنو نے مسرت بھرے لہجے میں بڑبڑاتے ہوئے کہا اور اس انداز میں سر ہلایا جیسے وہ فاتح بن چکا ہو۔

ایک بڑی اور طاقتور جیپ خاصی تیز رفتاری سے پہاڑی سڑک پر دوڑتی ہوئی آگے بڑھی چلی جا رہی تھی۔ یہ جیپ ایک سیاحتی کمپنی کی تھی اور عمران نے اسے بطور سیاح ہائر کیا تھا اور اس وقت عمران خود ڈرائیونگ سیٹ پر موجود تھا جبکہ سائیڈ سیٹ پر جولیا موجود تھی اور عقبی سیٹوں پر صفدر، کیپٹن شکیل اور تنویر بیٹھے ہوئے تھے۔ ان پانچوں نے نئے میک اپ کئے ہوئے تھے اور یہ سپیشل میک اپ تھے جو کسی جدید ترین میک اپ واشر سے بھی واش نہ ہو سکتے تھے۔ ان کے پاس انہی چہروں والی تصویروں پر مبنی کاغذات بھی تھے اور ان کاغذات کی رو سے وہ ایکریمی سیاح تھے اور ان کے پاس بین الاقوامی سیاحتی کارڈز بھی تھے۔ یہ کاغذات شروع سے ہی عمران کے پاس موجود تھے اور اسے معلوم تھا کہ اگر ان کاغذات کو ایکریمیا سے چیک کرایا جاتا تو یہ ایکریمیا میں بھی درست قرار دیئے جاتے۔

”عمران صاحب۔ یہ جیپ آپ نے کیوں لی ہے۔ ہم بس کے ذریعے بھی جا سکتے تھے“۔ صفدر نے کہا۔

”جن حلیوں میں ہم ہیں اور جو کاغذات ہمارے پاس ہیں ان کے مطابق ہم سب کا تعلق امیر خاندانوں سے ہے اس لئے ہم لوگ بس میں سفر نہیں کر سکتے“۔ عمران نے مسکراتے ہوئے جواب دیا۔

”عمران صاحب۔ ہم مقامی حلیوں میں بھی تو اروبل پہنچ سکتے تھے۔ اس طرح تو ہم وہاں خواہ مخواہ نظروں میں آ جائیں گے“۔ اس بار کیپٹن شکیل نے کہا۔

”اس کا مطلب ہے کہ تم پہلے کبھی اروبل نہیں گئے“۔ عمران نے کہا۔

”ہاں۔ مگر کیا آپ پہلے گئے ہیں وہاں“۔ کیپٹن شکیل نے حیرت بھرے لہجے میں کہا۔

”میں دو بار وہاں چند روز کے لئے جا چکا ہوں۔ یہ کافرستان کا سب سے خوبصورت پہاڑی شہر ہے۔ یہاں کا موسم پورا سال انتہائی خوشگوار رہتا ہے اور یہاں انتہائی خوبصورت پہاڑی سلسلے ہیں اس لئے یہاں سیاحوں کی ایک بڑی تعداد تقریباً پورا سال آتی جاتی رہتی ہے۔ خاص طور پر ایکریمین تو اس علاقے کے حسن کے دیوانے ہیں اس لئے یہاں ایکریمین سیاحوں کی ایک بڑی تعداد تقریباً ہر وقت موجود رہتی ہے اور یہاں غیر ملکی سیاحوں خصوصاً ایکریمیز کی

بے حد قدر کی جاتی ہے“۔ عمران نے تفصیل سے جواب دیتے ہوئے کہا۔

”لیکن ہمیں گروپ کی صورت میں چیک کیا جائے گا۔ الٹی صورت میں ہم پر شک نہیں ہو گا کیا“۔ جولیا نے کہا۔

”اس سے کوئی فرق نہیں پڑتا۔ بے شمار سیاح گروپوں کی صورت میں یہاں آتے جاتے رہتے ہیں۔ ہمارے میک اپ واش نہیں ہو سکتے۔ خصوصی کیمرے بھی میک اپ چیک نہیں کر سکتے۔ ایکریمین زبان ہم ایکریمین لہجے میں آسانی سے بول سکتے ہیں۔ کاغذات درست ہیں اور سب سے بڑی بات یہ کہ ہم اصل سیاح ہیں جو جیپ لے کر آ رہے ہیں اور یہاں چونکہ ایکریمین سیاحوں کی [illegible] سے پوچھ گچھ کی جاتی ہے تاکہ زیادہ سے زیادہ رقم ان سے وصول کی جا سکے“۔ عمران نے جواب دیتے ہوئے کہا۔

”عمران صاحب۔ اروبل میں کیا تہذیب کافرستان کی اصل تہذیب [illegible] ہے۔ کیا آپ کو اس بارے میں معلوم ہے“۔ تنویر نے [illegible] کہا۔

”ہاں۔ مخلوط تہذیب ہے اور [illegible] تہذیب [illegible] ہیں کافرستان کی مغربی اور [illegible] کے لوگ [illegible] رہتے ہیں۔ ان کا کام ایسے علاقوں کو ترقی [illegible] ہے جو ان اپنی تہذیب کے بارے میں معلومات حاصل کرنے کی کوشش کرتے ہیں“۔ عمران نے جواب دیا۔

"تو پھر پہلے اس کو تباہ کرنا چاہئے تاکہ کافرستان کو سبق دیا جا سکے"...... مسلسل خاموش بیٹھے ہوئے تنویر نے اچانک انتہائی پرجوش لہجے میں کہا۔

"نہیں۔ یہ ہمارا ٹارگٹ نہیں ہے کیونکہ پاکیشیا کا ایٹمی پروگرام کافرستان سے بہت آگے جا رہا ہے۔ اصل مسئلہ یہ اسرائیلی خلائی سیارہ ہے جسے پیس کیپر یعنی امن رکھنے والے کا نام دیا گیا ہے۔ اگر یہ خلاء میں پہنچ گیا تو پاکیشیا کی تمام ایٹمی تنصیبات کھلی کتاب کی طرح کافرستان کے سامنے آ جائیں گی"...... عمران نے جواب دیتے ہوئے کہا۔

"مجھے تو ابھی تک یہ سارا کھیل سمجھ میں نہیں آ رہا کہ پہلے تمام زور جورگان لانچنگ پیڈ پر تھا پھر یکلخت سارا منظر بدل گیا اور اب ہم اروبل کی طرف بھاگ رہے ہیں"...... جولیا نے کہا۔

"ہمیں ڈاج دیا جا رہا تھا مگر ہمیں بروقت علم ہو گیا"...... صفدر نے کہا۔

"لیکن نجانے کیا بات ہے میری چھٹی حس اسے تسلیم نہیں کر رہی۔ مجھے اب بھی یہی محسوس ہو رہا ہے کہ ہمارے ساتھ ہاتھ ہو گیا ہے"...... جولیا نے کہا۔

"چلو ایک معاملے میں تو ہمارے درمیان ہم آہنگی پیدا ہوئی"۔ عمران نے مسکراتے ہوئے کہا تو جولیا کے ساتھ ساتھ باقی ساتھی بھی چونک پڑے۔

"کیا مطلب۔ کیسی ہم آہنگی"...... جولیا نے حیران ہو کر پوچھا۔

"ایک ہم آہنگی تو یہ ہے کہ تمہاری بھی چھٹی حس ہے اور میری بھی چھٹی حس ہی ہے۔ ساتویں یا پانچویں نہیں ہے اور دوسری ہم آہنگی یہ ہے کہ میری چھٹی حس بھی تمہاری چھٹی حس کی طرح اسے تسلیم نہیں کر رہی۔ اب بتاؤ کہ ہم آہنگی ہوئی یا نہیں"...... عمران نے کہا تو جولیا بے اختیار ہنس پڑی۔

"عمران صاحب۔ اگر آپ کی چھٹی حس بھی اسے تسلیم نہیں کر رہی تو آپ اروبل جا کیوں رہے ہیں"...... صفدر نے مسکراتے ہوئے کہا۔

"اب یہ ضروری تو نہیں کہ صرف چھٹی حس کی ہی بات مانی جائے۔ باقی پانچوں حسوں نے کیا قصور کیا ہے"...... عمران نے جواب دیا تو سب بے اختیار ہنس پڑے۔

"عمران صاحب۔ اس لانچنگ پیڈ کو آپ کیسے تلاش کریں گے۔ یہاں پر تو وہ خفیہ ہی ہو گا"...... کیپٹن شکیل نے کہا۔

"تمہارے چیف نے اس کا انتظام کر دیا ہے"...... عمران نے مسکراتے ہوئے جواب دیا تو سب اچھل پڑے۔

"چیف نے انتظام۔ کیا مطلب"...... جولیا نے حیرت بھرے لہجے میں کہا۔

"اروبل کافرستان کے ایک اہم صوبے کا دارالخلافہ ہے۔ یہاں

انتہائی اہم دفاتر بھی ہیں اس لئے تمہارے چیف کا یہاں ایک خفیہ ایجنٹ بھی موجود ہے یعنی فارن ایجنٹ ناٹران تو کافرستان کے دارالحکومت میں ہے۔ البتہ اس کے سب ایجنٹ ہر صوبے کے دارالخلافہ میں موجود ہیں۔ اس کے ذمے یہ کام لگایا جا سکتا ہے اور یہ بھی ہو سکتا ہے کہ اسے پہلے سے ہی معلوم ہو''۔ عمران نے جواب دیا۔

''کون ہے وہ''...... جولیا نے پوچھا۔

''یہاں کے معروف گولڈن سٹک کلب کا اسسٹنٹ منیجر مادھو لال ہے''۔ عمران نے جواب دیتے ہوئے کہا۔

''اس سے پہلے کوئی بات ہوئی ہے تمہاری۔ ایسا نہ ہو کہ وہ ہمیں سرے سے پہچانے ہی نا''...... جولیا نے کہا۔

''کاشوما سے روانگی سے پہلے فون پر بات ہوئی تھی اور میں ایجنٹ ناٹران کا حوالہ سنتے ہی وہ سمجھ گیا تھا کہ ہم کون ہیں''۔ عمران نے کہا اور سب نے اثبات میں سر ہلا دیئے اور پھر اسی طرح باتیں کرتے ہوئے وہ آگے بڑھتے چلے گئے۔ پورا علاقہ واقعی انتہائی سرسبز اور شاداب تھا۔ درختوں اور پھولدار جھاڑیوں کی اس قدر بہتات تھی کہ یوں لگتا تھا جیسے پہاڑیاں بنی ہی ان درختوں اور جھاڑیوں سے ہوں۔ پتھر یا چٹانیں تو ابھی تک انہیں کہیں نظر ہی نہ آئی تھیں۔ سڑک مسلسل بلندی کی طرف جا رہی تھی جہاں خوبصورت تکونی سرخ رنگ کی چھتوں والے مکان جابجا بکھرے نظر آ رہے

تھے اور تقریباً ایک گھنٹے بعد وہ اروبل میں داخل ہو چکے تھے۔ اونچی نیچی پہاڑیوں اور وادیوں پر مشتمل یہ خوبصورت شہر واقعی انتہائی خوبصورت تھا۔ یہاں کی عمارتوں میں پتھروں کی نسبت لکڑی کا استعمال زیادہ کیا گیا تھا لیکن مین شہر میں داخل ہونے سے پہلے ایک چیک پوسٹ آ گئی اور انہیں وہاں رکنے کا اشارہ کیا گیا۔

''یہ چیک پوسٹ شاید اب بنائی گئی ہے۔ پہلے جب میں آیا تھا تو ایسی کوئی چیک پوسٹ نہیں تھی''...... عمران نے جیپ روکتے ہوئے کہا لیکن وہاں سوائے ان کے کاغذات کی سرسری سی چیکنگ اور اندراجات کے علاوہ اور کچھ نہ کیا گیا اور عمران چیکنگ کے بعد جیپ لے کر آگے روانہ ہو گیا۔ پھر مختلف اونچی نیچی سڑکوں پر سے گزرنے کے بعد وہ ایک خاصی بڑی عمارت کے کمپاؤنڈ گیٹ میں داخل ہو گئے۔ یہ گولڈن سٹک کلب تھا۔ جہازی سائز کا بورڈ عمارت پر لگا ہوا تھا اور اس پر کلب کا نام درج تھا اور بورڈ پر پہاڑی علاقوں میں ہاتھ میں رکھی جانے والی چھڑی کی تصویر بھی نمایاں طور پر بنی ہوئی تھی جس کا رنگ سنہرا تھا۔ عمران نے جیپ سائیڈ پر بنی ہوئی پارکنگ میں روکی۔

''آؤ کھانا کھا لیں۔ یہاں کا کھانا بے حد مشہور ہے''...... عمران نے کہا اور پھر نیچے اتر کر وہ مین گیٹ کی طرف بڑھ گیا۔

''وہ مادھو لال تو اسی کلب کا ہی اسسٹنٹ منیجر ہے''...... صفدر نے ساتھ چلتے ہوئے کہا۔

"ہاں۔ کھانا کھا لیں۔ پھر اس سے بھی مل لیں گے"...... عمران نے کہا اور سب نے اثبات میں سر ہلا دیئے۔ کیونکہ ان سب کو واقعی کھل کر بھوک لگی ہوئی تھی۔ ہال میں زیادہ رش نہیں تھا۔ وہاں موجود غیرملکی افراد میں سے آدھے سے زیادہ ایکریمیز تھے۔ عمران اور اس کے ساتھی ایک علیحدہ میز پر بیٹھ گئے۔ عمران نے مینو کارڈ میں سے ایسے کھانے منتخب کئے جنہیں وہ کھا سکیں اور جن کے کھانے پر یہ اعتراض بھی نہ ہو کہ یہ کھانے تو ایکریمین نہیں کھاتے بلکہ مقامی لوگ کھاتے ہیں اور پھر کھانا لگا دیا گیا اور وہ سب کھانا کھانے میں مصروف ہو گئے۔ کھانا کھانے کے بعد انہوں نے بل ادا کیا اور عمران نے ویٹر سے مادھو لال کے بارے میں پوچھا تو اس نے بتایا کہ وہ اپنے آفس میں موجود ہے۔

"تم کافی پیئو۔ میں مادھو لال سے مل کر آتا ہوں"...... عمران نے کہا اور اٹھ کر دائیں ہاتھ پر بنی ہوئی راہداری کی طرف بڑھ گیا۔ چند لمحوں بعد وہ دروازہ کھول کر آفس کے انداز میں سجے ہوئے کمرے میں داخل ہو رہا تھا۔

"ویل کم مسٹر"...... میز کی دوسری طرف بیٹھے ہوئے ایک بھاری جسم کے آدمی نے عمران کو اندر آتے دیکھ کر اٹھتے ہوئے کہا۔

"مائیکل۔ میرا نام مائیکل ہے"...... عمران نے مسکراتے ہوئے کہا۔

"میرا نام مادھو لال ہے اور میں کلب کا اسسٹنٹ مینجر ہوں۔ تشریف رکھیں"...... مادھو لال نے مصافحے کے لئے ہاتھ بڑھاتے ہوئے کہا اور عمران نے مسکراتے ہوئے مصافحہ کیا۔

"فرمائیے۔ میں کیا خدمت کر سکتا ہوں"...... مادھو لال نے کاروباری لہجے میں کہا۔

"میرے سر پر سرسوں کے تیل کی مالش کر دیں"...... عمران نے بڑے معصوم سے لہجے میں کہا تو مادھو لال اس طرح چونکا جیسے اس کے پیروں میں بم پھٹ پڑا ہو۔ اس کی آنکھیں پھیل سی گئی تھیں۔

"یہ۔ یہ آپ کیا فرما رہے ہیں"...... اس نے انتہائی حیرت بھرے لہجے میں کہا۔

"آپ نے خود ہی خدمت پوچھی تھی۔ اب بتائی ہے تو آپ حیران کیوں ہو رہے ہیں۔ چلیں مزید تشریح کر دیتا ہوں۔ سرسوں کا تیل دو قسم کا ہوتا ہے۔ ایک تو کچا تیل اور دوسرے کو پکا تیل کہا جاتا ہے۔ اچار میں جو تیل ڈالا جاتا ہے وہ پکا تیل ہوتا ہے اور جو تیل سر میں لگایا جاتا ہے اور جس سے کھانا پکایا جاتا ہے اسے کچا تیل کہا جاتا ہے۔ آپ کے پاس اگر کچا نہ ہو تو پکا بھی چل جائے گا"...... عمران کی زبان رواں ہو گئی۔

"آپ۔ آپ چاہتے کیا ہیں۔ آپ تو ایکریمین ہیں اس کے باوجود آپ اس قسم کی بات کر رہے ہیں"...... مادھو لال کی حیرت پہلے سے کچھ زیادہ بڑھ گئی تھی۔ شاید جو بات عمران کر رہا تھا وہ

ایسی بات کسی ایکریمین کے منہ سے سننے کا تصور بھی نہ کر سکتا تھا۔

"آپ سے فون پر بات ہوئی تھی۔ آپ نے بتایا تھا کہ آپ کا تعلق ریڈ بینڈ سے ہے"...... اچانک عمران نے سنجیدہ لہجے میں کہا تو مادھو لال ایک بار پھر چونک پڑا۔

"آپ کا نام کیا ہے سر"...... مادھو لال نے عمران کو غور سے دیکھتے ہوئے کہا۔

"گرین"...... عمران نے جواب دیتے ہوئے کہا تو مادھو لال نے بے اختیار ایک طویل سانس لیا۔

"آپ واقعی ویسے ہی ہیں جیسے مجھے ریڈ بینڈ نے کہا تھا۔ بہرحال حکم فرمائیں"...... مادھو لال نے کہا۔

"فون پر جو بات ہوئی تھی اس سلسلے میں کیا رپورٹ ہے"۔ عمران نے سنجیدہ لہجے میں کہا۔

"رپورٹ اوکے ہے۔ کوئی نیا اور مشکوک معاملہ سامنے نہیں آیا"...... مادھو لال نے جواب دیتے ہوئے کہا۔

"نئے لوگ جو درپردہ چیکنگ کر رہے ہوں"...... عمران نے سنجیدہ لہجے میں کہا۔

"نہیں جناب۔ میں نے بہت اچھی طرح چیکنگ کرائی ہے۔ یہاں ہر چیز ویسے ہی ہے جیسے پہلے تھی"...... مادھو لال نے جواب دیا۔

"لانچنگ پیڈ کے بارے میں کیا تفصیلات معلوم ہوئی ہیں"۔

عمران نے کہا تو مادھو لال اثبات میں سر ہلاتے ہوئے کرسی سے اٹھا اور عقبی دیوار میں موجود ایک دروازے کو کراس کرتے ہوئے دوسری طرف غائب ہو گیا۔ عمران ہونٹ بھینچے خاموش بیٹھا رہا۔ تھوڑی دیر بعد مادھو لال واپس آ گیا۔ اس نے ایک فائل عمران کے سامنے رکھ دی اور واپس اپنی کرسی پر بیٹھ گیا۔

"سب کچھ اس میں ہے"...... عمران نے فائل اٹھاتے ہوئے کہا۔

"یس سر"...... مادھو لال نے جواب دیا۔

"رہائش گاہ"...... عمران نے کہا تو مادھو لال نے ایک بار پھر اثبات میں سر ہلاتے ہوئے میز کی نچلی دراز کھولی اور اس میں سے ایک کی رنگ نکال کر اس نے عمران کے سامنے رکھ دیا۔ اس کی رنگ میں ایک ٹوکن بھی موجود تھا جس پر تھرٹی ون سپرنگ روڈ درج تھا۔

"آپ کی ضرورت کی ہر چیز وہاں موجود ہے"...... مادھو لال نے کہا۔

"اس سارے علاقے کا کوئی گائیڈ"...... عمران نے کہا۔

"آپ وہاں پہنچ کر مجھے کال کریں گے تو وہ آدمی آپ کے پاس پہنچ جائے گا۔ اس کا نام ماجھو ہے۔ وہ یہاں کے چپے چپے سے واقف ہے"...... مادھو لال نے جواب دیا اور عمران نے فائل تہہ کر کے جیب میں ڈالی اور اٹھ کھڑا ہوا۔

''شکریہ۔ ویسے آپ نے چوکنا رہنا ہے''.... عمران نے کہا تو مادھو لال جو اس کے ساتھ ہی اٹھ کر کھڑا ہو گیا تھا، نے اثبات میں سر ہلایا اور عمران مڑ کر بیرونی دروازے کی طرف بڑھ گیا۔ ہال میں اس کے ساتھی ابھی تک موجود تھے۔ عمران نے انہیں اشارہ کیا اور پھر وہ سب اٹھ کر بیرونی دروازے کی طرف بڑھنے لگے۔ تھوڑی دیر بعد وہ سب ایک خوبصورت مکان میں موجود تھے۔

''واقعی یہ علاقہ بے حد خوبصورت ہے''.... صفدر نے کہا۔

''ہمارا ملک اس سے زیادہ خوبصورت ہے لیکن وہاں سیاحوں کے لئے سہولتوں کی طرف توجہ نہیں دی جا رہی''.... کیپٹن شکیل نے کہا۔

''عمران۔ اس مادھو لال نے کیا بتایا ہے''.... جولیا نے سٹنگ روم میں کرسی پر بیٹھتے ہی انتہائی سنجیدگی سے کہا۔

''مادھو لال کے مطابق یہاں مزید کوئی سرگرمی نظر نہیں آئی۔ اس کا مطلب ہے کہ ہمیں دانستہ ڈاج دیا جا رہا ہے''.... عمران نے جواب دیا تو صفدر اور کیپٹن شکیل دونوں بے اختیار چونک پڑے۔

''کیا مطلب عمران صاحب۔ کیا آپ واقعی یہ سمجھ رہے ہیں کہ ہمیں ڈاج دیا جا رہا ہے''.... صفدر نے کہا۔

''ہاں۔ مجھے واقعی ایسا ہی احساس ہو رہا ہے اس لئے میں نے فون پر مادھو لال سے کہا تھا کہ وہ چیک کرے کہ کیا اردبل میں حال ہی میں کوئی زیادہ سرگرمیاں تو نظر نہیں آنے لگیں۔ اگر ایسا

ہے تو اس سے یہی سمجھا جاتا کہ معاملات معمول کے مطابق نہیں ہیں اور جب معاملات معمول کے مطابق نہیں ہیں تو پھر انہیں چیکنگ بھی زیادہ کرنا چاہئے تھی''.... عمران نے جواب دیتے ہوئے کہا۔

''یہ بھی ہو سکتا ہے کہ انہیں یہ معلوم ہی نہ ہو سکے کہ ہمیں اصل بات کا علم ہو چکا ہے''.... کیپٹن شکیل نے کہا۔

''ہاں۔ ایسا بھی ہو سکتا ہے لیکن بہرحال ہم نے مشن مکمل کرنا ہے''.... عمران نے کہا اور اس کے ساتھ ہی اس نے کوٹ کی اندرونی جیب سے تہہ شدہ فائل نکال کر سامنے رکھی اور اسے کھول کر غور سے دیکھنے لگا۔

اروبل شہر کے وسط میں ایک قلعہ نما پہاڑی عمارت کے اندر ایک کمرے میں بیٹھا شاگل اس طرح کرسی پر پہلو بدل رہا تھا جیسے کرسی کی سیٹ پر اچانک کیلوں کے سرے نمودار ہو گئے ہوں اور اس کے باوجود شاگل کو مجبوراً اس کرسی پر ہی بیٹھنا پڑ رہا ہو۔ اسی لمحے سامنے پڑے ہوئے فون کی گھنٹی بج اٹھی تو شاگل نے ہاتھ بڑھا کر ایک جھٹکے سے رسیور اٹھا لیا۔

''یس۔ شاگل بول رہا ہوں چیف آف کافرستان سیکرٹ سروس''..... شاگل نے اپنی عادت کے مطابق پورا تعارف کراتے ہوئے کہا۔

''میرا نام وجے ہے۔ کیپٹن وجے اور میرا تعلق ملٹری سے ہے۔ میں اروبل سے ہی بول رہا ہوں۔ اگر آپ تھوڑا سا وقت دے دیں تو میں آپ کے سامنے ملٹری انٹیلی جنس کی ایک سازش جو

کافرستان سیکرٹ سروس کے خلاف کی جا رہی ہے، تفصیل بتا سکتا ہوں''..... دوسری طرف سے ایک اجنبی سی آواز سنائی دی۔

''کیپٹن وجے۔ تمہیں اچانک کافرستان سیکرٹ سروس سے کیوں ہمدردی پیدا ہو گئی ہے۔ کیا تم شاگل کو احمق سمجھتے ہو۔ بولو''۔ شاگل نے یکلخت حلق کے بل چیختے ہوئے کہا۔ اس کا چہرہ غصے کی شدت سے قندھاری انار کی طرح سرخ ہو گیا تھا اور اس کے ساتھ ہی اس نے ایک جھٹکے سے رسیور کریڈل پر پٹخ دیا۔

''نانسنس۔ مجھے احمق سمجھتے ہیں۔ جسے دیکھو منہ اٹھائے سازش کی پٹاری اٹھائے چلا آ رہا ہے۔ نانسنس''..... کرنل شاگل نے بڑبڑاتے ہوئے کہا۔ لہجے میں غصہ ابھی تک باقی تھا لیکن پھر ایک خیال کے آتے ہی وہ بے اختیار چونک پڑا۔

''اوہ۔ اوہ۔ اس نے ملٹری انٹیلی جنس کی سازش کہی تھی۔ کرنل وشنو کی اور کرنل وشنو تو شکل سے ہی سازشی لگتا ہے۔ اوہ۔ مجھے اس کی بات سننی چاہئے تھی۔ ویری بیڈ۔ یہ کیا ہو گیا۔ ویری بیڈ''۔ شاگل کی ذہنی رو یکلخت بدل گئی تھی۔ اس کے ساتھ ہی اس نے رسیور اٹھا لیا۔

''یس سر''..... دوسری طرف سے ایک مؤدبانہ آواز سنائی دی۔

کاشوما کی طرح اروبل میں بھی کافرستان سیکرٹ سروس کا باقاعدہ سنٹر موجود تھا اور شاگل اس وقت اس سنٹر میں موجود تھا۔

''کیا تم چیک کر سکتے ہو کہ ابھی جو فون کال مجھے ملی ہے وہ

کس نمبر سے کی گئی ہے اور کہاں سے کی گئی ہے“..... شاگل نے کہا۔

”یس سر۔ ہمارے پاس ہر کال کا باقاعدہ ریکارڈ ہوتا ہے“۔ دوسری طرف سے کہا گیا۔

”گڈ۔ پھر میری اس کیپٹن وجے سے بات کراؤ“..... شاگل نے خوش ہو کر کہا۔

”آپ کو جو کال کی گئی تھی وہ پبلک فون بوتھ سے کی گئی تھی جناب“..... چند لمحوں کی خاموشی کے بعد جواب دیا گیا تو شاگل کا چہرہ یکلخت غصے سے بگڑنے لگا۔

”ابھی تو تم بکواس کر رہے تھے کہ تمہارے پاس ہر کال کا ریکارڈ ہوتا ہے اور اب تم کہہ رہے ہو کہ فون پبلک فون بوتھ سے کیا گیا تھا“..... شاگل نے انتہائی غصیلے لہجے میں کہا۔

”یس سر۔ ایسا ہی ہوا ہے۔ یہی بات تو ہمارے ریکارڈ میں ہے کہ کال پبلک فون بوتھ سے کی گئی ہے۔ البتہ کیپٹن وجے کا ریکارڈ بھی شاید ہمارے پاس موجود ہے۔ آپ کیپٹن شرما سے معلوم کر لیں جناب“..... فون آپریٹر نے کہا تو شاگل بے اختیار اچھل پڑا۔

”اوہ۔ ویری گڈ۔ تم تو بے حد ذہین آدمی ہو۔ ویری گڈ۔ میری بات کراؤ کیپٹن شرما سے“..... شاگل نے خوش ہوتے ہوئے کہا۔

”یس سر“..... دوسری طرف سے کہا گیا۔

”ہیلو۔ کیپٹن شرما بول رہا ہوں سر“..... چند لمحوں بعد ایک اور

..دانہ آواز سنائی دی۔ کیپٹن شرما اروبل میں کافرستان سیکرٹ سروس ..نہ کا انچارج تھا۔

”کیپٹن شرما۔ کیا تم ملٹری انٹیلی جنس کے لئے اروبل میں کام ..نے والے کسی کیپٹن وجے سے واقف ہو“..... شاگل نے کہا۔

”یس سر۔ وہ ملٹری کمانڈوز دستے میں شامل ہے۔ اس کا مکمل ..یارڈ ہمارے پاس موجود ہے“..... کیپٹن شرما نے جواب دیتے ..وئے کہا۔

”گڈ۔ پھر تو تم بہت اچھے انچارج ہو۔ ویری گڈ۔ اس کیپٹن ..جے نے ابھی ایک پبلک فون بوتھ سے مجھے کال کی تھی۔ وہ مجھے ..ی انٹیلی جنس کی ہمارے خلاف کسی سازش کے بارے میں بتانا ..ہتا تھا لیکن میں سمجھا کہ ہمیں کسی نے بے وقوف بنانے کے لئے ..ل کی ہے۔ کیا تم اس سے رابطہ کر سکتے ہو“..... شاگل نے کہا۔

”یس سر“..... کیپٹن شرما نے جواب دیا۔

”تم اس سے رابطہ کرو اور اسے یہاں میرے پاس لے آؤ۔ مجھے اس سے تفصیلی بات کرنا ہو گی“..... شاگل نے کہا۔

”یس سر“..... کیپٹن شرما نے جواب دیا تو شاگل نے رسیور رکھ ..۔ اب اس کے چہرے پر قدرے اطمینان کے تاثرات تھے۔

”یہ سازش کیا ہو سکتی ہے اور وہ بھی ملٹری انٹیلی جنس کی طرف سے کافرستان سیکرٹ سروس کے خلاف۔ یہ کیا حماقت ہے۔ یہ کیسے ..ن ہے“..... شاگل نے بڑبڑانے کے انداز میں کہا اور پھر تقریباً

ڈیڑھ گھنٹے بعد فون کی گھنٹی بج اٹھی تو اس نے ہاتھ بڑھا کر رسیور اٹھا لیا۔

"یس"..... شاگل نے تیز لہجے میں کہا۔

"کیپٹن شرما بول رہا ہوں جناب۔ آپ کے حکم کے مطابق کیپٹن وجے ملاقات کے لئے یہاں پہنچ چکا ہے"..... کیپٹن شرما نے مؤدبانہ لہجے میں کہا۔

"بھجوا اسے میرے پاس اور تم خود بھی ساتھ آؤ۔ کیونکہ تم مجھ سے زیادہ اس علاقے کے بارے میں جانتے ہو"..... شاگل نے تیز اور تحکمانہ لہجے میں کہا اور اس کے ساتھ ہی اس نے رسیور رکھ دیا۔ تھوڑی دیر بعد دروازہ کھلا اور لمبے قد کا کیپٹن شرما اندر داخل ہوا۔ اس کے پیچھے ایک درمیانے قد کا آدمی اندر داخل ہوا۔ ان دونوں نے شاگل کو سلام کیا۔

"بیٹھو تم دونوں"..... شاگل نے غور سے کیپٹن وجے کی طرف دیکھتے ہوئے کہا اور وہ دونوں میز کی دوسری طرف کرسیوں پر بیٹھ گئے۔

"ہاں۔ اب بولو کہاں کی گئی ہے سازش"..... شاگل نے تیز لہجے میں کہا۔

"جناب۔ یہاں اروبل میں چونکہ کافرستان کی خفیہ ایٹمی تنصیبات موجود ہیں اس لئے ملٹری کمانڈوز کا ایک بڑا گروپ جس کا لیڈر کیپٹن گپتا ہے یہاں کئی سالوں سے موجود ہے۔ میں بھی اس

گروپ کا ممبر ہوں۔ ہمارے گروپ کا کام یہاں ایسے ایجنٹوں کو ٹریس کرنا ہے جو اس ایٹمی تنصیبات کے خلاف کام کر رہے ہوں"۔ کیپٹن وجے نے تفصیل بتاتے ہوئے کہا۔

"یہ تم کیا الف لیلیٰ کی کہانی لے کر بیٹھ گئے ہو۔ نانسنس۔ کیا میرے پاس فالتو وقت ہے کہ میں تمہاری طوطا مینا کی کہانی سنتا رہوں۔ سازش بتاؤ کیا ہو رہی ہے اور کون کر رہا ہے"..... شاگل سے برداشت نہ ہو سکا تو اس نے میز پر مکا مارتے ہوئے چیخ کر کہا۔

"جناب۔ جب تک آپ پورا پس منظر نہ سنیں گے آپ کو اس سازش کی سمجھ نہ آ سکے گی"..... کیپٹن وجے نے کہا اور شاگل ایک جھٹکے سے اٹھ کھڑا ہوا۔ اس کے چہرہ غصے سے بگڑ گیا تھا۔

"کیا۔ کیا تم مجھے۔ سیکرٹ سروس کے چیف شاگل کو کہہ رہے ہو کہ مجھے سمجھ نہ آ سکے گی۔ کیوں یہ تم کہہ رہے ہو"..... شاگل نے جیب سے سروس پسٹل نکالتے ہوئے کہا۔ اس کی آنکھوں سے شعلے نکل رہے تھے۔

"جناب۔ کیپٹن وجے کہہ رہا تھا کہ وہ سمجھا نہ سکے گا۔ ویسے اس کی یہ بات بھی غلط ہے۔ آپ تو وہ بات بھی سمجھ جاتے ہیں جو بڑے بڑے دانشور بھی نہیں سمجھ سکتے جناب"..... کیپٹن شرما جو شاگل کا کسی حد تک مزاج شناس تھا، نے فوراً بول کر معاملے کو ٹھنڈا کرنے کی کوشش کرتے ہوئے کہا۔

"یس سر۔ یس سر۔ میں یہی کہہ رہا ہوں"..... کیپٹن وجے نے

انتہائی بوکھلائے ہوئے لہجے میں کہا۔ اس کا رنگ زرد پڑ گیا تھا۔

''آئندہ محتاط رہنا ورنہ ایک سو ایک گولیاں مار دوں گا۔ سمجھے۔ اب بولو کیا سازش ہے۔ جلدی بولو۔ مختصر اور جلدی''...... شاگل نے سروس پسٹل واپس جیب میں ڈال کر کرسی پر بیٹھتے ہوئے کہا۔

''سر۔ پاکیشیا سیکرٹ سروس کا ایک آدمی یہاں کام کرتا ہے۔ ملٹری انٹیلی جنس اس سے جدید آلات کے تحت پاکیشیائی ایجنٹوں کے بارے معلومات حاصل کر کے اور انہیں ہلاک کر کے ان کی لاشیں صدر صاحب کے سامنے رکھنا چاہتی ہے تاکہ کافرستان سیکرٹ سروس کو نیچا دکھایا جا سکے''...... کیپٹن وجے نے کہا۔

''کیا۔ کیا کہہ رہے ہو۔ کافرستان سیکرٹ سروس کو نیچا۔ کس میں یہ جرأت ہے بولو''...... شاگل ایک بار پھر ہتھے سے اکھڑ گیا تھا۔

''ملٹری انٹیلی جنس کے چیف کرنل وشنو سر''...... کیپٹن وجے نے جلدی سے جواب دیا تو شاگل اس طرح کیپٹن وجے کو دیکھنے لگا جیسے وہ زندگی میں پہلی بار کسی انسان کو دیکھ رہا ہو۔

''یہ تم کیا کہہ رہے ہو۔ تفصیل بتاؤ تفصیل نانسنس۔ اس طرح مختصر بات کرتے ہو جیسے پہیلیاں بجھوا رہے ہو نانسنس۔ تمہیں پتہ ہے کہ تم کس کے سامنے بیٹھے ہو۔ تفصیل سے بات کرو۔ کیا کرنل وشنو خود یہاں پہاڑیوں میں گھومتا پھر رہا ہے نانسنس''...... شاگل نے تیز تیز لہجے میں کہا تو کیپٹن وجے نے اس طرح سانس لیا جیسے وہ سمجھ گیا ہو کہ شاگل کو فون کر کے اس نے آ بیل مجھے مار والا کام

کیا ہے۔

''جناب۔ ملٹری انٹیلی جنس کا گروپ لیڈر کیپٹن گپتا، کرنل وشنو سے ملا اور اس نے انہیں بتایا کہ یہاں ایک کلب ہے جس کا نام گولڈن سٹک کلب ہے۔ اس کلب کا اسسٹنٹ منیجر مادھو لال پاکیشیائی ایجنٹ ہے۔ اگر جدید ترین آلات کی مدد سے اس کی چیکنگ کی جائے تو پاکیشیائی ایجنٹوں کو ٹریس کیا جا سکتا ہے کیونکہ وہ لازماً اس سے ملیں گے۔ اس طرح وہ کافرستان سیکرٹ سروس سے پہلے کریڈٹ خود لے لیں گے۔ کرنل وشنو نے اس کی بات مان لی اور کیپٹن گپتا اور اس کے چار دیگر ساتھیوں کو فوراً کمانڈوز سیکشن سے ملٹری انٹیلی جنس میں ٹرانسفر کر لیا اور اب یہ لوگ مادھو لال کی نگرانی کر رہے ہیں اور کسی بھی وقت وہ پاکیشیائی ایجنٹوں کو ٹریس کر کے ہلاک کر دیں گے اور کریڈٹ خود لے لیں گے''...... کیپٹن وجے نے ایک بار پھر جلدی جلدی تفصیل بتاتے ہوئے کہا۔

''اوہ۔ اس آدمی کو تو فوری گرفتار کر لینا چاہئے''...... شاگل نے تیز لہجے میں کہا۔

''جناب۔ اس طرح تو پاکیشیائی ایجنٹ اس سے نہ مل سکیں گے بلکہ وہ غائب ہو جائیں گے''...... کیپٹن وجے نے کہا تو شاگل کے چہرے کے اعصاب ایک بار پھر غصے کی شدت سے تھرتھرانے لگے۔ اس کی آنکھوں سے ایک بار پھر شعلے نکلنے لگے۔

''تم مجھے احمق سمجھتے ہو۔ نانسنس۔ تمہارا خیال ہے کہ کافرستان

سیکرٹ سروس کا چیف احمق ہے اور تم زیادہ عقلمند ہو۔ بولو۔ تم یہی سمجھتے ہو۔ بولو''..... شاگل نے میز پر مکا مارتے ہوئے پھٹ پڑنے والے لہجے میں کہا۔

''سر۔ سر۔ کیپٹن وجے کا مطلب تھا کہ ہمیں ملٹری انٹیلی جنس کی سازش کو ناکام بنا کر خود کریڈٹ لینا چاہئے''..... کیپٹن شرما نے ایک بار پھر بات کو سنبھالنے کی کوشش کرتے ہوئے کہا۔

''اوہ ہاں۔ یہ واقعی اچھی بات ہے۔ ہمیں کریڈٹ لینا ہے لیکن کس طرح''..... شاگل نے یکلخت نرم پڑتے ہوئے کہا اور کیپٹن وجے حیرت سے شاگل کو دیکھنے لگا۔ اسے شاید پہلی بار شاگل جیسی شخصیت سے واسطہ پڑا تھا جس کا موڈ لمحہ بہ لمحہ بدلتا رہتا تھا۔

''جناب۔ اگر ہم اس مادھو لال کی نگرانی کرائیں اور ساتھ ہی کیپٹن گپتا کے آدمیوں کی بھی جنہیں میں جانتا ہوں تو ہم ان سے پہلے ان پاکیشیائی ایجنٹوں تک پہنچ سکتے ہیں اور اس طرح ان کی سازش ناکام ہو جائے گی اور کریڈٹ آپ کو مل جائے گا''۔ کیپٹن وجے نے ڈرتے لہجے میں کہا۔

''اوہ ہاں۔ واقعی کریڈٹ مجھے مل سکتا ہے۔ ٹھیک ہے۔ بولو تمہیں اس کا کیا انعام دیا جائے۔ بولو''..... شاگل نے خوش ہوتے ہوئے کہا۔

''جناب آپ فیاض ہیں۔ بڑے دل کے مالک ہیں۔ میں تو آپ کا ادنیٰ خادم ہوں۔ آپ کی مسکراہٹ ہی میرے لئے اعزاز

ہے''..... کیپٹن وجے نے انتہائی خوشامدانہ لہجے میں کہا۔ شاید اسے سمجھ آ گئی تھی کہ شاگل کو صرف خوشامد سے راضی کیا جا سکتا ہے اور اس کا آئیڈیا اس وقت درست ثابت ہوا جب شاگل کا چہرہ اس کی بات سن کر پھول کی طرح کھل اٹھا تھا اور اس کا پھولا ہوا سینہ مزید دو انچ تک پھول گیا تھا۔

''گڈ۔ تمہیں نہ صرف سیکرٹ سروس میں بڑا عہدہ دیا جائے گا بلکہ تمہیں تمہارے تصور سے بھی بڑا اور بھاری نقد انعام بھی دیا جائے گا۔ بس مجھے ان شیطانوں کی لاشیں چاہئیں''..... شاگل نے کہا۔

''تھینک یو سر۔ آپ واقعی قدرشناس ہیں۔ آپ فکر نہ کریں۔ جیسے ہی یہ پاکیشیائی ایجنٹ یہاں اروبل میں داخل ہوں گے ہم انہیں ختم کر دیں گے''..... کیپٹن وجے نے خوش ہوتے ہوئے کہا۔

''ٹھیک ہے۔ تم اب جا سکتے ہو اور سنو۔ ابھی تمہیں کیپٹن شرما کے ساتھ ہی کام کرنا پڑے گا۔ جاؤ اور ان ایجنٹوں کا خاتمہ کر دو۔ جاؤ''..... شاگل نے کہا تو کیپٹن وجے اٹھا اور سلام کر کے دروازے کی طرف مڑ گیا۔ اس کے ساتھ ہی کیپٹن شرما نے بھی اٹھ کر سلام کیا اور وہ بھی کیپٹن وجے کے پیچھے کمرے سے باہر چلا گیا اور شاگل کے چہرے پر اطمینان کے تاثرات پھیلتے چلے گئے۔ اسے یقین تھا کہ کیپٹن وجے اور کیپٹن شرما دونوں مل کر ان ایجنٹوں کا خاتمہ کر دیں گے۔

اروبل کی ایک رہائشی کوٹھی کے ایک کمرے میں جسے آفس کے انداز میں سجایا گیا تھا، کیپٹن گپتا کرسی پر بیٹھا شراب پینے میں مصروف تھا۔ اسے چیف آف ملٹری انٹیلی جنس کرنل وشنو نے فوری طور پر اس کے چار ساتھیوں سمیت فوج کے کمانڈوز سیکشن سے ملٹری انٹیلی جنس میں تبدیل کرا لیا تھا اور ان کا ہیڈکوارٹر اروبل میں قائم کیا گیا تھا۔ کیپٹن گپتا نے یہاں پہنچ کر سب سے پہلے اپنے ساتھ آنے والے چار ساتھیوں میں سے دو کی ڈیوٹی گولڈن سٹک کلب کے مینجر مادھو لال کی نگرانی پر لگا دی تھی جبکہ دو آدمی بس اڈوں پر ڈیوٹی دے رہے تھے کیونکہ اس کے خیال کے مطابق پاکیشیائی ایجنٹ کسی بھی لمحے کاشوما سے اروبل پہنچ سکتے ہیں اور ظاہر ہے وہ کسی بھی میک اپ میں ہوں بہرحال بس کے ذریعے ہی یہاں پہنچیں گے کیونکہ یہاں ایئر پورٹ موجود ہی نہ تھا اس لئے کیپٹن

پتا اپنے اس آفس میں بیٹھا اپنے ساتھیوں کی طرف سے کسی کال ے انتظار میں شراب پی رہا تھا۔ اسے سو فیصد یقین تھا کہ اس کے تھی ان پاکیشیائی ایجنٹوں کو نہ صرف ٹریس کر لیں گے بلکہ انہیں ب کر کے وہ کرنل وشنو کے سامنے سرخرو ہو جائیں گے اور فرستان کے صدر بھی انہیں بہترین اعزاز سے نوازیں گے کیونکہ ے معلوم تھا کہ عمران اور اس کے ساتھیوں کی کیا اہمیت ہے۔ اس ے ساتھ ساتھ ماضی میں اپنے ساتھ عمران کے ڈاج کا انتقام بھی بھرپور طریقے سے لے سکے گا اس لئے اس نے فیصلہ کیا تھا کہ عمران کو نہ صرف خود اپنے ہاتھوں سے ہلاک کرے گا بلکہ اسے پہلے یاد دلائے گا کہ ماضی میں اس نے کس طرح اس کے ساتھ ڈاج کیا تھا اور اسے استعمال کر کے اپنا مشن مکمل کر لیا تھا۔ وہ اس نتظار میں بیٹھا تھا کہ میز پر پڑے ہوئے فون کی گھنٹی بج اٹھی تو اس نے ہاتھ بڑھا کر رسیور اٹھا لیا۔

''یس۔ کیپٹن گپتا بول رہا ہوں''۔۔۔۔۔ کیپٹن گپتا نے رسیور کان سے لگاتے ہی تحکمانہ لہجے میں کہا۔

''منگل سنگھ بول رہا ہوں باس''۔۔۔۔۔ دوسری طرف سے اس کے ساتھی منگل سنگھ کی آواز سنائی دی۔

''یس۔ کوئی رپورٹ''۔۔۔۔۔ کیپٹن گپتا نے چونک کر کہا۔

''جناب۔ ایک ایکریمین سیاح نے آج مادھو لال سے ملاقات کی ہے۔ اس کے علاوہ تو کوئی اجنبی آدمی اس سے نہیں ملا''۔

دوسری طرف سے کہا گیا۔

''کون ہے یہ ایکریمین سیاح۔ کیا تفصیل ہے اس کے بارے میں'' ..... کیپٹن گپتا نے پوچھا۔

''جناب۔ یہ ایک عورت اور چار مردوں پر مشتمل ایکریمین سیاحوں کا گروپ ہے جو ایک سیاحتی کمپنی کی جیپ میں اروبل پہنچے ہیں۔ فرسٹ چیک پوسٹ پر ان کے کاغذات چیک کئے گئے ہیں کاغذات درست ہیں۔ عورت اور چاروں ایکریمین مردوں نے کلب کے ہال میں بیٹھ کر کھانا کھایا اور پھر ایک ایکریمین مرد اٹھ کر مادھو لال کے آفس میں چلا گیا۔ وہاں وہ پون گھنٹے تک رہا۔ وہاں سے نکل کر وہ اپنی جیپ میں سوار ہو کر سپرنگ روڈ کی ایک کوٹھی میں پہنچ گئے اور ابھی تک وہیں موجود ہیں'' ..... منگل سنگھ نے تفصیل بتاتے ہوئے کہا۔

''آفس میں ان دونوں کے درمیان کیا گفتگو ہوئی'' ..... کیپٹن گپتا نے کہا۔

''جناب۔ اس ایکریمین نے ایسی الٹی سیدھی باتیں کیں کہ مادھو لال بھی حیران رہ گیا۔ یہ آدمی کبھی سنجیدہ ہو جاتا اور کبھی مزاحیہ اور الٹی سیدھی باتیں شروع کر دیتا تھا۔ یہ کوٹھی البتہ مادھو لال نے ہی انہیں دی ہے اور جناب۔ ان دونوں کی گفتگو میں کسی ریڈ بینڈ کا بھی ذکر آیا تھا'' ..... منگل سنگھ نے جواب دیا تو کیپٹن گپتا کی آنکھوں میں یکلخت تیز چمک ابھر آئی تھی کیونکہ وہ ذاتی طور پر جانتا تھا کہ پاکیشائی ایجنٹ عمران اپنی مزاحیہ باتوں اور حرکتوں کی

وجہ سے پہچانا جاتا ہے اور کہا جاتا ہے کہ وہ زیادہ دیر سنجیدہ رہ ہی نہیں سکتا۔ چنانچہ وہ فوراً سمجھ گیا کہ مادھو لال سے ملنے والا ایکریمین پاکیشائی ایجنٹ عمران ہی ہو گا۔

''کون سی کوٹھی ہے ان کی۔ جلدی بتاؤ'' ..... کیپٹن گپتا نے تیز لہجے میں کہا۔

''جناب۔ تھرٹی ون سپرنگ روڈ'' ..... منگل سنگھ نے جواب دیتے ہوئے کہا۔

''تم فوراً وہاں پہنچو۔ یہی ایکریمین ہی ہمارا ٹارگٹ ہیں لیکن خیال رکھنا۔ تم نے سامنے نہیں آنا۔ میں باقی ساتھیوں کو کال کر کے وہاں پہنچنے کا کہتا ہوں۔ میں خود بھی وہاں پہنچ جاؤں گا اور پھر اس کوٹھی پر ریڈ کیا جائے گا'' ..... کیپٹن گپتا نے کہا۔

''یس سر'' ..... منگل سنگھ نے جواب دیا تو کیپٹن گپتا نے رسیور رکھا اور پھر میز کی دراز کھول کر اس نے ایک ٹرانسمیٹر نکالا۔ اس پر ایک فریکوئنسی ایڈجسٹ کی اور پھر اس کا بٹن پریس کر دیا۔

''ہیلو۔ ہیلو۔ کیپٹن گپتا کالنگ۔ اوور'' ..... کیپٹن گپتا نے بار بار کال دیتے ہوئے کہا۔

''یس باس۔ مودا رام اٹنڈنگ یو۔ اوور'' ..... تھوڑی دیر بعد ایک مردانہ آواز سنائی دی۔

''تمہارے ساتھ رابندر سنگھ ہے یا نہیں۔ اوور'' ..... کیپٹن گپتا نے کہا۔

''یس باس۔ میں اور رابندر دونوں یہاں بس اڈے پر موجود ہیں۔ اوور'' دوسری طرف سے کہا گیا۔

''پاکیشیائی ایجنٹوں کو ٹریس کر لیا گیا ہے۔ وہ اس وقت ایکریمینز کے روپ میں سپرنگ روڈ کی کوٹھی نمبر تھرٹی ون میں موجود ہیں۔ تم دونوں فوراً وہاں پہنچو۔ منگل سنگھ بھی وہاں پہنچ رہا ہے اور میں دیال کو بھی کال کر رہا ہوں اور پھر میں خود بھی وہاں پہنچ رہا ہوں۔ اوور'' ...... کیپٹن گپتا نے کہا۔

''یس سر۔ اوور'' ...... دوسری طرف سے کہا گیا۔

''وہاں۔ تم نے اس وقت تک سامنے نہیں آنا جب تک میں تمہیں حکم نہ دوں۔ اوور اینڈ آل'' ...... کیپٹن گپتا نے کہا اور پھر بٹن آف کر کے اس نے ایک نئی فریکونسی ایڈجسٹ کی اور پھر بٹن آن کر دیا۔

''ہیلو۔ ہیلو۔ کیپٹن گپتا کالنگ۔ اوور'' ...... کیپٹن گپتا نے بار بار کال دیتے ہوئے کہا۔

''یس باس۔ دیال اٹنڈنگ یو۔ اوور'' ...... چند لمحوں بعد ایک مردانہ آواز سنائی دی۔

''دیال تم کہاں موجود ہو اس وقت۔ اوور'' ...... کیپٹن گپتا نے کہا۔

''جناب۔ میں گولڈن سٹک کلب کے عقب میں ہوں کیونکہ اس کلب کا خفیہ راستہ ادھر سے ہے۔ اوور'' ...... دیال نے جواب دیتے

ے کہا۔

''تم سپرنگ روڈ کی کوٹھی نمبر تھرٹی ون پر پہنچو۔ لیکن تم نے اس
ت تک سامنے نہیں آنا جب تک میں تمہیں مخصوص اشارے سے
ں نہ کروں۔ اوور'' ...... کیپٹن گپتا نے کہا۔

''یس سر۔ اوور'' ...... دوسری طرف سے کہا گیا تو کیپٹن گپتا نے
ور اینڈ آل کہہ کر ٹرانسمیٹر آف کیا اور پھر اسے واپس دراز میں
ھ دیا۔ پھر اٹھ کر وہ تیز تیز قدم اٹھاتا ہوا بیرونی دروازے کی
رف بڑھتا چلا گیا۔ تھوڑی دیر بعد اس کی جیپ پہاڑی سڑک پر
ڑی تیز رفتاری سے دوڑتی ہوئی سپرنگ روڈ کی طرف بڑھی چلی
جا رہی تھی اور پھر تقریباً آدھے گھنٹے کی ڈرائیونگ کے بعد وہ سپرنگ
روڈ پر پہنچ گیا۔ اس نے سب سے پہلے تو تھرٹی ون نمبر کی رہائش
گاہ کو تلاش کیا اور جب اس نے اسے چیک کر لیا تو اس نے جیپ
و وہاں سے کچھ دور ایک کھلی جگہ پر روک دیا۔ اسے معلوم تھا کہ
س کے چاروں ساتھی دیال، منگل سنگھ، رابندر سنگھ اور مودا رام
یہاں پہنچ چکے ہیں۔ اس نے جیپ سے اتر کر اس کی سائیڈ سیٹ
اٹھائی اور سیٹ کے نیچے بنے ہوئے باکس میں سے اس نے انتہائی
زود اثر بے ہوش کر دینے والی گیس کے کیپسول فائر کرنے والا پسٹل
نکال کر اس کا میگزین چیک کیا اور اسے جیب میں ڈال کر اس نے
سیٹ بند کی اور آگے بڑھ کر اس نے اپنے دونوں ہاتھ اٹھا کر سر پر
اس انداز میں رکھ کر جھٹکے جیسے وہ تھک جانے کی وجہ سے ایسا کر رہا

ہو لیکن یہ اس کے ساتھیوں کے لئے مخصوص اشارہ تھا اور پھر واقعی
تھوڑی دیر بعد باری باری اس کے چاروں ساتھی اس کے پاس پہنچ
گئے۔

''منگل سنگھ۔ یہ بے ہوش کر دینے والی گیس کا پسٹل لو اور
سائیڈ سے اندر جا کر کیپسول فائر کر دو''...... کیپٹن گپتا نے لمبے قد
اور ورزشی جسم کے آدمی سے مخاطب ہو کر کہا اور اس کے ساتھ ہی
اس نے جیب سے گیس پسٹل نکال کر منگل سنگھ کے حوالے کر دیا۔

''یس باس''...... منگل سنگھ نے کہا اور پسٹل کو جیب میں ڈال
کر وہ تیز تیز قدم اٹھاتا ہوا کوٹھی کی طرف بڑھ گیا۔ تھوڑی دیر بعد
وہ سائیڈ گلی میں داخل ہو کر ان کی نظروں سے غائب ہو گیا۔

''ہمیں اندر کود کر فرنٹ کی طرف سے ہی جانا ہو گا۔ عقبی طرف
تو کوٹھی ہے''...... رابندر سنگھ نے کہا۔ وہ دبلا پتلا لیکن پھرتیلے جسم کا
آدمی تھا۔

''سامنے سے تو مسئلہ بن جائے گا۔ سڑک پر کافی آمدورفت
ہے۔ سائیڈ سے ہی کوشش کرنا پڑے گی''...... کیپٹن گپتا نے ہونٹ
چباتے ہوئے کہا۔

''باس۔ میرا خیال ہے کہ سائیڈ سے اندر جانا ناممکن ہے کیونکہ
یہ پہاڑی علاقہ ہے اور سائیڈوں پر ڈھلوانیں ہیں''...... دیال نے
کہا۔

''دیکھو۔ پہلے منگل سنگھ تو واپس آئے''...... کیپٹن گپتا نے کہا

ور جب منگل سنگھ کو گئے ہوئے کچھ زیادہ ہی دیر ہو گئی تو کیپٹن گپتا
نے رابندر سنگھ کو اس کے بارے میں معلوم کرنے کا کہا لیکن ابھی
رابندر سنگھ آگے نہیں بڑھا تھا کہ انہوں نے تھرٹی ون کوٹھی کا چھوٹا
پھاٹک کھلتے دیکھا اور دوسرے لمحے وہ یہ دیکھ کر حیران رہ گئے کہ
چھوٹے پھاٹک میں سے منگل سنگھ باہر آ گیا تھا۔ وہ ہاتھ کے اشارے
سے انہیں بلا رہا تھا۔

''اوہ۔ منگل سنگھ کو اس لئے دیر لگ گئی تھی۔ بہرحال آؤ''۔
کیپٹن گپتا نے مسرت بھرے لہجے میں کہا اور پھر وہ سب کوٹھی کے
پھاٹک پر پہنچ گئے۔ چند لمحوں بعد وہ ایک کمرے میں پہنچے جو سٹنگ
روم کے انداز میں سجا ہوا تھا جہاں ایک عورت اور چار مرد کرسیوں
پر ڈھلکے ہوئے بے ہوش پڑے تھے۔

''یہاں رسیاں تلاش کرو اور انہیں رسیوں سے باندھ دو''۔ کیپٹن
گپتا نے بے ہوش افراد کو غور سے دیکھتے ہوئے کہا اور پھر ایک
آدمی کے سامنے رک گیا۔

''میرے خیال میں یہی عمران ہو سکتا ہے۔ اس کا قد و قامت
وہی ہے''...... کیپٹن گپتا نے کہا۔

''باس۔ صرف ایک رسی سٹور سے ملی ہے''...... اس لمبے دیال
نے اندر داخل ہوتے ہوئے کہا۔

''چلو۔ اس عمران کو باندھ دو۔ باقی یوں ہی بے ہوش پڑے
رہیں''...... کیپٹن گپتا نے کہا تو دیال سر ہلاتا ہوا آگے بڑھا۔

''باس۔ ان کو پہلے گولی نہ مار دی جائے''..... دیال نے عمران کو باندھتے ہوئے کہا۔

''میں چاہتا ہوں کہ عمران اپنے ساتھیوں کو اپنی آنکھوں سے مرتا دیکھے''..... کیپٹن گپتا نے کہا اور دیال نے اثبات میں سر ہلا دیا۔ چندلمحوں بعد جب دیال نے رسی باندھ لی تو کیپٹن گپتا آگے بڑھا اور اس نے باقاعدہ گانٹھ کو چیک کیا۔

''ٹھیک ہے۔ میں اس لئے گانٹھ چیک کر رہا تھا کہ اگر یہ واقعی عمران ہے تو یہ انتہائی خطرناک آدمی ہے''..... کیپٹن گپتا نے کہا اور دیال نے اثبات میں سر ہلا دیا۔

''تم باقی ساتھیوں کو کہہ دو کہ وہ ہرلحاظ سے چوکنا رہیں''۔ کیپٹن گپتا نے کہا تو دیال سر ہلاتا ہوا کمرے سے باہر چلا گیا جبکہ کیپٹن گپتا نے جیب سے ایک بوتل نکالی۔ یہ اینٹی گیس تھی اور کیپٹن گپتا نے گیس پسٹل کے ساتھ اسے بھی اٹھا کر جیب میں ڈال لیا تھا۔ اس نے بوتل کا ڈھکن ہٹایا اور بوتل کا دہانہ اس آدمی کی ناک سے لگا دیا جسے اس نے عمران قرار دے کر کرسی کے ساتھ رسی سے باندھا تھا۔ اس کے چہرے پر فتح کے تاثرات نمایاں تھے۔

کیپٹن وجے اور کیپٹن شرما ایک کمرے میں موجود تھے۔ یہ کمرہ ڈبل شہر میں کافرستان سیکرٹ سروس کے سنٹر کا تھا اور وہ دونوں ابھی کافرستان سیکرٹ سروس کے چیف شاگل سے مل کر واپس آئے تھے اور شاگل کے آفس سے باہر آ کر کیپٹن شرما نے اسے اس کمرے میں آنے اور مزید بات چیت کرنے کا کہا تو کیپٹن وجے، کیپٹن شرما کے پیچھے اس کمرے میں آ گیا تھا۔

''چیف صاحب تو گھڑی ماشہ اور گھڑی تولہ والے مزاج کے مالک ہیں۔ نجانے تم کیسے ان کے ساتھ کام کرتے ہو''..... کمرے میں کرسی پر بیٹھتے ہی کیپٹن وجے نے ایک طویل سانس لیتے ہوئے کہا تو کیپٹن شرما جو الماری میں سے شراب کی بوتل اور دو گلاس نکال کر پلٹ رہا تھا بے اختیار ہنس پڑا۔ اس نے بوتل اور گلاس میز پر رکھے اور پھر الماری بند کر کے وہ واپس اپنی کرسی پر بیٹھ گیا۔

"چیف کا مزاج ہی ایسا ہے۔ یہاں تو وہ بڑے طویل عرصے بعد آئے ہیں۔ البتہ مجھے کبھی کبھی ہیڈکوارٹر جانا پڑتا ہے۔ تم سے ملاقات کے آخر میں جو رویہ اپنایا ہے یہی بہترین ہے۔ بس ان کی خوشامد کرتے رہو۔ ان کی بات مت کاٹو اور کبھی ان سے معمولی سا اختلاف بھی نہ کرو۔ پھر وہ خوش ہیں اور یہ بھی بتا دوں کہ غصہ کرنے میں جتنے وہ تیز ہیں انعام دینے میں بھی اتنے ہی فیاض ہیں۔ اب جو کام تم نے اپنے ذمہ لیا ہے اگر تم اسے انجام دے دو تو تمہیں واقعی اتنا بڑا انعام ملے گا کہ تم سوچ بھی نہیں سکتے"۔ کیپٹن شرما نے بوتل کھول کر دونوں گلاسوں میں شراب ڈالتے ہوئے کہا۔

"یہ کام تو ہو جائے گا۔ بے فکر رہو"۔۔۔۔ کیپٹن وجے نے شراب کا گلاس اٹھا کر منہ سے لگاتے ہوئے کہا۔

"اس کام کو اتنا آسان مت سمجھو کیپٹن وجے۔ پاکیشیائی ایجنٹ دنیا کے خطرناک ترین ایجنٹ سمجھے جاتے ہیں۔ وہ اتنی آسانی سے تمہارا شکار نہ ہو سکیں گے اور نہ ہی کیپٹن گپتا کے"۔۔۔۔ کیپٹن شرما نے شراب کا بڑا سا گھونٹ لیتے ہوئے کہا۔

"مجھے ایک فون کرنا ہے یہاں سے۔ کر لوں"۔۔۔۔ کیپٹن وجے نے کہا۔

"ہاں کر لو۔ اس میں پوچھنے کی کیا بات ہے"۔۔۔۔ کیپٹن شرما نے کہا تو کیپٹن وجے نے رسیور اٹھایا اور تیزی سے نمبر پریس کرنے شروع کر دیئے۔

"یس۔ گولڈن سٹک کلب"۔۔۔۔ رابطہ قائم ہوتے ہی ایک نسوانی آواز سنائی دی۔

"کیپٹن وجے بول رہا ہوں۔ یہاں سپروائزر تیجا سنگھ ہو گا۔ اس سے میری بات کرا دیں"۔۔۔۔ کیپٹن وجے نے کہا۔

"ہولڈ کریں"۔۔۔۔ دوسری طرف سے کہا گیا۔

"ہیلو۔ تیجا سنگھ بول رہا ہوں"۔۔۔۔ تھوڑی دیر بعد ایک مردانہ آواز سنائی دی۔

"کیپٹن وجے بول رہا ہوں تیجا سنگھ۔ رامو کہاں ہے اس سے میری بات کراؤ"۔۔۔۔ کیپٹن وجے نے کہا۔

"رامو مجھ سے کہہ کر گیا ہے کہ وہ ایک اہم سراغ کے پیچھے جا رہا ہے۔ اس کے بعد ابھی تک اس کی واپسی نہیں ہوئی۔ دو گھنٹے ہو گئے ہیں"۔۔۔۔ تیجا سنگھ نے جواب دیتے ہوئے کہا۔

"اوہ۔ اچھا۔ میں اس سے ٹرانسمیٹر پر رابطہ کرتا ہوں"۔۔۔۔ کیپٹن وجے نے کہا اور رسیور رکھ دیا۔

"رامو تمہارا آدمی ہے"۔۔۔۔ کیپٹن شرما نے کہا۔

"ہاں۔ میں نے اس کی ڈیوٹی گولڈن سٹک کلب میں لگائی تھی۔ وہ کیپٹن گپتا کے چاروں آدمیوں کو بہت اچھی طرح جانتا ہے۔ وہ طویل عرصے تک ان کے ساتھ کام بھی کر چکا ہے اور بے حد ہوشیار اور ذہین آدمی ہے"۔۔۔۔ کیپٹن وجے نے کہا اور جیب سے ایک چھوٹا لیکن وسیع رینج کا ٹرانسمیٹر نکال کر اس پر فریکوئنسی

ایڈجسٹ کرنا شروع کر دیا۔

''ٹرانسمیٹر کال کیچ نہ ہو جائے''...... کیپٹن شرما نے کہا۔

''نہیں۔ یہ خصوصی ساخت کا ٹرانسمیٹر ہے''...... کیپٹن وجے نے جواب دیا اور پھر بٹن آن کر کے اس نے بار بار کال دینا شروع کر دیا۔

''یس۔ راموانڈنگ یو۔ اوور''...... کچھ دیر بعد ایک مردانہ آواز سنائی دی۔

''کہاں ہو تم رامو۔ تیجا سنگھ بتا رہا تھا کہ دو گھنٹوں سے غائب ہو۔ اوور''...... کیپٹن وجے نے کہا۔

''جناب۔ میں آپ کو ٹرانسمیٹر کال کرنے ہی والا تھا کہ آپ کی کال آ گئی۔ ایکریمین سیاحوں کا ایک گروپ یہاں گولڈن سٹک کلب میں آیا اور انہوں نے یہاں ہال میں بیٹھ کر کھانا کھایا اور پھر ان میں سے ایک آدمی اٹھ کر اسسٹنٹ میجر مادھو لال کے آفس میں چلا گیا۔ وہ کافی دیر تک وہاں رہا۔ پھر واپس آیا اور اپنے ساتھیوں سمیت ایک سیاحتی کمپنی کی جیپ میں سوار ہو کر چلا گیا۔ اس کے کافی دیر بعد کیپٹن گپتا کا خاص آدمی منگل سنگھ جو گولڈن سٹک کلب میں موجود تھا، نے ایک کال رسیو کی اور پھر وہ یہاں سے ایمرجنسی میں روانہ ہو گیا۔ مجھے اس پر شک پڑا تو میں اس کا تعاقب کرنے لگا۔ وہ سپرنگ روڈ پر پہنچ کر رک گیا۔ اس کے بعد اس کے تین ساتھی بھی جو شہر میں کام کر رہے تھے وہ بھی یہاں پہنچ

گئے۔ پھر ایک جیپ میں کیپٹن گپتا بھی یہاں پہنچ گیا اور یہ چاروں مل گئے۔ میں ان کے قریب ہی ایک جھاڑی کی اوٹ میں چھپا ہوا تھا۔ ان کے درمیان ہونے والی گفتگو سے یہی پتہ چلا کہ ایکریمین سیاحوں کا ایک گروپ سپرنگ روڈ کی کوٹھی نمبر تھرٹی ون میں موجود ہے اور اس گروپ کو وہ پاکیشیائی ایجنٹ قرار دے رہے ہیں۔ پھر انہوں نے اس کوٹھی کے اندر بے ہوش کرنے والی گیس فائر کی۔ منگل سنگھ سائیڈ گلی سے دیوار پھاند کر اندر داخل ہوا اور پھر اس نے مین پھاٹک کی چھوٹی کھڑکی کھول دی تو کیپٹن گپتا اور اس کے چاروں ساتھی اندر چلے گئے اور ابھی تک وہیں ہیں۔ میں اس لئے خاموش رہا کہ اس کے بعد کیا ہوتا ہے۔ وہ دیکھ کر آپ کو کال کروں لیکن یہ لوگ ابھی تک نہ باہر آئے ہیں اور نہ ہی وہ ایکریمین گروپ باہر آیا ہے۔ اب میں سوچ رہا تھا کہ آپ کو کال کروں کہ آپ کی کال آ گئی۔ اوور''...... رامو نے پوری تفصیل بتاتے ہوئے کہا۔

''اوہ۔ اوہ۔ کیپٹن گپتا نے اگر اس ایکریمین گروپ کو مشکوک سمجھا ہے تو یہ لازماً مشکوک لوگ ہوں گے۔ تم وہیں رکو۔ میں خود آ رہا ہوں۔ اوور''...... کیپٹن وجے نے کہا۔

''میں کوٹھی کے سامنے ایک چھوٹے باغ کے گیٹ پر موجود ہوں۔ اوور''...... رامو نے کہا۔

''ٹھیک ہے۔ ہوشیار رہنا۔ اگر یہ لوگ نکل کر کہیں جائیں تو ان

کا تعاقب کرتا۔ اوور اینڈ آل''۔۔۔ کیپٹن وجے نے کہا اور ٹرانسمیٹر آف کر کے اس نے جیب میں رکھا اور اٹھ کر کھڑا ہو گیا۔ اس کے ساتھ ہی کیپٹن شرما بھی اٹھ کھڑا ہوا۔

''تمہارے اور آدمی کہاں ہیں۔ انہیں بھی ساتھ لے جاؤ''۔ کیپٹن شرما نے کہا۔

''دو آدمی میرے ساتھ ہیں باہر جیپ میں ہیں اور تیسرا رامو پہلے ہی وہاں موجود ہے۔ بہرحال آپ بھی آ جائیں''۔۔۔ کیپٹن وجے نے کہا اور تیزی سے مڑ گیا۔ تھوڑی دیر بعد ایک جیپ خاصی تیز رفتاری سے پہاڑی سڑک پر دوڑتی ہوئی آگے بڑھی چلی جا رہی تھی۔ ڈرائیونگ سیٹ پر کیپٹن وجے تھا۔ سائیڈ سیٹ پر کیپٹن شرما اور عقبی سیٹوں پر کیپٹن وجے کے دو آدمی بہاری لال اور کرشن لال بیٹھے ہوئے تھے اور کیپٹن وجے نے بتایا تھا کہ یہ دونوں سگے بھائی ہیں۔ دونوں ہی اپنے ڈیل ڈول اور قد وقامت سے فائٹر کلاس کے آدمی دکھائی دیتے تھے۔ تقریباً آدھے گھنٹے کی ڈرائیونگ کے بعد وہ سپرنگ روڈ پر پہنچ گئے اور پھر ایک سائیڈ پر بنی ہوئی پارکنگ میں انہوں نے جیسے ہی جیپ روکی۔ وہ سب نیچے اتر آئے۔ اسی لمحے ایک مضبوط جسم کا آدمی تیزی سے قدم بڑھاتا ہوا ان کی طرف آیا۔

''کیا رپورٹ ہے رامو''۔۔۔ کیپٹن وجے نے آنے والے کے سلام کا جواب دیتے ہوئے کہا۔

''اندر خاموشی طاری ہے باس۔ نہ کوئی باہر آیا ہے اور نہ ہی باہر سے اندر گیا ہے''۔۔۔ رامو نے جواب دیتے ہوئے کہا۔

''کوئی فائرنگ وغیرہ کی آواز تو نہیں سنائی دی''۔۔۔ کیپٹن شرما نے پوچھا۔

''نہیں جناب۔ کوئی آواز نہیں سنائی دی''۔۔۔ رامو نے جواب دیتے ہوئے کہا۔

''ہمیں بھی پہلے بے ہوش کر دینے والی گیس فائر کرنا ہو گی ورنہ اندر موجود کیپٹن گپتا کے آدمیوں کے ساتھ جنگ بھی چھڑ سکتی ہے''۔۔۔ کیپٹن وجے نے کہا تو کیپٹن شرما نے بھی اثبات میں سر ہلا دیا۔

''میرے پاس گیس پسٹل ہے باس۔ اگر آپ اجازت دیں تو میں گیس فائر کر دوں''۔۔۔ رامو نے کہا۔

''ہاں جاؤ۔ لیکن محتاط رہنا''۔۔۔ کیپٹن وجے نے کہا تو رامو اثبات میں سر ہلاتا ہوا مڑا اور پھر تیز تیز قدم اٹھاتا ہوا سامنے والی کوٹھی کی طرف بڑھ گیا۔ تھوڑی دیر بعد وہ کوٹھی کی سائیڈ گلی میں جا کر غائب ہو گیا۔ چند منٹ بعد وہ دوبارہ گلی کے سرے پر آیا اور اس نے ہاتھ ہلا کر اشارہ کیا کہ وہ اندر گیس فائر کر چکا ہے۔

''آئیں کیپٹن شرما''۔۔۔ کیپٹن وجے نے کہا اور کیپٹن شرما سر ہلاتا ہوا آگے بڑھ گیا۔ دونوں بھائی بہاری لال اور کرشن لال ان کے عقب میں تھے۔

عمران کی آنکھیں کھلیں تو اس نے بے اختیار اٹھنے کی کوشش کی لیکن دوسرے لمحے یہ محسوس کر کے اس کے ذہن میں دھماکہ سا ہوا کہ وہ حرکت کرنے سے معذور تھا اور اس کے ساتھ ہی اس کے ذہن میں بے ہوش ہونے سے پہلے کے مناظر گھوم گئے۔ جب وہ مادھو لال کی طرف سے دی گئی کوٹھی میں پہنچ کر سٹنگ روم میں بیٹھ کر باتیں کر رہے تھے کہ عمران نے جیب سے نقشہ نکال کر اسے دیکھنا شروع کیا ہی تھا کہ اچانک نامانوس سی بو اس کی ناک سے ٹکرائی اور وہ چونک پڑا۔ اس نے اپنے ساتھیوں کو بھی چونکتے دیکھا تھا اور پھر لاشعوری طور پر سانس روک لینے کے باوجود اس کا ذہن تاریکی میں ڈوبتا چلا گیا تھا۔

''تمہارا نام عمران ہے اور تم پاکیشیائی ایجنٹ ہو''..... عمران کے کانوں میں آواز پڑی تو اس نے چونک کر سامنے دیکھا۔ سامنے

کرسی پر ایک آدمی بیٹھا ہوا تھا۔ عمران نے دائیں بائیں نظریں گھمائیں تو اس کے سارے ساتھی کرسیوں پر بے ہوشی کے عالم میں پڑے دکھائی دے رہے تھے۔ یہ وہی کمرہ تھا جہاں وہ پہلے بیٹھے ہوئے تھے۔

''تم کون ہو۔ میرا نام مائیکل ہے اور میں ایکریمین سیاح ہوں اور یہ میرے ساتھی ہیں۔ یہ سب کیا ہو رہا ہے''..... عمران نے ایکریمین زبان اور لہجے میں بات کرتے ہوئے کہا۔

''تم نے گولڈن سٹک کلب کے اسسٹنٹ مینجر مادھو لال سے جو گفتگو کی ہے۔ وہ سب ہمارے پاس ٹیپ شدہ ہے اور ہمیں پہلے ہی معلوم تھا کہ مادھو لال یہاں اروبل میں پاکیشیائی ایجنٹ ہے اور یہ کوٹھی بھی اسی نے تمہیں دی ہے اور تم پاکیشیائی ایجنٹ کاشوما سے یہاں لانچنگ پیڈ کو تباہ کرنے آئے ہو''..... سامنے بیٹھے ہوئے آدمی نے بڑے اطمینان بھرے لہجے میں کہا۔

''پہلے تم اپنا تعارف تو کراؤ تاکہ مجھے بھی معلوم ہو کہ میں کس سے مخاطب ہوں''..... عمران نے اسے غور سے دیکھتے ہوئے کہا۔ گو اس کے لاشعور میں سامنے کرسی پر بیٹھے آدمی کا چہرہ موجود تھا لیکن وہ اسے پہچان نہ پا رہا تھا۔

''تمہیں شاید یاد نہ ہو لیکن مجھے سب کچھ یاد ہے۔ میرا نام گپتا ہے اور میں اس وقت ملٹری انٹیلی جنس میں کیپٹن ہوں۔ طویل عرصہ پہلے میں کرنل فریدی کی بلیک فورس میں تھا اور ایک کیس میں ہم

نے اکٹھے کام کیا تھا اور میں تمہارے ہاتھوں بے وقوف بن گیا تھا۔ تم نے مجھے بڑے شاطرانہ انداز میں استعمال کیا اور اپنا مشن مکمل کر کے واپس چلے گئے۔ کرنل فریدی عظیم دل کا مالک تھا اس نے مجھے معاف کر دیا لیکن میں نے تمہیں معاف نہیں کیا لیکن مجھے تم سے انتقام لینے کا موقع نہ مل سکا تھا۔ اب یہ موقع ملا ہے۔ تم اب دیکھ لو کہ تم میرے سامنے اس حالت میں موجود ہو۔ ابھی میں جیب سے مشین پسٹل نکالوں گا۔ اس طرح۔ دیکھو'' ..... کیپٹن گپتا نے مزے لے لے کر کہا اور پھر جیب سے مشین پسٹل نکال کر اس نے ہاتھ میں پکڑ لیا۔

''یہ سب غلط ہے'' ..... عمران نے کہا۔

''میں نے تمہیں صرف اس لئے ہوش دلایا ہے کہ تمہیں معلوم ہو سکے کہ تم کیپٹن گپتا کے ہاتھوں مارے جا رہے ہو۔ ورنہ شاید تمہیں ہوش میں لانے کی ضرورت ہی نہ تھی اور اب دیکھو۔ میں تمہارے سامنے تمہارے ساتھیوں کو گولیاں مار کر اسی بے ہوشی کے عالم میں ہی ہلاک کر دوں گا اور آخر میں تمہاری باری آئے گی''۔ کیپٹن گپتا نے ایک بار پھر مزے لے لے کر بات کرتے ہوئے کہا اور بات ختم ہوتے ہی اس نے ہاتھ میں پکڑے ہوئے مشین پسٹل کا رخ سائیڈ میں سب سے آخر میں موجود کیپٹن شکیل کی طرف کر دیا۔

''اب دیکھو اسے مرتے ہوئے'' ..... کیپٹن گپتا نے اس انداز

میں بات کی جیسے وہ کوئی بہت بڑا کارنامہ سرانجام دینے جا رہا ہو۔

''ایک منٹ۔ صرف ایک منٹ رک جاؤ۔ کیپٹن گپتا''۔ عمران نے کہا تو کیپٹن گپتا بے اختیار قہقہہ مار کر ہنس پڑا۔

''کب تک موت کو روکو گے۔ یہ تو اب تم سب کا مقدر بن چکی ہے'' ..... کیپٹن گپتا نے اس بار بڑے زہریلے لہجے میں کہا۔

''میں موت اور زندگی کی بات نہیں کر رہا۔ وہ تو اللہ تعالیٰ کے ہاتھ میں ہے۔ تمہارے یا میرے ہاتھ میں نہیں ہو سکتی۔ ہو سکتا ہے کہ اس وقت موت ہماری بجائے تمہارے تعاقب میں ہو۔ لیکن میں تم سے صرف یہ پوچھنا چاہتا ہوں کہ تمہارا اس سارے معاملے سے کیا تعلق ہے۔ کیا تم اروبل لانچنگ پیڈ کے سیکورٹی چیف ہو۔ کیا ہو تم'' ..... عمران نے کہا تو کیپٹن گپتا ایک بار پھر اونچی آواز میں کھلکھلا کر ہنس پڑا۔

''تم پاکیشیائی انتہائی احمق لوگ ہوتے ہو۔ جیسے تمہیں منظر نامہ دکھایا جائے تم اسے درست تسلیم کر لیتے ہو۔ بہرحال اب تمہاری موت کے بعد یہ سارا ڈرامہ خود بخود ختم ہو جائے گا اور سنو۔ اب کافی باتیں ہو گئی ہیں۔ باہر میرے ساتھی انتظار کر رہے ہوں گے اس لئے اب تم چھٹی کرو'' ..... کیپٹن گپتا نے یکلخت تیز لہجے میں کہا اور ایک جھٹکے سے اٹھ کھڑا ہوا لیکن اب عمران کو بھی مزید وقت نہیں چاہئے تھا کیونکہ پہلے تو وہ گانٹھ تلاش کرتا رہا تھا لیکن گانٹھ کسی ایسی جگہ باندھی گئی تھی جہاں تک عمران کی انگلیاں نہ پہنچ سکی تھیں لیکن

کیپٹن گپتا کا موڈ دیکھ کر عمران سمجھ گیا تھا کہ وہ جنونی مزاج کا آدمی
ہے اور ایسے آدمی کسی بھی وقت یکلخت فائرنگ کھول سکتے ہیں۔ اس
لئے اس نے گانٹھ تلاش کرنا موقوف کر کے انگلیوں میں موجود
بلیڈوں کو جھٹکا دے کر باہر نکالا اور پھرتی ہوئی رسی کو بلیڈ سے کاٹنا
شروع کر دیا۔ نائیلون کی رسی آسانی سے نہ کٹ سکتی تھی لیکن عمران
کی انگلیوں میں موجود بلیڈز نے کسی حد تک رسی کاٹ دی تھی لیکن
جیسے ہی کیپٹن گپتا ایک جھٹکے سے کھڑا ہوا عمران بول پڑا۔

''رک جاؤ''..... عمران نے اس کے عقب میں دروازے کی
طرف دیکھتے ہوئے یکلخت کہا تو کیپٹن گپتا اس کے اس سادہ سے
داؤ میں آ گیا اور عمران کی توقع کے عین مطابق اس نے تیزی سے
مڑ کر دروازے کی طرف دیکھا اور عمران کے لئے اتنا وقفہ کافی تھا۔
عمران اپنے جسم کو ایک زوردار جھٹکا دیتے ہوئے اٹھا اور کٹی ہوئی
رسی اس کی توقع کے مطابق زوردار جھٹکے سے ٹوٹ گئی اور کھل کر
نیچے گر گئی اور جب کیپٹن گپتا واپس عمران کی طرف مڑا تو عمران
رسیوں سے آزاد کھڑا تھا اور کیپٹن گپتا کو نفسیاتی طور پر عمران کو اس
حالت میں دیکھ کر جھٹکا سا لگا اور اس وقفے کی وجہ سے وہ مار کھا
گیا۔ عمران کسی بھوکے چیتے کی طرح اس پر جھپٹا تھا اور دوسرے
لمحے وہ اسے رگیدتا ہوا کرسی سمیت نیچے جا گرا اور عمران نے نیچے
گرتے ہی الٹی قلابازی کھائی اور ایک بار پھر اٹھ کر کھڑا ہو گیا لیکن
کیپٹن گپتا، عمران کے ہٹتے ہی یکلخت سائیڈ پر پلٹ کر گرا اور پھر

جیسے بند سپرنگ اچانک کھلتا ہے اس طرح کیپٹن گپتا کا جسم یکلخت
اور اس کے ساتھ ہی وہ کسی نیزے کی طرح سیدھا عمران کی
طرف آیا۔ یہ بالکل ویسے ہی تھا جیسے کھیل کے میدان میں نیزہ
کی جاتی ہے اور پوری قوت سے نیزے کو دور سے دور پھینکا
جاتا ہے۔ کیپٹن گپتا کا کسی نیزے کی طرح اکڑا ہوا جسم یکلخت
پوری قوت سے عمران کے سینے سے ٹکرایا اور عمران کے قدم جم نہ
سکے اور وہ اچھل کر پشت کے بل پیچھے فرش پر جا گرا۔ اسی لمحے
کیپٹن گپتا نے بالکل عمران کی طرح الٹی قلابازی کھائی اور عمران
کے سر کی طرف اٹھ کر کھڑا ہو گیا۔ اس کے ساتھ ہی عمران کا جسم
یکلخت ہوا میں اچھلا لیکن کیپٹن گپتا شاید اب مزید لڑنے کی بجائے
اپنے ساتھیوں کے پاس جانے کو ترجیح دینا چاہتا تھا اس لئے
اس کے جسم نے جیسے ہی حرکت کی وہ بجلی کی سی تیزی سے مڑا
اور اچھل کر بیرونی دروازے کی طرف بڑھا لیکن عمران کی دونوں
ٹانگیں فضا میں بلند ہو چکی تھیں اور کیپٹن گپتا مڑنے کی وجہ سے
پوری طور پر دور نہ ہو سکا تھا۔ اس نے گو اپنے طور پر مڑتے ہی
دروازے کی طرف جمپ لگانے کی کوشش کی تھی لیکن عمران کی
دونوں ٹانگیں اس کی گردن کے گرد پڑیں اور اس کے ساتھ ہی
کیپٹن گپتا چیختا ہوا فضا میں اٹھ کر ایک زوردار دھماکے سے عقبی
دیوار کے ساتھ پوری قوت سے اس طرح جا ٹکرایا جیسے کوئی میزائل
اپنے ٹارگٹ پر جا کر گرتا ہے۔ اس کے ساتھ ہی عمران تڑپ کر

سیدھا ہوا تو اس کے ہاتھ میں وہ مشین پسٹل موجود تھا جو کیپٹن گپتا
کے ہاتھ سے فرش پر گرا تھا اور کیپٹن گپتا کا سر عقبی دیوار سے اس
قدر قوت سے ٹکرایا تھا کہ وہ بالکل اس چھپکلی کی طرح گرا تھا جس
پر اچانک کوئی زہریلا مواد چھڑک دیا گیا ہو اور نیچے گر کر وہ معمولی
سا تڑپ بھی نہ سکا تھا۔ جس قوت سے عمران نے اسے اچھال کر
دیوار پر مارا تھا اس قوت کا اور اس کے نتیجے کا عمران کو بخوبی
احساس تھا اس لئے اس نے مڑ کر بھی اس طرف نہ دیکھا تھا جدھر
کیپٹن گپتا نیچے گرا تھا۔ بلکہ مشین پسٹل اٹھاتے ہی وہ بجلی کی سی
تیزی سے پنجوں کے بل دوڑتا ہوا دروازے کی سائیڈ میں دیوار کے
ساتھ پشت لگا کر کھڑا ہو گیا تھا۔ اسی لمحے دروازہ کھلا اور ایک لمبا
تڑنگا آدمی اندر داخل ہوا لیکن جیسے ہی اس نے اندر قدم رکھا، عمران
اس پر جھپٹا اور چند لمحوں بعد وہ آدمی اس کے بازوؤں میں ڈھیلا
پڑتا چلا گیا اور عمران نے اسے ایک سائیڈ پر لٹا دیا۔

''کیا ہوا منگل سنگھ۔ تم نے باس سے کوئی بات ہی نہیں کی''۔
اسی لمحے دروازے سے کچھ فاصلے پر ایک اور مردانہ آواز سنائی دی
لیکن ظاہر ہے اب عمران اسے کیا جواب دے سکتا تھا۔ اس کے
ہاتھ میں مشین پسٹل تھا لیکن چونکہ اسے یہ معلوم نہ تھا کہ باہر کتنے
افراد ہیں اور باہر کی صورت حال کیا ہے اس لئے وہ فائر بھی نہ کرنا
چاہتا تھا اور اسے یہ بھی خطرہ تھا کہ کیپٹن گپتا اور یہ دوسرا آدمی جسے
منگل سنگھ کے نام سے پکارا گیا تھا کسی بھی لمحے ہوش میں آ سکتے

تھے کیونکہ اس نے کیپٹن گپتا میں بھی قوت مدافعت خاصی پائی تھی
اور منگل سنگھ کا قدوقامت اور جسامت بتا رہی تھی کہ وہ بھی لڑنے
بھڑنے میں کسی سے کم نہیں ہے۔ بس عمران کے اچانک جھپٹ
پڑنے کی وجہ سے وہ قابو میں آ گیا تھا۔ چند لمحوں بعد دوڑتے
ہوئے قدموں کی آواز دروازے کی طرف آتی سنائی دی۔ منگل سنگھ
کا جسم دروازے سے ہٹ کر ایک طرف پڑا ہوا تھا۔ دروازہ بھی
اب کھلا ہوا تھا اور پھر دوسرے آدمی سے حماقت ہوئی کہ وہ بجائے
رک کر اور محتاط انداز میں اندر آنے سے پہلے اندر جھانک لیتا لیکن
شاید آنے والے کے ذہن میں خطرے کا کوئی تاثر سرے سے
موجود ہی نہ تھا اس لئے وہ تیزی سے اندر داخل ہوا لیکن اندر داخل
ہوتے ہی اس کی نظریں جیسے ہی فرش پر ٹیڑھے میڑھے انداز میں
پڑے ہوئے منگل سنگھ پر پڑیں تو وہ بے اختیار رک گیا لیکن اسی
لمحے عمران کا بازو بجلی کی سی تیزی سے گھوما اور اس کی کھڑی ہتھیلی کا
وار پوری قوت سے آنے والے کی گردن پر پڑا اور وہ آدمی چیخے
بغیر اچھل کر منہ کے بل فرش پر گرا اور پھر پہلو کے بل پلٹ کر
پیٹ کے بل گر گیا۔ اس کا سر ایک طرف کو ڈھلک گیا تھا۔ عمران
کے ایک ہی وار نے اس کی گردن توڑ دی تھی۔ اس کے ساتھ ہی
عمران تیزی سے باہر نکل گیا اور پھر ایک کمرے میں اسے کسی کے
اونچی آواز میں ہنسنے کی آواز سنائی دی تو وہ اس کمرے کے
دروازے کی طرف بڑھتا چلا گیا۔ دروازہ کھلا ہوا تھا۔ اس نے

آہستہ سے سائیڈ سے اندر جھانکا تو وہ یہ دیکھ کر حیران رہ گیا کہ
ایک میز کے گرد دو آدمی بیٹھے ہوئے تھے اور دونوں شراب کی ایک
ایک بوتل منہ سے لگائے ہوئے تھے جبکہ میز پر چار خالی بوتلیں بھی
پڑی ہوئی تھیں۔ ان دونوں کا انداز بتا رہا تھا کہ وہ نشے کی زیادتی
کی وجہ سے آؤٹ ہو رہے ہیں۔ عمران تیزی سے اندر داخل ہوا تو
ایک آدمی کی نظریں عمران پر پڑیں تو اس کی آنکھیں پھیلتی چلی
گئیں۔ اس نے تیزی سے اٹھنے کی کوشش کی لیکن زیادہ شراب پی
لینے کی وجہ سے وہ لڑکھڑا کر نیچے گرا تو اس کے سامنے بیٹھے ہوئے
آدمی نے بھی اٹھنے کی کوشش کی لیکن اس کا بھی پہلے والے آدمی
جیسا انجام ہوا۔ وہ بھی لڑکھڑا کر نیچے گرا ہی تھا کہ عمران بجلی کی سی
تیزی سے آگے بڑھا اور اس نے ہاتھ میں موجود مشین پسٹل کا
دہانہ اٹھنے کی کوشش کرتے ہوئے ایک آدمی کی گردن پر رکھ کر فائر
کر دیا اور وہ آدمی جھٹکا کھا کر واپس گرا تو عمران نے تیزی سے
اٹھنے والے دوسرے آدمی کے ساتھ بھی یہی سلوک کیا اور وہ بھی
براہ راست دل میں لگنے والی گولی کھا کر ایک جھٹکے سے نیچے گرا اور
ساکت ہو گیا تو عمران تیزی سے پلٹا اور پھر چند لمحوں بعد اس نے
پوری کوٹھی کو چیک کر لیا لیکن وہاں اور کوئی آدمی موجود نہ تھا۔ عمران
واپس مڑا اور اس کمرے میں آ گیا جہاں اس کے ساتھی بے ہوش
پڑے ہوئے تھے۔ جیسے ہی وہ کمرے میں داخل ہوا، وہ بے اختیار
چونک پڑا کیونکہ وہ آدمی جسے منگل سنگھ کے نام سے پکارا گیا تھا

کے جسم میں حرکت کے آثار نمودار ہو رہے تھے۔ عمران نے آگے
بڑھ کر مشین پسٹل کی نال اس کے سینے پر رکھی اور فائر کھول
دیا۔ اس کے بعد اس نے مشین پسٹل کو جیب میں رکھا اور آگے
بڑھ کر بے ہوش پڑے ہوئے کیپٹن گپتا کو اٹھا کر اس نے کرسی پر
ڈالا جس کرسی پر تھوڑی دیر پہلے وہ خود بندھا ہوا موجود تھا اور نیچے
پڑی ہوئی رسی اٹھا کر اس نے اسے کرسی کے ساتھ باندھ کر گانٹھ لگا
دی۔ پھر اس نے کیپٹن گپتا کی تلاشی لی تو اینٹی گیس کی بوتل اس کی
جیب میں موجود تھی۔ اس نے بوتل نکالی اور اس کا ڈھکن ہٹا کر اس
نے بوتل کا دہانہ باری باری اپنے ساتھیوں کی ناک سے لگا دیا۔
تھوڑی دیر بعد ایک ایک کر کے اس کے تمام ساتھی ہوش میں آ
گئے۔ عمران نے انہیں مختصر طور پر صورتحال بتائی تو وہ سب حیران
رہ گئے کہ ان کی بے ہوشی کے دوران عمران نے کس طرح پانچوں
افراد کے خلاف کارروائی کر ڈالی۔

''ان سب کے پاس اسلحہ ہے وہ لے لو اور باہر جا کر خیال
رکھو۔ کسی بھی وقت ان کے ساتھی آ سکتے ہیں۔ میں اس کیپٹن گپتا
سے بات کر لوں''...... عمران نے کہا۔

''کیا ضرورت ہے وقت ضائع کرنے کی۔ گولی مارو اور چلو
یہاں سے۔ ہم نے بہرحال اوربل لانچنگ پیڈ کو تباہ کرنا ہے''۔
تنویر نے منہ بناتے ہوئے کہا۔

''تنویر ٹھیک کہہ رہا ہے عمران صاحب۔ ہمیں ان معاملات میں

الجھنے کی بجائے ٹارگٹ کی طرف توجہ دینی چاہئے''۔۔۔ صفدر نے بھی تنویر کی تائید کرتے ہوئے کہا۔

''تم دونوں کی بات درست ہے لیکن اس نے مجھ سے باتیں کرتے ہوئے ایک ایسی بات کی طرف اشارہ کیا ہے جس کی گہرائی میں جانا ضروری ہے۔ اس نے جو اشارہ دیا ہے اس کے مطابق کافرستان حکومت ہمارے ساتھ ڈرامہ کر رہی ہے۔ ہم اس کے ٹریپ میں آ چکے ہیں''۔۔۔۔۔عمران نے کہا تو اس کے سارے ساتھی بے اختیار چونک پڑے۔

''آپ کا مطلب ہے کہ اصل ٹارگٹ اروبل لانچنگ پیڈ نہیں ہے''۔۔۔۔۔صفدر نے کہا۔

''ہاں۔ بظاہر یہی معلوم ہوتا ہے۔ اب تفصیل سے بات ہو گی تو پتہ چلے گا کہ حقیقت کیا ہے''۔۔۔۔ عمران نے آگے بڑھ کر کیپٹن گپتا کا ناک اور منہ دونوں ہاتھوں سے بند کر دیا۔ چند لمحوں بعد جب اس کے جسم میں حرکت کے تاثرات نمودار ہونے شروع ہو گئے تو اس نے ہاتھ ہٹائے اور سامنے والی کرسی پر بیٹھ گیا۔ چند لمحوں بعد کیپٹن گپتا نے آنکھیں کھولیں اور اس کے ساتھ ہی اس نے لاشعوری طور پر اٹھنے کی کوشش کی لیکن ناکامی کی صورت میں بے اختیار اس کے ہونٹ بھینچ گئے۔

''تم۔ تم اس طرح۔ کیا مطلب۔ یہ سب کیا ہے۔ تم تو بندھے ہوئے تھے اور میں نے خصوصی طور پر گانٹھ کو چیک کیا تھا''۔ کیپٹن

گپتا نے حیرت بھرے لہجے میں کہا لیکن چونکہ وہ تربیت یافتہ تھا اس لئے اس نے جلد ہی اپنے آپ کو سنبھال لیا تھا۔

''گانٹھ ابھی تک موجود ہے۔ میں نے رسی کاٹ دی تھی۔ بہرحال اسے چھوڑو اور اصل بات پر آؤ۔ تم بتا رہے تھے کہ ہمارے ساتھ کھیل کھیلا جا رہا ہے۔ اس کھیل کی کیا تفصیل ہے''۔۔۔ عمران نے خشک لہجے میں کہا۔

''کھیل۔ کون سا کھیل۔ مجھے تو نہیں معلوم اور سنو۔ تم مجھے چھوڑ دو۔ ہم تمہارے راستے میں نہیں آئیں گے''۔۔۔ کیپٹن گپتا نے کہا۔

''ہم سے تمہارا کیا مطلب''۔۔۔ عمران نے پوچھا۔

''میں اور میرے ساتھی''۔۔۔۔۔کیپٹن گپتا نے کہا۔

''تمہارے ساتھ چار آدمی تھے یا زیادہ ہیں''۔۔۔۔ عمران نے پوچھا۔

''تھے اور ہیں۔ کیا مطلب''۔۔۔ کیپٹن گپتا نے چونک کر کہا تو عمران بے اختیار مسکرا دیا۔

''میری پشت کے پیچھے تمہارے دو ساتھیوں کی لاشیں پڑی ہیں۔ ایک کا نام تو میں جانتا ہوں منگل سنگھ ہے لیکن دوسرے کا نام مجھے نہیں معلوم۔ اور ان دو کے علاوہ تمہارے دو ساتھی قریبی کمرے میں بے تحاشا شراب پینے میں مصروف تھے۔ انہیں بھی میں نے ہلاک کر دیا ہے۔ اس طرح اگر تمہارے ساتھی چار تھے تو وہ ختم ہو چکے ہیں''۔۔۔ عمران نے جواب دیتے ہوئے کہا۔

''ویری بیڈ۔ میرے تصور میں بھی نہ تھا کہ ایسا بھی ہو سکتا ہے ورنہ میں تمہیں ہوش میں ہی نہ لاتا''۔۔۔ کیپٹن گپتا نے کہا۔

''تمہیں افسوس کرنے کی ضرورت نہیں ہے۔ ان کاموں میں ایسا ہوتا رہتا ہے۔ اب آخری بار پوچھ رہا ہوں۔ تفصیل بتاؤ گے یا میں کوئی دوسرا حربہ اختیار کروں''۔۔۔ عمران نے کہا۔

''کون سی تفصیل۔ مجھے کچھ معلوم نہیں ہے''۔۔۔ کیپٹن گپتا نے قدرے سخت لہجے میں کہا تو عمران اٹھا اور اس نے جیب سے ایک تیز دھار خنجر نکالا۔ یہ خنجر اس کی کوٹ کی ایک مخصوص جیب میں ہروقت موجود رہتا تھا۔

''مار دو گے۔ مار دو۔ لیکن''۔۔۔ کیپٹن گپتا نے خنجر دیکھ کر کہا۔ لیکن اس سے پہلے کہ اس کا فقرہ مکمل ہوتا، عمران کا بازو گھوما اور کیپٹن گپتا کی ناک کا ایک نتھنا آدھے سے زیادہ کٹ گیا اور کمرہ اس کے حلق سے نکلنے والی چیخ سے گونج اٹھا۔ ابھی چیخ کی گونج ختم نہ ہوئی تھی کہ عمران کا بازو ایک بار پھر گھوما اور اس بار اس کی ناک کا دوسرا نتھنا بھی آدھے سے زیادہ کٹ گیا۔

''اب تم خود ہی سب کچھ بتا دو گے کیپٹن گپتا''۔۔۔ عمران نے سرد لہجے میں کہا۔ کیپٹن گپتا اب کراہ رہا تھا کہ عمران نے خنجر کا دستہ اس کی پیشانی پر ابھر آنے والی موٹی سی رگ پر مار دیا اور کمرہ کیپٹن گپتا کے حلق سے نکلنے والی اذیت ناک چیخ سے گونج اٹھا۔ کیپٹن گپتا کا پورا جسم لرزنے لگا تھا۔ اس کا چہرہ پسینے میں ڈوب گیا تھا

اور تقریباً مسخ بھی ہو گیا تھا کہ عمران نے دوسری ضرب اس کی پیشانی پر مار دی اور کیپٹن گپتا کا پسینے میں ڈوبا ہوا چہرہ یکلخت پتھرا سا گیا اور اس کی آنکھیں پھیل گئیں۔

''بولو۔ اصل معاملہ کیا ہے۔ ہمارے ساتھ کون سا کھیل کھیلا جا رہا ہے''۔۔۔ عمران نے سرد لہجے میں کہا تو کیپٹن گپتا نے جو کچھ بتایا اس سے عمران کو معلوم ہوا کہ کیپٹن گپتا کو ملٹری انٹیلی جنس کے چیف کرنل وشنو سے معلوم ہوا ہے کہ کرنل وشنو نے جورگان میں سیکورٹی چیف کرنل کمانڈر کے ساتھ ایک ٹرانسمیٹر کال کی جو فرضی تھی جس کا مقصد تھا کہ اگر پاکیشیائی ایجنٹ یہ کال کیچ کر لیں تو ان کے ذہنوں میں شک پیدا ہو جائے۔ پھر کرنل وشنو نے ہی کیپٹن گپتا کو بتایا کہ صدر کافرستان کو اس کال کی اطلاع مل گئی بلکہ اس کال کا ٹیپ ان تک پہنچ گیا اور انہوں نے کرنل وشنو کو ایوان صدر میں طلب کر کے پہلے تو اس کال پر ڈانٹ پلائی۔ پھر انہوں نے اس کی تعریف کی اور کیپٹن گپتا نے بتایا کہ کرنل وشنو کا کہنا ہے کہ صدر کا انداز بتا رہا تھا کہ وہ اس کال سے فائدہ اٹھانے اور پاکیشیائی ایجنٹوں کو دھوکہ دینے کے بارے میں سوچ رہے ہیں۔

''مزید اگر تم کچھ جانتے ہو تو بتاؤ''۔۔۔ عمران نے کہا۔

''نہیں۔ مجھے اس سے زیادہ کا علم نہیں ہے''۔۔۔ کیپٹن گپتا نے جواب دیا۔

''تمہارا اپنا خیال کیا ہے۔ تم نے کیوں اس پیرائے میں مجھ

سے بات کی تھی''۔۔۔۔ عمران نے کہا۔

''میرا خیال ہے بلکہ مجھے یقین ہے کہ یہ سب کچھ صدر صاحب کی طرف سے ٹریپ ہے جس میں پاکیشیائی ایجنٹ پھنس چکے ہیں''۔۔۔ کیپٹن گپتا نے جواب دیتے ہوئے کہا۔

''کرنل وشنو کا فون نمبر کیا ہے''۔۔۔ عمران نے پوچھا تو کیپٹن گپتا نے نمبر بتا دیا۔ عمران نے جیب سے مشین پسٹل نکالا اور کیپٹن گپتا کے سینے پر فائر کھول دیا۔ دل میں براہ راست گھس جانے والی گولیوں کی وجہ سے کیپٹن گپتا کی آنکھیں چند لمحوں میں ہی پتھرا گئیں تو عمران نے مشین پسٹل جیب میں ڈالا اور آگے بڑھ کر اس نے کیپٹن گپتا کی کرسی کے گرد بندھی ہوئی رسی کھولنا شروع کر دی۔ رسی کھول کر اس نے اس کا بنڈل بنایا اور اسے ایک کونے میں پھینک کر وہ کمرے سے باہر آ گیا۔ باہر جولیا اور صفدر موجود تھے جبکہ کیپٹن شکیل عقبی طرف تھا اور تنویر اوپر والی منزل پر چلا گیا تھا۔

''کیا ہوا عمران صاحب''۔۔۔ صفدر نے پوچھا تو عمران نے مختصر طور پر اسے تفصیل بتا دی۔

''اب کنفرمیشن کیسے ہو گی''۔۔۔۔ جولیا نے پوچھا۔

''میرا خیال ہے کہ اگر واقعی ہمیں ٹریپ کیا گیا ہے تو پھر کرنل وشنو کے گروپ کے ساتھ ساتھ شاگل کے گروپ بھی یہاں ہماری تلاش میں ہوں گے''۔۔۔ عمران نے کہا۔ اسی لمحے تنویر تیزی سے سیڑھیاں اتر کر نیچے آتا دکھائی دیا۔

''کیا ہوا تنویر''۔۔۔۔ عمران نے تنویر کا چہرہ دیکھتے ہی چونک کر کہا۔

''میرے خیال میں ہم پر دوسرا حملہ ہونے والا ہے۔ ایک جیپ سامنے ایک پارک کے پاس رکی ہے۔ اس میں سے چار افراد نیچے اترے ہیں جبکہ ایک آدمی وہاں پہلے سے موجود تھا۔ وہ آپس میں باتیں کرتے رہے اور ان میں سے ایک نے ہماری کوٹھی کی طرف اشارہ کیا اور ایک آدمی اب ہماری کوٹھی کی طرف بڑھ رہا ہے''۔ تنویر نے کہا۔

''اوہ''۔۔۔۔ ہو سکتا ہے کہ وہ یہاں دوبارہ بے ہوش کر دینے والی گیس فائر کریں۔ چلو ہمیں پھاٹک کے قریب رکنا چاہئے۔ آؤ''۔۔۔۔ عمران نے تیز لہجے میں کہا اور پھر وہ سب برآمدے کی سیڑھیاں اتر کر تیزی سے پھاٹک کی طرف بڑھتے چلے گئے۔ ابھی وہ پھاٹک کے قریب پہنچے ہی تھے کہ چٹاخ چٹاخ کی مخصوص آوازیں سنائی دیں۔

''سانس روک لو''۔۔۔۔ عمران نے کہا اور اس کے ساتھ ہی اس نے خود بھی سانس روک لیا۔ چونکہ وہ کھلی جگہ میں موجود تھے اور انہیں پہلے سے اندازہ تھا اس لئے وہ تو بے ہوش ہونے سے بچ گئے لیکن کیپٹن شکیل جو عقبی طرف تھا وہ یقیناً بے ہوش ہو چکا ہو گا۔ پھر تھوڑی دیر بعد عمران نے آہستہ سے سانس لیا تو اسے کوئی بو محسوس نہ ہوئی۔

''سانس لے لو''..... عمران نے آہستہ سے کہا اور اس کے ساتھیوں نے جو سانس روکے کھڑے تھے انہوں نے لمبے لمبے سانس لینا شروع کر دیئے۔ اسی لمحے پھاٹک کے قریب آتے ہوئے قدموں کی آوازیں سنائی دینے لگیں۔ عمران نے اپنے ساتھیوں کو مخصوص اشارہ کیا اور وہ سب تھوڑا سا آگے بڑھ کر پھاٹک کے ساتھ بنے ہوئے کمرے کی سائیڈ میں ہو گئے۔ البتہ عمران سائیڈ پر ہونے کے باوجود اپنے سر کو اس انداز میں رکھے ہوئے تھا کہ اسے پھاٹک کا چھوٹا حصہ نظر آ رہا تھا۔

''اب تک گیس کے اثرات تو ختم ہو چکے ہوں گے''..... عمران کے کانوں میں ایک ہلکی سی آواز پڑی۔

''لیس کیپٹن''..... ایک دوسری آواز سنائی دی اور پھر چھوٹا پھاٹک کھلنے کی آواز سنائی دی اور ایک آدمی نے سر اندر ڈال کر دیکھا۔ اس کا انداز جائزہ لینے والا تھا۔

''اندر سب اوکے ہے''..... وہی آواز سنائی دی جس نے لیس کیپٹن کہا تھا اور پھر ایک آدمی اندر داخل ہوا۔ اس کے پیچھے کے بعد دیگرے چار آدمی اندر داخل ہوئے۔ اس طرح ان کی کل تعداد پانچ تھی۔ ویسے تو تنویر نے بھی ان کی یہی تعداد بتائی تھی لیکن آخری آدمی نے اندر داخل ہو کر پھاٹک بند کر دیا اس لئے عمران سمجھ گیا تھا کہ حملہ آوروں کی تعداد پانچ ہی ہے۔

''مجھے محسوس ہو رہا ہے کہ کوٹھی میں کچھ افراد موجود ہیں کیپٹن

وجے''..... ایک آدمی نے ادھر ادھر دیکھتے ہوئے کہا۔

''ہاں لیکن بے ہوش پڑے ہوں گے اور ہم نے بس اتنا ہی کرنا ہے کہ اندر بے ہوش پڑے افراد کے جسموں میں گولیاں اتار دینی ہیں''..... دوسرے نے جواب دیا۔ اب وہ اطمینان سے چلتے ہوئے برآمدے کی طرف بڑھے چلے جا رہے تھے۔ اب ان کا محتاط انداز ختم ہو گیا تھا۔ عمران نے اپنے ساتھیوں کو اشارہ کیا اور پھر جیب سے مشین پسٹل نکال کر اس نے اس کا رخ ان پانچوں کی طرف کیا اور دوسرے لمحے فائرنگ کی آوازوں سے ماحول گونج اٹھا۔ اس کے ساتھ ہی وہ پانچوں چیختے ہوئے اچھل کر نیچے گرے اور تڑپنے لگے۔ عمران نے دوسرا راؤنڈ فائر کیا اور ان میں سے چار افراد تو یکلخت پھڑک کر ساکت ہو گئے جبکہ ایک جس کی ٹانگوں میں گولیاں لگی تھیں وہ بے اختیار اٹھنے کی کوشش کر رہا تھا۔ اس کے ہاتھ سے مشین پسٹل نکل کر دور جا گرا تھا۔

''یہاں پولیس نہ پہنچ جائے''..... جولیا نے کہا۔

''یہ لو اینٹی گیس۔ عقب میں کیپٹن شکیل بے ہوش پڑا ہوا ہو گا۔ اسے ہوش میں لے آؤ۔ میں نے ایک آدمی کو زخمی کیا ہوا ہے۔ اس سے پوچھ گچھ کرنا ہو گی''..... عمران نے جیب سے ایک بوتل نکال کر صفدر کی طرف بڑھاتے ہوئے کہا۔

''میں نے کہا ہے کہ فائرنگ کی آوازیں سن کر پولیس نہ آ جائے''۔ جولیا نے کہا۔

''تمہاری بات درست ہے۔ لیکن اس کوٹھی کے علاوہ ہمارے پاس فوری طور پر کوئی دوسری جگہ نہیں ہے اور یہ پانچوں افراد تربیت یافتہ تھے اس لئے اگر انہیں اچانک اور فوری گولیاں نہ ماری جاتیں تو یہ ہمارے لئے مسئلہ بن سکتے تھے اس لئے اگر پولیس آئی تو اس سے بھی نمٹ لیا جائے گا''...... عمران نے جواب دیتے ہوئے کہا اور جولیا نے اثبات میں سر ہلا دیا۔

''تم اس سے پوچھ گچھ کرو۔ میں اور جولیا یہاں پولیس کو سنبھال لیں گے''...... تنویر نے کہا تو عمران سر ہلاتا ہوا آگے بڑھ گیا۔ زخمی آدمی اس وقت تک بے ہوش ہو چکا تھا۔ عمران نے جھک کر اسے اٹھایا اور کاندھے پر اس انداز میں لادا کہ اس کے کپڑے خراب نہ ہوں اور پھر وہ اسے اٹھائے ہوئے اس کمرے میں آ گیا جہاں کیپٹن گپتا اور اس کے ساتھیوں کی لاشیں پڑی تھیں۔ اس نے اسے ایک کرسی پر ڈال کر ایک طرف پڑی ہوئی رسی کا بنڈل اٹھایا اور زخمی کو رسی سے باندھ دیا۔ زخمی کا خون تیزی سے بہہ رہا تھا لیکن یہاں چونکہ کوئی میڈیکل باکس موجود نہ تھا اس لئے عمران خون روکنے سے قاصر تھا اس لئے وہ سارا کام جلد از جلد نمٹا رہا تھا تاکہ اس کے مرنے سے قبل اس سے چند باتیں کر لے۔ رسی سے باندھنے کے بعد اس نے اس کا ناک اور منہ دونوں ہاتھوں سے بند کر دیا۔ چند لمحوں بعد جب اس کے جسم میں حرکت کے آثار نمودار ہونے شروع ہو گئے تو اس نے ہاتھ ہٹا دیئے اور

پھر جیب سے خنجر نکال لیا۔ چند لمحوں بعد جیسے ہی اس آدمی نے کراہتے ہوئے آنکھیں کھولیں تو عمران کا بازو گھوم گیا اور کمرہ ہلکی سی چیخ سے گونج اٹھا۔ عمران کا بازو دوبارہ گھوما اور ایک بار پھر کمرہ چیخ سے گونج اٹھا۔ اس آدمی کی حالت بے حد خراب تھی۔ عمران نے اس کی پیشانی پر خنجر کا دستہ مارا تو اس آدمی کی حالت مزید خراب ہوتی چلی گئی۔

''کیا نام ہے تمہارا''...... عمران نے سخت لہجے میں پوچھا۔

''کیپٹن۔ کیپٹن وجے۔ کیپٹن وجے''...... اس آدمی نے رک رک کر جواب دیتے ہوئے کہا۔

''کس کے ساتھ تمہارا تعلق ہے''...... عمران نے پوچھا۔

''کافرستان سیکرٹ سروس کے چیف شاگل کے ساتھ''...... کیپٹن وجے نے جواب دیا اور پھر عمران کے مسلسل اور پے در پے سوالوں کے جواب میں اپنی ہلاکت تک اس نے جو جواب دیئے اس سے عمران اس نتیجے پر پہنچ گیا کہ گولڈن سٹک کلب کے اسسٹنٹ مینجر مادھو لال کے بارے میں یہ لوگ پہلے سے جانتے تھے انہوں نے اس کی نگرانی کرتے ہوئے دونوں گروپ یہاں تک پہنچ گئے اور اس کے ساتھ ہی وہ سمجھ گیا کہ صدر کافرستان نے خصوصی ڈرامہ رچا کر انہیں جورگان سے یہاں اروبل جانے پر مجبور کر دیا ہے لیکن ابھی یہ بات کنفرم نہ ہو سکی تھی اور عمران بہرحال کنفرمیشن کئے بغیر کوئی حتمی فیصلہ نہ کر سکتا تھا۔ چنانچہ وہ کچھ سوچ کر اس کمرے میں

جہاں فون موجود تھا۔ اس نے رسیور اٹھایا اور پھر انکوائری سے دارالحکومت کا رابطہ نمبر معلوم کر کے اس نے تیزی سے نمبر پریس کرنے شروع کر دیئے۔

''یس۔ ناٹران بول رہا ہوں''۔۔۔ رابطہ ہوتے ہی کافرستان میں پاکیشیا سیکرٹ سروس کے فارن ایجنٹ ناٹران کی آواز سنائی دی۔

''کیا تمہارا فون محفوظ ہے اور سنو۔ میرا نام لینے کی ضرورت نہیں''۔۔۔ عمران نے اپنے اصل لہجے اور آواز میں کہا۔

''اوہ۔ آپ۔ ایک منٹ''۔۔۔ دوسری طرف سے چونک کر کہا گیا۔

''یس سر۔ اب فون محفوظ ہے''۔۔۔ چند لمحوں کی خاموشی کے بعد دوسری طرف سے کہا گیا۔

''کیا پریذیڈنٹ ہاؤس میں تمہارا کوئی ایسا آدمی ہے جو وہاں کے اس شعبے سے تعلق رکھتا ہو جو پریذیڈنٹ ہاؤس سے کی جانے والی اور سنی جانے والی فون کالز اور ٹرانسمیٹر کالز کا ریکارڈ رکھتا ہو''۔ عمران نے کہا۔

''یس سر۔ لیکن یہ ریکارڈ صرف ایک ہفتہ رکھا جاتا ہے۔ اس کے بعد واش کر دیا جاتا ہے''۔۔۔ ناٹران نے جواب دیتے ہوئے کہا۔

''ٹھیک ہے۔ میں تمہیں تفصیل بتا دیتا ہوں۔ تم وہاں سے

معلوم کر کے مجھے بتاؤ۔ یہ انتہائی اہم اور فوری معاملہ ہے''۔ عمران نے کہا اور پھر اس نے جورگان لانچنگ پیڈ اور اروبل لانچنگ پیڈ دونوں کے بارے میں بتاتے ہوئے اسے تفصیل سے سمجھا دیا کہ وہ کیا معلوم کرنا چاہتا ہے۔

''میں آپ کو کہاں کال کروں''۔۔۔ ناٹران نے کہا۔

''اروبل میں گولڈن سٹک کلب کے اسسٹنٹ مینجر مادھو لال کو میرا حوالہ دے کر صرف ان دونوں جگہوں میں سے ایک کے بارے میں بتا دینا۔ پھر میں خود تم سے رابطہ کر لوں گا۔ تمہیں معلوم تو ہو گا کہ مادھو لال تمہارا ہی آدمی ہے''۔۔۔ عمران نے کہا۔

''یس سر۔ اوکے''۔۔۔ ناٹران نے جواب دیا تو عمران نے رسیور رکھ دیا۔

ڈاکٹر مول چند اپنے آفس میں بیٹھا ایک فائل کے مطالعہ میں مصروف تھا کہ پاس پڑے ہوئے انٹرکام کی گھنٹی بج اٹھی تو انہوں نے چونک کر پہلے انٹرکام کی طرف دیکھا اور پھر ہاتھ بڑھا کر رسیور اٹھا لیا۔

''یس''...... ڈاکٹر مول چند نے کہا۔

''ڈاکٹر گوپال بول رہا ہوں سر''...... دوسری طرف سے ان کے نائب ڈاکٹر گوپال کی مخصوص آواز سنائی دی۔

''کیا ہوا جو آپ نے کال کی ہے۔ کوئی گڑبڑ''...... ڈاکٹر مول چند نے چونک کر پوچھا۔

''ڈاکٹر صاحب۔ اگر آپ نے مشن مکمل کرنا ہے تو ان فوجیوں سے ہماری جان چھڑوائیں ورنہ یہ مشن مکمل نہ ہو سکے گا''۔ دوسری طرف سے ڈاکٹر گوپال کی غصے سے بھری آواز سنائی دی۔

''اوہ۔ کیا ہوا۔ کیا ان لوگوں نے پھر مداخلت کی ہے''۔ ڈاکٹر مول چند نے ہونٹ چباتے ہوئے کہا۔

''اب تو معاملہ حد سے گزر چکا ہے ڈاکٹر۔ ان لوگوں نے شراب پی کر بڑی ہڑبونگ مچا رکھی ہے اور انتہائی حساس ایریا میں وہ اس طرح اچھل کود رہے ہیں جیسے یہاں حساس آلات کی بجائے جھاڑیاں اور درخت ہوں اور آپ کو معلوم ہے کہ جب سے یہ لوگ آئے ہیں ڈاکٹر کانتا اور ڈاکٹر ساوتری دونوں ہی ان کے ساتھ شامل ہو گئی ہیں''...... ڈاکٹر گوپال نے جواب دیتے ہوئے کہا۔

''میں خود ان سے تنگ آ چکا ہوں ڈاکٹر گوپال۔ لیکن انہیں صدر صاحب نے بھیجا ہے اور اگر میں انہیں کہوں تو وہ کبھی واپس نہیں جائیں گے۔ انہیں ہم سے زیادہ سیکورٹی کی فکر ہے''...... ڈاکٹر مول چند نے کہا۔

''سیکورٹی کی ہمیں ضرورت نہیں ہے ڈاکٹر۔ ہم یہاں ہر طرح سے محفوظ ہیں۔ اصل کام مشن کی تکمیل ہے''...... ڈاکٹر گوپال نے غصیلے لہجے میں کہا۔

''اوکے۔ میں کچھ کرتا ہوں''...... ڈاکٹر مول چند نے کہا اور رسیور رکھ دیا۔ وہ خود ان دس فوجیوں سے بے حد تنگ تھا۔ یہ لوگ چونکہ سارا دن فارغ رہتے تھے اس لئے وہ صرف اکتاہٹ دور کرنے کے لئے شراب پینے اور اچھلنے کودنے میں لگے رہتے تھے۔ یہاں کی فی میل ڈاکٹرز کو بھی انہوں نے اپنے ساتھ ملا لیا تھا لیکن

اب ڈاکٹر گوپال کا لہجہ بتا رہا تھا کہ وہ اب واقعی ان لوگوں سے تنگ آ چکا ہے۔ ڈاکٹر مول چند نے فون کا رسیور اٹھایا اور نمبر پریس کرنے لگا۔

''یس۔ ملٹری سیکرٹری ٹو پریذیڈنٹ''..... رابطہ ہوتے ہی ایک سخت سی آواز سنائی دی۔

''ڈاکٹر گیان چند بول رہا ہوں۔ صدر صاحب سے بات کرائیں''۔ ڈاکٹر مول چند نے صدر کی ہدایت کے مطابق اپنا نام تبدیل کرتے ہوئے کہا۔ یہ حکم صدر صاحب کا تھا تاکہ جعلی کالوں سے بچا جا سکے۔

''ہولڈ کریں''..... دوسری طرف سے کہا گیا۔

''ہیلو''..... چند لمحوں بعد صدر کی بھاری آواز سنائی دی۔

''ڈاکٹر گیان چند بول رہا ہوں سر۔ جورگان لانچنگ پیڈ سے''۔ ڈاکٹر مول چند نے کہا۔

''کوئی خاص بات ڈاکٹر صاحب''..... صدر نے نرم لہجے میں کہا۔

''سر۔ آپ نے سیکورٹی کی غرض سے جو دس افراد لانچنگ پیڈ کے اندر بھجوائے تھے ان کی وجہ سے کام رک گیا ہے اور تمام سائنس دان بے حد پریشان ہیں اور ان میں غصہ بڑھ رہا ہے''۔ ڈاکٹر مول چند نے کہا۔

''کیا مطلب۔ کیا ہوا ہے''..... صدر نے حیرت بھرے لہجے

میں کہا اور ڈاکٹر مول چند نے تفصیل سے سیکورٹی افراد کی حرکتوں کے بارے میں بتانا شروع کر دیا۔ چونکہ وہ خود بھی ان سے تنگ تھا اس لئے اس نے اپنی طرف سے بڑھا چڑھا کر اس بارے میں بتا دیا۔

''اوہ۔ ویری بیڈ۔ آپ نے انہیں منع نہیں کیا''..... صدر نے غصیلے لہجے میں کہا۔

''میں نے کیا سب نے منع کیا ہے سر۔ لیکن وہ فوجی ہیں سائنس دان نہیں ہیں اور یہاں چونکہ ان کا کوئی کام بھی نہیں ہے اس لئے وہ کچھ دیر تک تو باز آتے ہیں لیکن پھر کھل جاتے ہیں۔ ہمیں بتائیں اب کیا کریں۔ آپ پلیز انہیں یہاں سے باہر بھجوا دیں تاکہ ہم سکون سے کام کر سکیں ورنہ کام بند بھی ہو سکتا ہے''۔ ڈاکٹر مول چند نے کہا۔

''کام کیوں بند ہو سکتا ہے۔ کیا مطلب''..... صدر نے اور زیادہ غصیلے لہجے میں کہا۔

''جناب۔ ہمارا کام انتہائی حساس ہے اور ہمیں مکمل اپنے کام میں غرق ہو کر کام کرنا پڑتا ہے۔ معمولی سی کوتاہی سے معاملہ مکمل خراب بھی ہو سکتا ہے اور ان لوگوں کی وجہ سے ہمیں ذہنی سکون ہی نہیں مل رہا''..... ڈاکٹر مول چند نے کہا۔

''ٹھیک ہے۔ میں سمجھ گیا ہوں۔ ویسے بھی اب ان کی وہاں ضرورت نہیں رہی کیونکہ ہمارا پلان کامیاب ہو گیا ہے اور یہ لوگ

اب اروبل پہنچ چکے ہیں۔ میں ان کمانڈوز کو واپس منگواتا ہوں''۔ صدر نے کہا۔

''بے حد شکریہ جناب۔ جس قدر جلد ممکن ہو سکے یہ کام ہو جانا چاہئے''۔۔۔۔۔ ڈاکٹر مول چند نے اطمینان بھرا سانس لیتے ہوئے کہا۔

''میں ابھی کرنل کمانڈر سے کہتا ہوں۔ وہ ساری کارروائی کریں گے کیونکہ وہی وہاں کے سیکورٹی انچارج ہیں''۔۔۔۔۔ صدر نے کہا اور اس کے ساتھ ہی رابطہ ختم ہو گیا تو ڈاکٹر مول چند نے اطمینان کا طویل سانس لیا۔ تھوڑی دیر بعد فون کی گھنٹی بج اٹھی تو انہوں نے ہاتھ بڑھا کر رسیور اٹھا لیا۔

''لیس۔ ڈاکٹر بول رہا ہوں''۔۔۔۔۔ ڈاکٹر مول چند نے خاص طور پر اپنا نام نہ لیا تھا بلکہ صرف ڈاکٹر کہا تھا کیونکہ اسے معلوم نہ تھا کہ فون کس کا ہے اور اس نے مول چند نام لینا ہے یا گیان چند۔

''کرنل کمانڈر بول رہا ہوں جناب۔ سیکورٹی چیف''۔۔۔۔۔ دوسری طرف سے کرنل کمانڈر کی قدرے مؤدبانہ آواز سنائی دی۔

''لیس۔ کیوں کال کی ہے''۔۔۔۔۔ ڈاکٹر مول چند نے کہا۔

''جناب اندر جو سیکورٹی کے افراد ہیں۔ ان کے انچارج گنیش سے میری بات کرائیں''۔۔۔۔۔ کرنل کمانڈر نے کہا۔

''اوکے۔ ہولڈ کریں۔ میں بلاتا ہوں اسے''۔۔۔۔۔ ڈاکٹر مول چند نے کہا۔ وہ سمجھ گیا کہ صدر صاحب نے ان فوجیوں کو واپس بلانے کا حکم کرنل کمانڈر کو دے دیا ہے۔ ڈاکٹر نے رسیور ایک طرف رکھ

اور پھر انٹرکام کا رسیور اٹھا کر نمبر پریس کر دیئے۔

''لیس سر''۔۔۔۔۔ ان کی فون سیکرٹری کی مؤدبانہ آواز سنائی دی۔

''سیکورٹی انچارج گنیش کو فوراً میرے آفس بھیجو۔ اس کی کال ہے سیکورٹی چیف کی طرف سے''۔۔۔۔۔ ڈاکٹر مول چند نے کہا۔

''لیس سر''۔۔۔۔۔ دوسری طرف سے کہا گیا اور اس کے ساتھ ہی ڈاکٹر مول چند نے رسیور رکھ دیا۔

تھوڑی دیر بعد دروازہ کھلا اور لمبے قد اور ورزشی جسم کا مالک گنیش اندر داخل ہوا۔ اس نے ڈاکٹر مول چند کو سلام کیا۔

''تمہاری کال ہے''۔۔۔۔۔ ڈاکٹر مول چند نے رسیور اٹھا کر گنیش کی طرف بڑھاتے ہوئے کہا اور اس کے ساتھ ہی ہاتھ بڑھا کر اس نے لاؤڈر کا بٹن پریس کر دیا۔

''لیس سر۔ گنیش بول رہا ہوں''۔۔۔۔۔ گنیش نے رسیور لے کر اونچی آواز میں کہا۔

''کرنل کمانڈر بول رہا ہوں''۔۔۔۔۔ دوسری طرف سے کرنل کمانڈر کی آواز سنائی دی۔

''لیس سر۔ حکم سر''۔۔۔۔۔ گنیش نے کہا۔

''صدر صاحب نے ابھی حکم دیا ہے کہ آپ اپنے آدمیوں سمیت لیبارٹری سے چلے جائیں بلکہ انہوں نے پہاڑیوں میں موجود فوجی دستے بھی واپس کال کر لئے ہیں کیونکہ اب یہاں اتنی بڑی سیکورٹی کی ضرورت نہیں رہی۔ تم اپنے ساتھیوں کو تیار کر کے

میرے پاس آ جاؤ۔ میں تمہیں واپس تمہاری چھاؤنی بھجوانے کا انتظام کرتا ہوں''..... کرنل کمانڈر نے تحکمانہ لہجے میں کہا۔

''یس سر۔ حکم کی تعمیل ہو گی سر''..... گنیش نے جواب دیتے ہوئے کہا۔

''رسیور ڈاکٹر صاحب کو دیں''..... کرنل کمانڈر نے کہا۔

''یہ لیجئے سر''..... گنیش نے رسیور ڈاکٹر مول چند کی طرف بڑھاتے ہوئے کہا۔

''یس۔ ڈاکٹر مول چند بول رہا ہوں''..... ڈاکٹر مول چند نے کہا۔

''جناب۔ درمیانی راستہ کھول کر گنیش اور اس کے ساتھیوں کو میرے پاس بھجوا دیں''..... کرنل کمانڈر نے کہا۔

''اچھا۔ ویسے کیا واقعی پہاڑیوں میں موجود فوجی دستوں کو بھی صدر صاحب نے واپس کال کر لیا ہے''..... ڈاکٹر مول چند نے کہا۔

''یس سر۔ کیونکہ یہ اطلاع مل چکی ہے کہ پاکیشیائی ایجنٹ اروبل پہنچ گئے ہیں اور اب وہ وہاں کارروائی کرتے پھریں گے اور وہاں کے انتظامات ایسے ہیں کہ یہ لوگ وہاں کامیاب ہی نہیں ہو سکتے۔ پھر اروبل میں ملٹری انٹیلی جنس اور سیکرٹ سروس گروپس بھی پہنچ چکے ہیں اس لئے اول تو پاکیشیائی ایجنٹس وہاں ہلاک کر دیئے جائیں گے۔ دوسری صورت میں وہ وہاں الجھے رہیں گے اور یہاں

مشن مکمل ہو جائے گا''..... کرنل کمانڈر نے جواب دیا۔

''ہاں۔ اب بہت تھوڑے دن رہ گئے ہیں مشن مکمل ہونے میں''..... ڈاکٹر مول چند نے کہا اور اس کے ساتھ ہی رسیور رکھ کر وہ گنیش سے مخاطب ہو گئے جو رسیور انہیں دے کر وہاں کھڑا تھا۔

''تم اپنے ساتھیوں اور سامان لے کر گیٹ پر پہنچو۔ میں راستہ کھولنے خود وہاں پہنچ جاؤں گا''..... ڈاکٹر مول چند نے کہا۔

''یس سر''..... گنیش نے جواب دیا اور مڑ کر دروازے کی طرف بڑھ گیا۔

شاگل اس وقت سنٹر میں اپنے آفس میں بیٹھا ہوا بے چینی سے
انداز میں پہلو بدل رہا تھا کیونکہ کیپٹن وجے کی طرف سے کافی
وقت گزر جانے کے باوجود کوئی اطلاع نہ آئی تھی جبکہ اسے رپورٹ
مل چکی تھی کہ سنٹر کا انچارج کیپٹن شرما بھی اس کے ساتھ گیا ہے۔
اس نے ایک بار پھر رسیور اٹھایا اور نمبر پریس کر دیے۔

"یس سر" ایک مردانہ آواز سنائی دی۔

"یہ کہاں مر گئے ہیں دونوں" شاگل نے حلق کے بل چیختے
ہوئے کہا۔

"کون سر" دوسری طرف سے سہمے ہوئے لہجے میں کہا گیا۔

"یہ کیپٹن وجے اور کیپٹن شرما" شاگل نے پہلے جیسے انداز
میں کہا۔

"میں کیپٹن شرما کے اسسٹنٹ کیپٹن کاشمن سے معلوم کرتا ہوں

جناب" دوسری طرف سے مؤدبانہ لہجے میں کہا گیا۔

"معلوم کر کے مجھے بتاؤ۔ فوراً جلدی" شاگل نے کہا اور
رسیور کریڈل پر پٹخ دیا اور پھر تھوڑی دیر بعد فون کی گھنٹی بجتے ہی
اس نے رسیور اٹھا لیا۔

"یس" شاگل نے تیز لہجے میں کہا۔

"جناب۔ کیپٹن کاشمن نے بتایا ہے کہ کیپٹن شرما کو پہلے
اطلاع مل گئی تھی کہ پاکیشیائی ایجنٹ پرنس روڈ کی کوٹھی نمبر تھرٹی
ون میں موجود ہیں اور ملٹری انٹیلی جنس کا ایک گروپ بھی ان کے
تعاقب میں اندر گیا ہے۔ یہ رپورٹ ملتے ہی وہ یہاں سے چلے
گئے۔ پھر ان کی کال نہیں آئی" دوسری طرف سے کہا گیا۔

"کاشمن سے میری بات کراؤ" شاگل نے ہونٹ چباتے
ہوئے کہا۔

"یس سر" دوسری طرف سے کہا گیا۔

"سر میں کیپٹن کاشمن بول رہا ہوں" چند لمحوں بعد ایک
مردانہ آواز سنائی دی۔ لہجہ بے حد مؤدبانہ تھا۔

"آپ فوراً اس کوٹھی میں جا کر معلومات حاصل کریں اور پھر
مجھے وہاں سے کال کریں اور اگر کیپٹن شرما اور کیپٹن وجے وہاں
موجود ہوں تو میری ان سے بات کرائیں۔ ابھی جائیں اسی وقت
فوراً" شاگل نے تیز لہجے میں کہا۔

"یس سر" دوسری طرف سے کہا گیا اور شاگل نے رسیور

کریڈل پر پٹخ دیا۔

"نانسنس۔ انتہائی غیر ذمہ دار لوگ اکٹھے ہو گئے ہیں سیکرٹ سروس میں۔ نانسنس"..... شاگل نے غصیلے انداز میں بڑبڑاتے ہوئے کہا اور پھر تقریباً ایک گھنٹے بعد فون کی گھنٹی بج اٹھی تو شاگل نے ہاتھ بڑھا کر ایک جھٹکے سے رسیور اٹھا لیا۔

"یس"..... شاگل نے تیز لہجے میں کہا۔

"کیپٹن لکشمن بول رہا ہوں سر"..... دوسری طرف سے کیپٹن لکشمن کی متوحش سی آواز سنائی دی۔

"کیا ہوا ہے۔ کہاں ہیں وہ کیپٹن شرما اور کیپٹن وجے"۔ شاگل نے تیز لہجے میں کہا۔

"جناب۔ انہیں ہلاک کر دیا گیا ہے۔ ان کے ساتھ ساتھ ملٹری انٹیلی جنس کے کیپٹن گپتا اور ان کے ساتھیوں کی لاشیں بھی یہاں موجود ہیں"..... کیپٹن لکشمن نے کہا تو شاگل کو یوں محسوس ہوا جیسے اس کا دماغ منجمد ہو کر رہ گیا ہو۔

"ہیلو سر"..... کیپٹن لکشمن نے خاموشی کو محسوس کرتے ہوئے کہا۔

"یہ تم کیا کہہ رہے ہو نانسنس۔ یہ کیسے ممکن ہے"..... شاگل نے یکلخت پھٹ پڑنے والے لہجے میں کہا۔

"میں درست کہہ رہا ہوں سر۔ آپ خود تشریف لا کر دیکھ لیں سر"۔ دوسری طرف سے کہا گیا۔

"ٹھیک ہے۔ میں آ رہا ہوں۔ تم وہیں رکو"..... شاگل نے چیختے ہوئے لہجے میں کہا اور پھر اس نے کریڈل دبا کر دو بٹن پریس کر دیئے۔

"یس سر"..... دوسری طرف سے فون سیکرٹری کی مؤدبانہ آواز سنائی دی۔

"ملٹری انٹیلی جنس کے چیف کرنل وشنو جہاں بھی ہوں ان سے میری بات کراؤ۔ فوری۔ سن لیا تم نے۔ میں نے فوری کہا ہے اور اس کا مطلب بھی یہی ہے"..... شاگل نے تیز اور چیختے ہوئے لہجے میں کہا۔

"یس سر"..... دوسری طرف سے سہمے ہوئے لہجے میں کہا گیا اور شاگل نے رسیور کریڈل پر پٹخ دیا۔

"یہ شیطان پاکیشیائی ایجنٹ۔ نجانے یہ کس مٹی کے بنے ہوئے ہیں۔ کوئی حربہ ان پر کامیاب نہیں ہوتا۔ نجانے یہ کیسے لوگ ہیں"۔ شاگل نے بڑبڑاتے ہوئے کہا اور پھر اس کی بڑبڑاہٹ اس وقت تک جاری رہی جب تک فون کی گھنٹی نہ بج اٹھی۔

"یس"..... شاگل نے رسیور اٹھاتے ہوئے کہا۔

"کرنل وشنو صاحب لائن پر ہیں جناب"..... دوسری طرف سے کہا گیا۔

"ہیلو۔ شاگل بول رہا ہوں چیف آف کافرستان سیکرٹ سروس"۔ شاگل نے اس موقع پر بھی اپنی عادت کے مطابق پورا نام اور عہدہ

جتاتے ہوئے کہا۔

''کرنل وشنو بول رہا ہوں۔ فرمائیے''۔۔۔۔ دوسری طرف سے قدرے سپاٹ لہجے میں کہا گیا۔

''آپ کا ماتحت کیپٹن گپتا کہاں ہے کرنل صاحب''۔۔۔۔ شاگل نے تیز لہجے میں کہا۔

''کیپٹن گپتا۔ لیکن آپ کیوں پوچھ رہے ہیں''۔۔۔ کرنل وشنو نے حیرت بھرے لہجے میں کہا۔

''اس لئے کہ یہاں اروبل میں سپرنگ روڈ کی کوٹھی نمبر تھرٹی ون میں اس کی اور اس کے ساتھیوں کی لاشیں پڑی ہوئی ملی ہیں''۔ شاگل نے کہا۔

''لاشیں۔ اوہ۔ ویری بیڈ۔ وہ تو پاکیشیائی ایجنٹوں کے خلاف کام کر رہا تھا''۔۔۔ کرنل وشنو نے کہا۔

''اس لئے وہ مارا گیا اور ان کی وجہ سے سیکرٹ سروس کے آدمی بھی ہلاک ہو گئے ہیں۔ آپ برائے مہربانی آئندہ اس معاملے میں مداخلت نہ کریں۔ یہ کام ہمارا ہے۔ آپ کا کام لانچنگ پیڈ کی حفاظت ہے اور بس''۔۔۔۔ شاگل نے تیز لہجے میں کہا اور رسیور رکھ کر وہ اٹھ کھڑا ہوا تاکہ سپرنگ روڈ پر جا کر کیپٹن دتے اور کیپٹن شرما اور اس کے ساتھیوں کی لاشوں کو دیکھ سکے لیکن اسی لمحے فون کی گھنٹی ایک بار پھر بج اٹھی اور شاگل نے رسیور اٹھا لیا۔

''یس''۔۔۔ شاگل نے کھڑے کھڑے کہا۔

''کیپٹن کاشمن کی کال ہے جناب''۔۔۔۔ دوسری طرف سے کہا گیا۔

''یس۔ کراؤ بات''۔۔۔۔ شاگل نے کہا۔

''سر۔ میں کیپٹن کاشمن بول رہا ہوں جناب''۔۔۔ چند لمحوں بعد دوسری طرف سے کیپٹن کاشمن کی مؤدبانہ آواز سنائی دی۔

''ہاں۔ کیا ہوا ہے''۔۔۔۔ شاگل نے تیز لہجے میں کہا۔

''جناب۔ یہاں پولیس پہنچ چکی ہے کیونکہ میرے پہنچنے سے پہلے یہاں کے کسی آدمی کو ان لاشوں کے بارے میں علم ہو چکا تھا۔ اس نے پولیس کو اطلاع دے دی تھی۔ میں نے پولیس کو بتایا ہے کہ آپ تشریف لانے والے ہیں لیکن وہ ضروری کارروائی کے لئے لاشیں لے گئے ہیں جناب۔ اب میرے لئے کیا حکم ہے''۔ کاشمن نے جواب دیتے ہوئے کہا۔

''لے گئے ہیں تو ٹھیک ہے۔ تم بھی واپس آ جاؤ۔ اب ان پاکیشیائی ایجنٹوں کو ٹریس کرنے کے لئے مجھے کچھ اور کرنا ہو گا''۔ شاگل نے کہا اور اس کے ساتھ ہی اس نے رسیور کریڈل پر پٹخ دیا اور پھر وہ بیٹھا کافی دیر تک پاکیشیائی ایجنٹوں کے خلاف کام کرنے کا کوئی لائحہ عمل سوچتا رہا پھر اچانک چونک پڑا۔

''ہاں۔ یہ ٹھیک رہے گا۔ یہ لوگ لامحالہ لانچنگ پیڈ پر پہنچیں گے اس لئے مجھے وہاں ہونا چاہئے۔ یہ وہیں قابو میں آ سکتے ہیں''۔ شاگل نے بڑبڑاتے ہوئے کہا اور پھر رسیور اٹھا کر اس نے دو نمبر

پریس کر دیئے۔

"یس سر" ۔۔ دوسری طرف سے اس کے فون سیکرٹری کی مؤدبانہ آواز سنائی دی۔

"اروبل لانچنگ پیڈ کے انچارج ڈاکٹر بھگت رام سے میری بات کراؤ" ۔۔ شاگل نے کہا اور رسیور رکھ دیا۔ تھوڑی دیر بعد فون کی گھنٹی بج اٹھی تو اس نے ہاتھ بڑھا کر رسیور اٹھا لیا۔

"یس" ۔۔ شاگل نے تیز لہجے میں کہا۔

"ڈاکٹر بھگت رام صاحب سے بات کیجئے" ۔۔ فون سیکرٹری نے مؤدبانہ لہجے میں کہا۔

"شاگل بول رہا ہوں چیف آف کافرستان سیکرٹ سروس"۔ شاگل نے اپنے مخصوص انداز میں کہا۔

"جی فرمایئے۔ میں ڈاکٹر بھگت رام بول رہا ہوں" ۔۔ دوسری طرف سے ایک باوقار سی آواز سنائی دی۔

"ڈاکٹر صاحب۔ آپ کو معلوم ہے کہ پاکیشیائی ایجنٹ آپ کے لانچنگ پیڈ کو تباہ کرنے کے لئے یہاں اروبل پہنچ چکے ہیں اور انہوں نے یہاں ملٹری انٹیلی جنس کے ایک گروپ کو بھی ہلاک کر دیا ہے اور ملٹری انٹیلی جنس کے اس گروپ کی وجہ سے سیکرٹ سروس کا بھی ایک گروپ ان کے ہاتھوں ہلاک ہو چکا ہے اس لئے میں نے سوچا ہے کہ ان لوگوں سے لانچنگ پیڈ کے باہر ہی دو دو ہاتھ کئے جائیں" ۔۔ شاگل نے تیز تیز لہجے میں کہا۔

"لیکن یہاں تو سیکورٹی کا پورا انتظام پہلے سے ہی موجود ہے"۔ ڈاکٹر بھگت رام نے جواب دیتے ہوئے کہا۔

"میرا آپ کی سیکورٹی سے کوئی تعلق نہیں ہے۔ میں لانچنگ پیڈ کے باہر ایک حفاظتی حصار قائم کرنا چاہتا ہوں" ۔۔ شاگل نے کہا۔

"ٹھیک ہے۔ مجھے کیا اعتراض ہو سکتا ہے" ۔۔ ڈاکٹر بھگت رام نے جواب دیا۔

"آپ مجھے بتائیں کہ آپ کا لانچنگ پیڈ کہاں ہے" ۔۔ شاگل نے کہا۔

"کروشو نامی پہاڑی کے نیچے۔ آپ کسی سے بھی اس پہاڑی کے بارے میں پوچھ سکتے ہیں" ۔۔ دوسری طرف سے کہا گیا۔

"اوکے۔ شکریہ" ۔۔ شاگل نے کہا اور ہاتھ بڑھا کر کریڈل دبا دیا اور پھر ٹون آنے پر اس نے نمبر پریس کرنے شروع کر دیئے تاکہ ہیڈکوارٹر سے دس بارہ آدمی وہ خود ساتھ جا کر کروشو پہاڑی کے گرد حصار قائم کر سکے۔

جورگان کے اونچے نیچے ویران پہاڑی علاقے میں عمران اپنے ساتھیوں کے ساتھ آگے بڑھا چلا جا رہا تھا۔ یہ سارا علاقہ ویران تھا۔

''عمران صاحب۔ آپ نے اسلحے کے ساتھ ساتھ خصوصی کوہ پیمائی کا بھی مخصوص سامان خرید لیا ہے۔ اس کی وجہ''.... صفدر نے پوچھا۔

''معلوم ہوا ہے کہ لانچنگ پیڈ ایک پہاڑی کے اندر چھپا کر بنایا گیا ہے۔ اس سے پہلے سیکورٹی زون ہے اور اس کے گرد پہاڑیاں عقبی طرف سے سلیٹ کی طرح صاف اور سیدھی ہیں اور چاروں طرف پہاڑیوں کی چوٹیوں پر اینٹی ایئرکرافٹ گنوں اور مشین گنوں سے مسلح افراد چوبیس گھنٹے موجود رہتے ہیں جو سامنے اور سائیڈوں پر نظر رکھتے ہیں''۔ عمران نے تفصیل کے ساتھ جواب

دیتے ہوئے کہا۔

''آپ کا مطلب ہے کہ آپ عقبی طرف سے کوہ پیمائی کے انداز میں اوپر جائیں گے''۔ صفدر نے کہا۔

''ہاں۔ اس کے علاوہ اور کوئی طریقہ نہیں ہے''۔ عمران نے کہا اور صفدر سمیت سب نے اثبات میں سر ہلا دیئے۔ تھوڑی دیر بعد وہ اونچی مگر سیدھی اور سلیٹ کی طرح صاف پہاڑی کے دامن میں پہنچ گئے اور عمران نے کمر سے رسی باندھ کر اور کوہ پیمائی کے انداز میں فولادی کڑے پہاڑی میں ٹھونک کر ان کی مدد سے اوپر چڑھنا شروع کر دیا اور آخرکار ایک جان لیوا جدوجہد کے بعد وہ چوٹی پر پہنچنے میں کامیاب ہو گیا اور اس نے چوٹی پر موجود بڑی سی چٹان پر لیٹ کر آگے کی طرف کھسکنا شروع کر دیا تاکہ دوسری طرف کے سیٹ اپ کو بخوبی دیکھ سکے۔ اس نے چٹان پر آگے کی طرف کھسک کر نیچے دیکھا تو نیچے ایک مسطح جگہ پر ایک ہیوی مشین گن اور ایک ایئر کرافٹ گن موجود تھی جن کا رخ سامنے کی طرف تھا۔ وہاں ایک خیمہ لگا ہوا تھا اور اس کے ساتھ ہی ایک چھوٹا ہیلی کاپٹر بھی موجود تھا۔ البتہ وہاں کوئی آدمی نظر نہ آ رہا تھا۔ عمران نے کمر سے بندھی ہوئی رسی کھول کر اسے ایک چٹان سے باندھ دیا اور کمر کی سائیڈ پر موجود ایک زپ کھول کر اس نے اندر سے ایک مشین پسٹل نکال کر زپ بند کی اور پھر مشین پسٹل کو دائیں جیب میں رکھ کر وہ آگے بڑھا اور پھر بڑی احتیاط سے چٹانوں پر

رکھتے ہوئے نیچے اترنے لگا لیکن ابھی وہ خاصی بلندی پر تھا کہ اس نے خیمے میں سے ایک آدمی کو باہر آتے دیکھا۔ اس آدمی کی عمران کی طرف پشت تھی لیکن اس کا انداز ایسا تھا جیسے وہ گھوم رہا ہو۔ عمران تیزی سے سمٹ کر ایک سائیڈ پر موجود چٹان کی اوٹ میں ہو گیا۔ لیکن چٹان کے ساتھ چہرہ ٹکائے وہ اس طرف دیکھ رہا تھا۔ وہ آدمی مڑنے کی بجائے آگے بڑھ گیا اور پھر وہ ہیوی مشین گنوں اور ایئر کرافٹ گنوں کا چکر لگا کر واپس خیمے میں چلا گیا تو عمران اوٹ سے نکلا اور ایک بار پھر تیزی سے نیچے اترنے لگا اور پھر وہ ابھی تقریباً بیس فٹ کی بلندی پر تھا کہ یکلخت خیمے میں سے یکے بعد دیگرے تین آدمی باہر آ گئے۔

"ارے۔ یہ کون ہے"..... ان میں سے ایک نے چیخ کر کہا۔

"ارے۔ واقعی"..... دوسرے آدمی نے کہا اور اس کے ساتھ ہی اس نے تیزی سے جیب سے مشین پسٹل نکالا ہی تھا کہ عمران نے یکلخت چھلانگ لگائی اور پھر وہ کسی اڑتے ہوئے پرندے کی طرح زمین کی طرف بڑھتا چلا گیا۔ وہ تینوں چند لمحوں تک تو حیرت سے بت بنے کھڑے اسے نیچے آتے ہوئے دیکھتے رہے ادھر عمران کے قدم جیسے ہی ہموار زمین پر پڑے وہ پیرا ٹروپنگ کے انداز میں یکلخت دوڑتا ہوا ان کی طرف بڑھتا چلا گیا۔ اس کے زمین پر پہنچ کر دوڑنے کا انداز ایسے تھا جیسے وہ کنٹرول سے باہر ہو رہا ہو۔ اسی لمحے ان تینوں میں سے ایک آدمی نے جیب میں ہاتھ

ڈالا اور دوسرے لمحے عمران ایک بار پھر کسی پرندے کی طرح فضا میں اچھلا اور دوسرے لمحے اس کی دونوں ٹانگیں پوری قوت سے ان میں سے ایک کے سینے پر پڑیں اور اس کا بازو دوسرے آدمی کے سینے پر پڑا اور وہ دونوں چیختے ہوئے اچھل کر پشت کے بل زمین پر جا گرے جبکہ تیسرے نے چیختے ہوئے عمران پر حملہ کر دیا لیکن عمران ان دونوں کو گرا کر یکلخت قلابازی کھا کر ان گرنے والوں کے سروں کے پیچھے جا کھڑا ہوا جبکہ تیسرا آدمی جس نے عمران پر حملہ کیا تھا وہ اٹھنے کی کوشش کرتے ہوئے اپنے دونوں ساتھیوں پر گرا اور وہ تینوں ہی وہیں لوٹ پوٹ ہو کر رہ گئے جبکہ عمران کی لات بجلی کی سی تیزی سے حرکت میں آئی اور اٹھتا ہوا ایک آدمی چیختا ہوا دھماکے سے نیچے گرا جبکہ اسی لمحے عمران نے اچھل کر دوسری ٹانگ کی ضرب دوسرے اٹھتے ہوئے آدمی کی کنپٹی پر مار دی اور اس کے ساتھ ہی تیزی سے جھک کر اس نے تیسرے آدمی کو گردن سے پکڑ کر ایک جھٹکے سے ہوا میں اچھال دیا۔ وہ آدمی ہوا میں قلابازی کھا کر پشت کے بل زمین پر دھماکے سے جا گرا لیکن عمران اسے اچھال کر ابھی پوری طرح سنبھلا بھی نہ تھا کہ پہلے آدمی نے پوری قوت سے اچھل کر اس کی ٹانگوں پر ہاتھ سے ضرب لگائی تو عمران ٹانگ پر ضرب کھا کر منہ کے بل نیچے گرا ہی تھا کہ دوسرے آدمی نے اس کی گردن پر کھڑی ہتھیلی کی ضرب لگانے کی کوشش کی لیکن عمران کا جسم منہ کے بل نیچے گرتے ہی کھلتے ہوئے

اسپرنگ کی طرح اچھلا اور ضرب لگانے والا آدمی سینے پر مخصوص
انداز کی ضرب کھا کر چیختا ہوا اچھل کر پشت کے بل نیچے جا گرا۔
اس آدمی نے جس نے عمران کی ٹانگ پر ضرب لگا کر اسے نیچے
گرایا تھا بجلی کی سی تیزی سے جیب سے مشین پسٹل نکال لیا لیکن
اس سے پہلے کہ وہ ٹریگر دباتا عمران کی لات تیزی سے گھومی اور
مشین پسٹل اس آدمی کے ہاتھ سے نکل کر دور جا گرا اور وہ آدمی
ہاتھ پر ضرب کھا کر گھوما ہی تھا کہ عمران نے اچھل کر ٹانگ کی
دوسری ضرب اس کی پسلیوں پر لگائی اور اس بار وہ آدمی ڈکراتا ہوا
پہلو کے بل نیچے گرا اور پھر پلٹ کر سیدھا ہوا ہی تھا کہ عمران نے
اچھل کر دونوں پیر اکٹھے کر کے اس کے سینے پر مارے اور ساتھ ہی
اچھل کر ایک طرف ہو گیا۔ اس آدمی کے جسم نے زوردار جھٹکا کھایا
اور اس کی ناک اور منہ سے خون فوارے کی طرح ابلنے لگا اور پھر
چند لمحوں کے بعد وہ ایک جھٹکا کھا کر ساکت ہو گیا۔ اب
عمران اس آدمی کی طرف پلٹا جو پشت کے بل زمین پر پڑا ہوا تھا۔
وہ سینے پر ضرب کھا کر بے ہوش ہو چکا تھا۔ عمران نے ایک لمحے
کے لئے اسے دیکھا پھر وہ اس آدمی کی طرف مڑ گیا جسے اس نے
گردن سے پکڑ کر ہوا میں اچھالا تھا اس آدمی کی گردن مڑی ہوئی
تھی اور اس کی آنکھیں بے نور ہو چکی تھیں۔ عمران نے بے اختیار
اطمینان بھرا طویل سانس لیا۔ ان تینوں میں سے دو آدمی ہلاک ہو
چکے تھے جبکہ ایک بے ہوش تھا۔ عمران کو احساس تھا کہ اس کے

ساتھی پہاڑی کے نیچے بے چین کھڑے ہوں گے کیونکہ ایک لحاظ
سے عمران ان کی نظروں سے غائب ہو چکا تھا لیکن وہ اس بے
ہوش آدمی کو اس طرح چھوڑ کر جانے کا رسک نہ لے سکتا تھا چنانچہ
وہ آگے بڑھا اور خیمے میں داخل ہو گیا۔ یہاں تین فولڈنگ بیڈ
پڑے تھے۔ ساتھ ہی ایک میز موجود تھی اور خیمے کے دوسرے کونے
میں سلنڈر گیس سے چلنے والا چولہا اور ساتھ ہی چائے کے برتن
پڑے نظر آ رہے تھے جبکہ ایک سائیڈ پر ریک بھی نظر آ رہا تھا جس
میں کھانے کے ڈبے پڑے تھے۔ اس ریک کے ایک خانے
میں رسی کا کافی بڑا بنڈل بھی موجود تھا۔ اس نے وہ رسی اٹھائی اور
خیمے سے باہر آ کر اس نے اس بے ہوش آدمی کو پلٹ کر اس کے
دونوں ہاتھ اس کے عقب میں کر کے انہیں اکٹھا کر کے رسی سے
اچھی طرح باندھ دیا۔ پھر اس نے باقی رسی اس آدمی کی گردن کے
گرد ڈال کر اسے اس کی کمر میں اس انداز میں باندھ دیا کہ اگر یہ
آدمی اٹھ کر بیٹھنے کی کوشش کرتا تو رسی کے کھنچاؤ کی وجہ سے واپس
پشت کے بل گر جاتا اور اگر ہاتھ آزاد کرنے کی کوشش کرتا تو رسی
اس کے گلے میں تنگ ہو جاتی۔ یہ بندوبست کر کے عمران مڑا اور
واپس اس چٹان کی طرف بڑھ گیا جہاں سے وہ نیچے اترا تھا۔
چٹانوں کے رخنوں میں پیر رکھ کر وہ اوپر چڑھ گیا اور اس نے نیچے
کی طرف جھک کر نیچے دیکھا تو اس کے سب ساتھی گردنیں اٹھائے
اوپر کی طرف ہی دیکھ رہے تھے۔ عمران نے ہاتھ ہلا کر نیچے [illegible]

سب ساتھیوں نے بھی ہاتھ لہرا دیئے۔ عمران نے چٹان کے ساتھ بندھا ہوا رسہ کھولا اور پھر اسے مخصوص انداز میں جھٹکا دیا تو اس مخصوص جھٹکے کا مطلب تھا کہ ایک ساتھی اس رسے کی مدد سے اوپر آ سکتا ہے۔ چنانچہ جولیا نے اپنی کمر سے رسہ باندھا اور عمران نے رسے کو مخصوص انداز میں کھینچ کر اسے اوپر کی طرف اٹھایا۔ جولیا چٹانوں کے رخنوں میں ٹھونکے گئے فولادی کڑوں میں پیر رکھ کر سٹیپ بائی سٹیپ اوپر چڑھتی چلی آئی اور پھر جیسے ہی قریب پہنچی۔ عمران نے ہاتھ بڑھا کر اس کا ہاتھ پکڑا اور ایک جھٹکے سے اسے اوپر کھینچ لیا۔

''تم بہت دیر غائب رہے ہو۔ کیا ہوا تھا''..... جولیا نے اپنی کمر سے رسہ کھولتے ہوئے کہا۔

''ادھر جنگ لڑتا رہا ہوں''..... عمران نے رسہ نیچے پھینکتے ہوئے کہا تاکہ اس رسے کی مدد سے جولیا کی طرح دوسرا ساتھی اوپر آ سکے۔

''فائرنگ کی آواز تو نہیں آئی''..... جولیا نے کہا۔

''میں نے دانستہ فائرنگ نہیں کی تھی کیونکہ پہاڑی علاقے میں فائرنگ کی بازگشت دور تک سنائی دیتی ہے''..... عمران نے کہا اور جولیا نے اثبات میں سر ہلا دیا۔

کرنل کمانڈر لانچنگ پیڈ کے سیکورٹی آفس میں موجود تھا کہ فون کی گھنٹی بج اٹھی۔ اس نے چونک کر فون کی طرف دیکھا اور پھر ہاتھ بڑھا کر رسیور اٹھا لیا۔

''یس''..... کرنل کمانڈر نے تیز لہجے میں کہا۔

''کیپٹن جیرالڈ بات کرنا چاہتے ہیں چیف''..... دوسری طرف سے کہا گیا تو کرنل کمانڈر بے اختیار چونک پڑا۔

''کراؤ بات''..... کرنل کمانڈر نے تیز لہجے میں کہا۔

''کیپٹن جیرالڈ بول رہا ہوں چیف۔ مشین روم سے۔ آپ فوراً یہاں آ جائیں۔ انتہائی تشویشناک معاملہ ہے''..... کیپٹن جیرالڈ نے تشویش بھرے لہجے میں کہا۔

''کیا ہوا ہے''..... کرنل کمانڈر نے تیز لہجے میں پوچھا۔

''آپ آ جائیں پھر بات ہو گی''..... دوسری طرف سے کہا گیا

اور اس کے ساتھ ہی رابطہ ختم ہو گیا تو کرنل کمانڈر نے رسیور کریڈل پر رکھا اور ایک جھٹکے سے اٹھ کر بیرونی دروازے کی طرف بڑھ گیا۔ تھوڑی دیر بعد وہ ایک مستطیل شکل کے کمرے میں داخل ہوا جہاں میز اور کرسیاں موجود تھیں۔ میز پر ایک مشین رکھی ہوئی تھی جس کی بڑی سی سکرین چار حصوں میں تقسیم شدہ تھی اور ہر حصے پر بنجر پہاڑیوں کے مناظر نظر آ رہے تھے۔ میز کی دوسری طرف کرسی پر ایک درمیانے قد اور درمیانے جسم کا آدمی بیٹھا ہوا تھا۔ میز پر ایک طرف فون رکھا ہوا تھا۔ کرنل کمانڈر کے اندر داخل ہوتے ہی وہ آدمی اٹھ کر کھڑا ہو گیا۔

"بیٹھو۔ کیا مسئلہ ہے کیپٹن جیر اللہ" کرنل کمانڈر نے تیز لہجے میں کہا اور اس کے ساتھ ہی وہ ایک کرسی پر بیٹھ گیا۔ اس کے بیٹھتے ہی کیپٹن جیر اللہ بھی کرسی پر بیٹھ گیا۔

"یہ دیکھیں چیف۔ اس مشرقی حصے کی طرف۔ یہاں پراسرار سرگرمیاں ہو رہی ہیں کیمپ تھری میں" کیپٹن جیر اللہ نے انگلی سے سکرین کے ایک حصے کی طرف اشارہ کرتے ہوئے کہا۔

"اسے پوری سکرین پر پھیلاؤ۔ ایسے تو مجھے کچھ نظر نہیں آ رہا"۔ کرنل کمانڈر نے کہا تو کیپٹن جیر اللہ نے مشین کے یکے بعد دیگرے چند بٹن پریس کر دیئے تو سکرین پر جھماکا سا ہوا اور پھر ایک منظر پوری سکرین پر پھیل گیا۔

"اوہ۔ اوہ۔ یہ کیا ہو رہا ہے۔ یہ کون لوگ ہیں۔ ہمارے

آدمیوں کو کیا ہوا" کرنل کمانڈر نے چیخ کر کہا اس کا چہرہ حیرت کی شدت سے قدرے بگڑ سا گیا تھا۔ سکرین پر ایک خیمہ اگا ہوا نظر آ رہا تھا جس کی سائیڈ پر ایک چھوٹا ہیلی کاپٹر بھی موجود تھا اور سامنے کے رخ بڑی مشین گن اور اینٹی ایئر کرافٹ گن بھی موجود تھی جبکہ وہاں کوئی آدمی نہ تھا۔ البتہ عقب میں اونچی جگہ پر ایک عورت اور چار مرد نیچے اتر رہے تھے۔ ان کا رخ کیمپ کی طرف تھا۔

"یہ کون لوگ ہیں اور یہ اتنی بلندی پر کس طرح پہنچ گئے۔ ہمارے آدمی کہاں ہیں" کرنل کمانڈر نے مسلسل بولتے ہوئے کہا۔

"ہمارے تین آدمی تھے یہاں۔ جن میں سے دو کی لاشیں پڑی ہوئی ہیں جبکہ ایک خیمے میں بے ہوش پڑا ہوا ہے لیکن اس کے ہاتھ بھی عقب میں بندھے ہوئے ہیں اور اس کی گردن میں بھی رسی ڈالی گئی ہے" کیپٹن جیر اللہ نے کہا۔

"مگر یہ ہیں کون لوگ اور یہاں کیسے پہنچے" کرنل کمانڈر نے چیختے ہوئے لہجے میں کہا۔

"میرا خیال ہے جناب کہ یہ پاکیشیائی ایجنٹ ہیں اور یہ کسی نہ کسی طریقے سے چوٹی پر صحیح سلامت پہنچ گئے ہیں اور اب یہ ہیلی کاپٹر کے ذریعے بیرونی زون میں آنے کی کوشش کریں گے۔

کیپٹن جیر اللہ نے کہا۔

"اوہ۔ اوہ۔ ویری بیڈ۔ یہ کیا کوئی جن بھوت ہیں۔ یہ تو اروش میں تھے یہ کس طرح یہاں پہنچ گئے۔ انہیں فوراً ہلاک کر دو۔ فوراً"۔ کرنل کمانڈر نے چیختے ہوئے کہا۔

"یہاں تو ایسی کوئی ڈیوائس موجود نہیں ہے جناب جس کی مدد سے انہیں ہلاک یا بے ہوش کیا جا سکے کیونکہ یہ بات تو ہمارے تصور میں بھی نہ تھی کہ یہ لوگ اس طرح ہمارے کیمپ میں پہنچ جائیں گے۔ البتہ جب یہ ہیلی کاپٹر کے ذریعے نیچے آئیں گے تو ہم اس ہیلی کاپٹر کو تباہ کر دیں گے"۔۔۔ کیپٹن جیرالڈ نے کہا۔

"کیسے۔ کس طرح"۔۔۔ کرنل کمانڈر نے ہونٹ بھینچتے ہوئے کہا۔

"باقی کیمپوں میں بھی اینٹی ایئر کرافٹ گنیں موجود ہیں۔ ان کو حکم دیا جا سکتا ہے اور ہیلی کاپٹر بھی ریڈیو کنٹرولڈ ہے۔ اسے جام کر کے بھی انہیں ہیلی کاپٹر سمیت تباہ کیا جا سکتا ہے"۔۔۔ کیپٹن جیرالڈ نے جواب دیا تو کرنل کمانڈر نے بے اختیار ایک اطمینان بھرا طویل سانس لیا اور اس کے چہرے پر قدرے اطمینان کے تاثرات ابھر آئے۔

"اور اگر انہوں نے ہیلی کاپٹر استعمال نہ کیا تب"۔۔۔ کرنل کمانڈر نے کہا۔

"اس کے بغیر یہ یہاں نہیں آ سکتے جناب"۔۔۔ کیپٹن جیرالڈ نے کہا اور کرنل کمانڈر نے اثبات میں سر ہلا دیا۔

عمران خیمے سے باہر آیا تو باہر موجود اس کے ساتھی چونک پڑے۔

"کیا بتایا ہے اس آدمی نے عمران صاحب"۔۔۔ صفدر نے بے چین ہو کر پوچھا۔

"اس ہیلی کاپٹر کی مدد سے ہم لانچنگ پیڈ کے سیکورٹی زون میں داخل ہو سکتے ہیں ورنہ دوسری کوئی صورت نہیں ہے اور یہاں اس جیسے تین اور کیمپ بھی موجود ہیں جہاں اینٹی ایئر کرافٹ گنیں اور ہیوی مشین گنیں موجود ہیں"۔۔۔ عمران نے جواب دیتے ہوئے کہا۔

"تو پھر اب کیا کرنا ہے"۔۔۔ جولیا نے کہا۔

"میں ہیلی کاپٹر کا جائزہ لے لوں پھر بات ہو گی"۔۔۔ عمران نے کہا اور ہیلی کاپٹر کی طرف بڑھتا چلا گیا۔

''یہ ہیلی کاپٹر لازماً ریڈیو کنٹرولڈ ہوگا''...... کیپٹن شکیل نے کہا۔

''نہ صرف ریڈیو کنٹرولڈ ہوگا بلکہ ہمیں یقیناً نیچے سیکورٹی زون میں کسی سکرین پر دیکھا بھی جا رہا ہوگا اور ہیلی کاپٹر کو کسی بھی کیمپ سے اینٹی ایئر کرافٹ گن سے نشانہ بنایا جا سکتا ہے''...... صفدر نے جواب دیا۔

''عمران کے ذہن میں یہ ساری باتیں موجود ہوں گی۔ فکر کرنے کی ضرورت نہیں ہے''...... جولیا نے کہا تو سب نے اثبات میں سر ہلا دیئے۔ پھر عمران ہیلی کاپٹر سے نیچے اترا اور تیز تیز قدم اٹھاتا ہوا واپس اپنے ساتھیوں کے پاس آ گیا۔

''یہ انتہائی خطرناک ہیلی کاپٹر ہے۔ یہ نہ صرف ریڈیو کنٹرولڈ ہے بلکہ اس کی مشینری کو دوران پرواز جام بھی کیا جا سکتا ہے اور اسے دوران پرواز ہیوی مشین گنوں اور اینٹی ایئر کرافٹ گنوں سے بھی نشانہ بنایا جا سکتا ہے''...... عمران نے کہا۔

''کیا ہم دوسرے کیمپوں کو یہاں موجود گنوں سے تباہ نہیں کر سکتے''...... تنویر نے کہا۔

''نہیں۔ یہ ایک دوسرے کی رینج میں نہیں آتے۔ البتہ ہمیں اس ہیلی کاپٹر کو اینٹی ایئر کرافٹ گنوں سے بچانے کے لئے انتہائی نیچی پرواز کر کے نیچے لے جانا ہوگا۔ بالکل نیچے۔ جیسے کوئی تباہ شدہ ہیلی کاپٹر نیچے گرتا ہے۔ اس انداز میں''...... عمران نے کہا۔

''میں پائلٹ کروں گا اس ہیلی کاپٹر کو''...... تنویر نے کہا۔

''نہیں۔ یہ انتہائی خطرناک کام ہے۔ معمولی سی غفلت سے ہم سب ہلاک ہو جائیں گے اس لئے یہ ذمہ داری میری ہے کہ میں تمہیں صحیح سلامت لے جاؤں''...... عمران نے کہا۔

''عمران صاحب۔ مشینری جام ہونے پر کیا ہوگا''...... صفدر نے کہا۔

''اس کا بھی توڑ ہے۔ ہم اسے سٹارٹ کر کے خود ہی انجن آف کر دیں گے اور یہ خودبخود نیچے گرتا جائے گا اور جب ہم نیچے مطلوبہ بلندی پر پہنچ جائیں گے تو پھر انجن اسٹارٹ کر دیا جائے اور پھر جب تک وہ لوگ اسے دوبارہ جام کریں ہم منزل پر صحیح سلامت پہنچ چکے ہوں گے''...... عمران نے جواب دیا۔

''یہ تو انتہائی رسک ہے عمران۔ کوئی اور صورت سوچو''...... جولیا نے قدرے تشویش بھرے لہجے میں کہا۔

''یہ واقعی انتہائی رسک ہے۔ موت اور زندگی میں صرف پلک جھپکنے کا وقفہ ہے لیکن بے فکر رہو۔ ہم حق پر ہیں اس لئے قدرت بھی ہماری مدد کرے گی۔ آؤ مزید وقت ضائع نہیں ہونا چاہئے''...... عمران نے کہا اور واپس ہیلی کاپٹر کی طرف مڑ گیا۔ اس کے ساتھی بھی اس کے پیچھے ہیلی کاپٹر کی طرف بڑھتے چلے گئے۔

میز کے پیچھے کرسیوں پر کرنل کمانڈر اور کیپٹن جیرالڈ دونوں بیٹھے ہوئے تھے۔ میز پر موجود مشین کی سکرین پر عمران اور اس کے ساتھی کیمپ میں کھڑے نظر آ رہے تھے لیکن ان کی آوازیں سنائی نہیں دے رہی تھیں۔ اب یہ کب تک وہاں کھڑے رہیں گے''..... کرنل کمانڈر نے بے چین سے لہجے میں کہا۔

''ان کے پاس اور کوئی راستہ نہیں ہے سوائے ہیلی کاپٹر کے ذریعے نیچے آنے کے۔ اور ہمارے باقی کیمپوں والے ہماری ہدایات پر اینٹی ایئر کرافٹ گنوں اور ہیوی مشین گنوں سمیت تیار ہیں۔ جیسے ہی یہ ہیلی کاپٹر فضا میں بلند ہو گا اسے فوری نشانہ بنا دیا جائے گا اس لئے آپ بے فکر رہیں۔ اب ان کی موت یقینی ہو چکی ہے''..... کیپٹن جیرالڈ نے کہا۔

''اوہ۔ اوہ۔ وہ ہیلی کاپٹر کی طرف بڑھ رہے ہیں''..... کرنل

مانڈر نے کہا اور کیپٹن جیرالڈ نے اثبات میں سر ہلا دیا۔ سکرین پر ب ایک عورت اور چار مرد جن میں سے تین مردوں کی پشت پر سیاہ رنگ کے بیگ بندھے ہوئے تھے۔ ہیلی کاپٹر پر سوار ہوتے ھائی دے رہے تھے۔

''ہیلی کاپٹر کے اندر کا منظر تو ہم یہاں سے نہیں دیکھ سکتے''۔ کرنل کمانڈر نے کہا۔

''نہیں جناب۔ اور اس کی ضرورت بھی نہیں۔ چند لمحوں بعد یہ ہیلی کاپٹر تباہ ہو جانے والا ہے''..... کیپٹن جیرالڈ نے جواب دیا اور کرنل کمانڈر نے سکرین پر نظریں گاڑ دیں۔ چند لمحوں بعد سکرین پر نظر آنے والا ہیلی کاپٹر سٹارٹ ہوا۔ اس کے پر تیزی سے گھومنے لگے اور پھر وہ اوپر کو اٹھا لیکن بلندی پر جانے کی بجائے وہ تھوڑا سا اوپر کو اٹھ کر گہرائی کی طرف بڑھنے لگا۔ یوں محسوس ہو رہا تھا جیسے وہ ہوا میں اڑنے کی بجائے کسی جیپ کی طرح پہاڑی پر ہی دوڑتا ہوا گہرائی کی طرف بڑھا چلا جا رہا ہو۔

''یہ کیا ہوا۔ یہ اوپر کیوں نہیں اٹھ رہا''..... کرنل کمانڈر نے بے چین سے لہجے میں کہا لیکن اس سے پہلے کہ کیپٹن جیرالڈ کوئی جواب دیتا اچانک ہیلی کاپٹر کو ایک زوردار جھٹکا لگا اور اس کے تیزی سے گھومتے ہوئے پر یکلخت آہستہ ہو گئے اور اب اس طرح گھوم رہے تھے جیسے پنکھا آف کر دیا جائے تب بھی اس کے پر کافی دیر تک آہستہ آہستہ گھومتے رہتے ہیں۔ اس کے ساتھ ہی ہیلی کاپٹر کسی

بھاری چٹان کی طرح نیچے گہرائی میں گرنے لگ گیا۔

''اوہ۔ اس کا انجن خودبخود بند ہو گیا ہے۔ یہ اب خود ہی تباہ ہو جائے گا''۔۔۔۔ کیپٹن جیرالڈ نے مسرت بھرے انداز میں چیختے ہوئے کہا اور کرنل کمانڈر آنکھیں پھاڑے سکرین کو دیکھ رہا تھا۔ سکرین پر ہیلی کاپٹر انتہائی تیز رفتاری سے نیچے گرتا دکھائی دے رہا تھا اور کیپٹن جیرالڈ اور کرنل کمانڈر دونوں سانسیں روکے اور آنکھیں پھاڑے سکرین کو اس طرح دیکھ رہے تھے جیسے وہ کوئی حیرت انگیز شعبدہ دیکھ رہے ہوں۔

''اب یہ نہیں بچ سکتے۔ کسی صورت نہیں بچ سکتے''۔۔۔ کرنل کمانڈر نے خودکلامی کے سے انداز میں کہا۔

''یہ ختم ہو گئے چیف۔ خود ہی ختم ہو گئے۔ ہماری بجائے قدرت نے ان کا خاتمہ کر دیا''۔۔۔ کیپٹن جیرالڈ نے مسرت سے کپکپاتے ہوئے لہجے میں کہا۔ سکرین پر ہیلی کاپٹر کسی بھاری پتھر کی طرح نیچے گرتا دکھائی دے رہا تھا اور یوں لگتا تھا کہ کسی بھی لمحے وہ نیچے گر کر تباہ ہو جائے گا لیکن پھر آدھی سے زیادہ گہرائی میں گرتے ہی ہیلی کاپٹر کو یکلخت ایک جھٹکا لگا اور اس کے ساتھ ہی اس کے پر خودبخود تیزی سے چلنے لگ گئے اور ہیلی کاپٹر فضا میں ایک لمحے کے لئے معلق ہوا اور پھر تیزی سے نیچے آنے لگا لیکن اب وہ کسی پتھر کی طرح نہ گر رہا تھا بلکہ اپنے مخصوص انداز میں نیچے اتر رہا تھا۔

''یہ۔ یہ کیا ہوا۔ یہ کیا ہوا ہے''۔۔۔ کرنل کمانڈر نے یکلخت چیخ

کر کہا۔

''اب تو یہ گنوں سے بھی محفوظ ہو چکا ہے''۔۔۔ کیپٹن جیرالڈ نے بھی رک رک کر کہا۔ اسی لمحے ہیلی کاپٹر نیچے مسطح اور ہموار زمین پر آ کر رک گیا اور اس میں سے ایک عورت اور چار مرد چھلانگیں لگا کر نیچے اترے اور دوڑتے ہوئے سامنے نظر آنے والے دروازے کی طرف بھاگ پڑے۔

ایک بہت وسیع و عریض ہال نما کمرے میں جس کی چھت سینکڑوں فٹ اونچی نظر آ رہی تھی اور یہ کمرہ جہاں نیچے سے بے حد چوڑا تھا وہاں اوپر جاتے ہوئے مخروطی ہوتا چلا جا رہا تھا اور جہاں چھت تھی وہاں اس کی چوڑائی ہال کی نسبت کافی کم تھی۔ اس ہال کے درمیان میں ایک لانچنگ پیڈ بنا ہوا تھا۔ جس میں اس وقت ایک بڑا میزائل نصب تھا جس کے اوپر والے حصے میں نوک سے ذرا نیچے ایک سائیڈ پر ایک لمبی دراز نما جگہ کھلی ہوئی نظر آ رہی تھی۔ اس میزائل کے گرد چاروں طرف چوکور پائپوں سے بنے ہوئے پنجرے اوپر چھت تک چلے گئے تھے اور ایک سائیڈ پر ایک بڑی کرین موجود تھی۔ ان چوکور پائپوں پر سفید کوٹ پہنے ہوئے چند افراد اس کھلی جگہ کے قریب موجود تھے۔ کرین کا آگے والا حصہ میزائل کی اس کھلی جگہ پر موجود تھا۔ جس میں ایک خلائی سیارہ گرپ

میں نظر آ رہا تھا۔ اس خلائی سیارے کے دو بڑے بڑے پر تھے جو اس طرح لپٹے ہوئے تھے جیسے کسی پرندے کے پر لپٹے ہوتے ہیں اور یہودیوں کا خاص نشان اس پر واضح طور پر نظر آ رہا تھا۔ نیچے ایک لمبے قد کا بوڑھا آدمی کھڑا تھا جس نے سفید کوٹ پہن رکھا تھا۔ اس کی آنکھوں پر عینک تھی۔ سر کے بال سائیڈوں پر جھالر کی طرح لٹک رہے تھے۔ اس کی چھوٹی مونچھیں بھی سفید تھیں اور بھنوؤں کے بال بھی سفید تھے اس کے ساتھ چار اور افراد سفید کوٹ پہنے موجود تھے۔ اس لمبے قد کے آدمی کے ہاتھ میں ایک چھوٹا سا مائیک تھا۔

''ٹھیک ہے ڈاکٹر گوپال۔ آپ پہلے اندر چلے جائیں پھر چیپ کیپر کو اندر بھیجا جائے گا تاکہ آپ اسے سنبھال سکیں۔ چیپ کیپر کے بعد ڈاکٹر جے پال اور ڈاکٹر موہن اندر جائیں گے''۔۔۔ اس بوڑھے نے مائیک میں بولتے ہوئے کہا۔

''یس۔ ڈاکٹر مول چند''۔۔۔ اوپر سے ایک آواز سنائی دی اور پھر ایک آدمی جو پائپ پر اس کھلی جگہ کے قریب موجود تھا تیزی سے اچک کر اس کھلی جگہ میں داخل ہوا اور چند لمحوں بعد نظروں سے غائب ہو گیا۔

''چیپ کیپر بھیجیں ڈاکٹر مول چند۔ میں اوکے ہوں''۔۔۔ تھوڑی دیر بعد وہی پہلے والی آواز سنائی دی۔

''چیپ کیپر لانچ کیا جائے''۔۔۔۔ ڈاکٹر مول چند نے تحکمانہ لہجے

میں کہا تو اس کے ساتھ ہی کرین حرکت میں آئی اور اس کی گرپ میں موجود خلائی سیارہ آہستہ آہستہ اس کھلی جگہ کی طرف بڑھنے لگا۔ وہاں دو آدمی پائپوں پر موجود تھے۔ ان دونوں نے بھی سفید کوٹ پہنے ہوئے تھے۔ انہوں نے ہاتھوں سے اسے ایڈجسٹ کرنا شروع کر دیا اور پھر آہستہ آہستہ یہ خلائی سیارہ میزائل کے اس کھلے حصے میں داخل ہوتا چلا گیا اور پھر سیارہ میزائل کے اندر چلا گیا۔

''ٹھیک ہے۔ گرپ ختم کر دی جائے'' ۔ میزائل کے اندر سے آواز سنائی دی اور چند لمحوں بعد کرین کی گرپ والا حصہ آہستہ آہستہ پیچھے ہٹنے لگا۔ جب وہ کافی پیچھے آ گیا تو وہاں موجود سفید کوٹ والے دو آدمی بھی اچھل کر اس کھلی جگہ میں داخل ہو گئے۔

''ڈاکٹر صاحب۔ فائنل آپریشن کا ٹائم آپ نے کیا رکھا ہے''۔ ڈاکٹر مول چند کے قریب کھڑے ایک سفید کوٹ والے نے کہا۔

''اس کے ایڈجسٹ ہونے کے بعد زیادہ وقت نہیں لگے گا۔ ویسے اب سے تین یا چار گھنٹوں بعد فائنل آپریشن کر دیا جائے گا۔ لیکن آپ کیوں پوچھ رہے ہیں ڈاکٹر وجے'' ۔ ڈاکٹر مول چند نے کہا۔

''مجھے صدر صاحب نے حکم دیا ہے کہ میں انہیں وقت سے پہلے آگاہ کروں اور جب آپریشن فائنل ہو جائے تو پھر اطلاع دوں کیونکہ انہوں نے اسرائیل کے صدر صاحب کو اطلاع دینی ہے''۔ ڈاکٹر وجے نے مؤدبانہ لہجے میں جواب دیتے ہوئے کہا۔

''اوہ۔ اچھا تو انہیں کہہ دیں کہ اب سے تین گھنٹے بعد آپریشن فائنل ہو جائے گا اور پھر اسے خلاء میں فائر کر دیا جائے گا''۔ ڈاکٹر مول چند نے کہا۔

''ٹھیک ہے سر۔ میں اطلاع دے کر ابھی آتا ہوں'' ۔ ڈاکٹر وجے نے کہا اور واپس مڑ کر ایک دروازے کی طرف بڑھتا چلا گیا۔

بڑے ہال کمرے میں عمران کے ساتھی موجود تھے جبکہ عمران سائیڈ روم سے باہر نکل رہا تھا۔

"کیا پتہ چلا عمران صاحب۔ کہاں ہے وہ لانچنگ پیڈ"۔ صفدر نے بے چین سے لہجے میں کہا۔

"لانچنگ پیڈ اس سیکورٹی زون سے ملحق ہے لیکن درمیان میں ریڈ باکس کی دیوار ہے اور اسے دوسری طرف سے ہی کھولا جا سکتا ہے"۔ عمران نے جواب دیا۔

"پھر"۔ اس بار جولیا نے کہا۔

"جس سے میں نے پوچھ گچھ کی ہے اس کا نام کرنل کمانڈر ہے۔ دوسرا آدمی جو ہلاک ہو گیا ہے اس کا نام کیپٹن جیرالڈ تھا۔ کیپٹن جیرالڈ یہاں مشین انچارج تھا جبکہ کرنل کمانڈر یہاں کا سیکورٹی انچارج ہے۔ یہ کافرستان ملٹری انٹیلی جنس کا سپیشل گروپ

ہے۔ یہاں نیچے صرف کرنل کمانڈر تھا جبکہ اس کے گروپ کے آدمی اوپر پہاڑیوں پر کیمپ لگا کر پہرہ دے رہے ہیں"۔ عمران نے کہا۔

"لانچنگ پیڈ کا انچارج کون ہے"۔ صفدر نے پوچھا۔

"ڈاکٹر مول چند ہے اور اب اس سے بات کرنا پڑے گی"۔ عمران نے کہا۔

"کیا اس کا نمبر معلوم ہو گیا ہے آپ کو"۔ صفدر نے کہا۔

"ہاں"۔ عمران نے کہا اور پھر ایک طرف کونے میں پڑے ہوئے فون کی طرف بڑھ گیا۔ اس نے رسیور اٹھایا اور تیزی سے نمبر پریس کرنے شروع کر دیئے۔ فون میں لاؤڈر بھی موجود تھا۔ اس نے لاؤڈر کا بٹن بھی پریس کر دیا تاکہ اس کے ساتھی بھی دوسری طرف سے آنے والی آوازیں سن سکیں۔ دوسری طرف گھنٹی بجنے کی آواز سنائی دی۔ پھر رسیور اٹھا لیا گیا۔

"یس۔ ڈاکٹر مول چند بول رہا ہوں"۔ ایک بوڑھی بلغم زدہ کھڑکھڑاتی ہوئی سی آواز سنائی دی۔

"سیکورٹی چیف کرنل کمانڈر بول رہا ہوں جناب"۔ عمران کے منہ سے کرنل کمانڈر جیسی آواز نکلی۔ لہجہ بھی بالکل وہی تھا۔

"کیوں ڈسٹرب کیا ہے آپ نے۔ اس وقت معاملات فائنل اسٹیج پر ہیں اور ہم بے حد مصروف ہیں"۔ ڈاکٹر مول چند نے غصیلے لہجے میں کہا۔

"جناب۔ میں نے بھی اسی لئے فون کیا ہے کہ اگر آپ مجھے بھی یہ دلکش نظارہ دیکھنے کی اجازت دے دیں تو آپ کی مہربانی ہو گی"۔ عمران نے انتہائی منت بھرے لہجے میں کہا۔

"سوری۔ اب وقت نہیں رہا۔ زیادہ سے زیادہ نصف گھنٹے بعد آپریشن فائنل کر دیا جائے گا اور چپس کیپ کو خلاء میں فائر کر دیا جائے گا اور ہم کافرستان کے صدر صاحب کو حتمی وقت بھی دے چکے ہیں اور انہوں نے اسرائیل کے صدر کو بھی وقت دے دیا ہے اس لئے سوری"۔ دوسری طرف سے کہا گیا اور اس کے ساتھ ہی رابطہ ختم ہو گیا تو عمران نے رسیور رکھ دیا۔

"ہم بروقت پہنچے ہیں۔ نصف گھنٹہ رہ گیا ہے اور ہمیں ہر صورت میں اس فائنل آپریشن کو روکنا ہے۔ آؤ"۔ عمران نے تیز تیز لہجے میں کہا تو سب کے چہروں پر یکلخت تشویش کے تاثرات ابھر آئے۔

"عمران صاحب۔ اس کرنل نادار کو زندہ تو نہیں چھوڑ دیا آپ نے"۔ صفدر نے کہا۔

"نہیں۔ میں نے اسے ختم کر دیا ہے۔ آؤ۔ جلدی کرو۔ وقت بے حد کم ہے"۔ عمران نے کہا اور پھر اس کمرے سے نکل کر ایک راہداری سے گزر کر وہ ایک بیرونی سی جگہ پر آ گئے جہاں ایک سرخ رنگ کی دیوار اوپر نجانے کہاں تک جا رہی تھی۔

"یہ دیوار تو ریڈ بلاک کی ہے لیکن اس کی تعمیر کا انداز بتا رہا ہے

کہ اس میں باقاعدہ دروازہ رکھا گیا ہے۔ دیوار تو ظاہر ہے ایٹم بم سے بھی نہیں ٹوٹ سکتی لیکن دروازہ کھولا جا سکتا ہے"۔ عمران نے دیوار کو بغور دیکھتے ہوئے کہا اور پھر آگے بڑھ کر اس نے دیوار پر لمبائی کے رخ پر ہاتھ پھیرنا شروع کر دیا۔ ایک جگہ اس کا ہاتھ رک گیا۔ اس نے وہاں دو تین بار ہاتھ سے تھپتھپایا۔

"یہاں دروازہ ہے"۔ عمران نے ہاتھ کو اوپر سے نیچے تک پھیرتے ہوئے کہا۔

"لیکن یہ کھلے گا کیسے"۔ [illegible] نے کہا۔

"اس کے پیچھے میکنزم موجود ہو گا"۔ عمران نے اثبات میں [illegible] [illegible] کہا۔

"لیکن وہ تو اندر موجود ہو گا۔ پھر یہ کیسے کھلے گا [illegible]" [illegible] نے کہا۔

"صفدر تمہارے پاس [illegible] ہوتا ہے"۔ عمران [illegible]

"ہاں ہے"۔ صفدر نے کہا اور کوٹ کی اندرونی جیب سے [illegible] نکال کر عمران کی طرف بڑھا دیا۔ عمران نے [illegible] سے اس جگہ کو [illegible] شروع کر دیا جہاں [illegible] تھا۔ [illegible] کے بعد ایک سرخ رنگ کی [illegible] وہاں نظر آنے لگ گئی۔

"عمران صاحب۔ جو کچھ کرنا ہے جلدی کریں۔ [illegible]

خلاء میں فائر ہو گیا تو پاکیشیا کو ناقابل تلافی نقصان پہنچے گا"۔ کیپٹن شکیل نے کہا۔

"مجھے معلوم ہے"۔ عمران نے جواب دیا۔ وہ مسلسل اس سرخ رنگ کی تار کو کرید کر باہر نکالنے کی کوشش میں مصروف تھا۔ تھوڑی سی کوشش سے اس نے کافی زیادہ لمبائی میں تار کو باہر نکال لیا۔ پھر اس نے جیب سے رومال نکالا اور اسے خنجر کے دستے پر اچھی طرح لپیٹ کر پکڑا اور پوری قوت سے خنجر کو اس طرح اس تار پر مارا جیسے کلہاڑے کا وار کیا جاتا ہے۔ اس کے ساتھ ہی تار میں سے چنگاریاں نکلیں لیکن دوسرا وار ہوتے ہی تار کٹ گئی تو عمران اٹھ کھڑا ہوا۔ اس نے رومال ہٹا کر خنجر واپس صفدر کی طرف بڑھا دیا۔

"دروازے کا میکنزم آف ہو چکا ہے۔ اب یہ آسانی سے کھل جائے گا۔ مشین پسٹلز ہاتھوں میں لے لو۔ ہمارے پاس وقت بے حد کم ہے"۔ عمران نے کہا اور اس کے ساتھ ہی اس نے دیوار پر ہاتھ رکھ کر اسے دبایا تو ایک دروازہ سا اندر کی طرف کھلتا چلا گیا اور عمران نے جیب میں ہاتھ ڈال کر اس میں سے مشین پسٹل نکالا اور اندر قدم رکھ دیا۔

ایک ہال نما کمرے میں قدرے اونچا پلیٹ فارم بنا ہوا تھا۔ اس پلیٹ فارم پر ایک میز اور اس کے پیچھے ایک اونچی پشت والی کرسی موجود ہے۔ جبکہ سامنے دو کرسیاں رکھی ہوئی ہیں۔ ان میں سے ایک کرسی پر کافرستان سیکرٹ سروس کا چیف شاگل اور دوسری کرسی پر ملٹری انٹیلی جنس کا چیف کرنل وشنو بیٹھے ہوئے تھے جبکہ سامنے والی اونچی پشت کی کرسی خالی تھی۔ میز پر سرخ رنگ کا ایک فون سیٹ بھی موجود تھا۔ چند لمحوں بعد کمرے کی دیوار کے آخر میں موجود دروازہ کھلا اور کافرستان کے صدر اندر داخل ہوئے۔ ان کے پیچھے ان کا ملٹری سیکرٹری تھا۔ اس نے ہاتھ میں ایک فون سیٹ پکڑا ہوا تھا۔ صدر کے اندر داخل ہوتے ہی کرسیوں پر بیٹھے ہوئے چیف شاگل اور کرنل وشنو دونوں اٹھ کھڑے ہوئے۔ کرنل وشنو نے فوجی انداز میں سیلوٹ کیا جبکہ شاگل نے مؤدبانہ انداز میں سلام کیا۔

"بیٹھیں"۔۔۔ صدر نے اونچی پشت والی کرسی پر بیٹھتے ہوئے کہا تو وہ دونوں مؤدبانہ انداز میں کرسیوں پر بیٹھ گئے۔ ملٹری سیکرٹری نے ہاتھ میں پکڑا ہوا فون مؤدبانہ انداز میں بڑی سی میز پر رکھ دیا اور سیلوٹ کر کے واپس مڑ گیا۔ جب وہ دروازے سے باہر چلا گیا اور دروازہ بند ہو گیا تو صدر نے وہ فون جو ملٹری سیکرٹری میز پر رکھ گیا تھا اٹھا کر دوسری طرف رکھ دیا۔

"چیف شاگل۔ آپ کی دی ہوئی رپورٹ میں نے پڑھی ہے۔ آپ اس بار بھی پاکیشیا سیکرٹ سروس کو ہلاک کرنے میں ناکام رہے ہیں"۔۔۔ صدر نے آگے کی طرف جھک کر شاگل سے مخاطب ہو کر کہا۔

"سر"۔۔۔ شاگل نے اٹھ کر کھڑے ہوتے ہوئے کہا۔

"بیٹھ کر بات کریں گے آپ دونوں"۔۔۔ صدر نے ہاتھ سے اشارہ کرتے ہوئے کہا تو شاگل دوبارہ کرسی پر بیٹھ گیا۔

"سر۔ میں نے ان کا پیچھا کیا۔ وہ سمندر کے راستے آ رہے تھے۔ میں نے نیوی کمانڈر کے ذریعے انہیں پکڑ لیا لیکن وہ ان کے چار محافظوں کو ہلاک کر کے نکل گئے"۔۔۔ شاگل نے مؤدبانہ انداز میں بات کرتے ہوئے کہا۔

"میں نے آپ کی تفصیلی رپورٹ پڑھ لی ہے اس لئے تفصیل بتانے کی ضرورت نہیں ہے۔ آپ یہ بتائیں کہ وہ کہاں آپ سے گم ہوئے ہیں اور کیوں"۔۔۔ صدر نے شاگل کی بات کاٹتے ہوئے

کہا۔

"جناب۔ وہ اروبل شہر پہنچ کر میری نظروں میں آئے لیکن پھر میرے آدمیوں کو ہلاک کر کے وہ پھر غائب ہو گئے۔ ہم نے ہر طرف چیکنگ کی یہ لوگ کسی طرح بھی ٹریس نہ ہو سکے اور غائب ہو گئے"۔۔۔ شاگل نے جواب دیتے ہوئے کہا۔

"آپ کی طرف سے ان کے بارے میں اب تک کوئی رپورٹ نہیں ہے کرنل وشنو"۔۔۔ صدر نے کرنل وشنو سے مخاطب ہو کر کہا۔

"سر۔ ہمارا سپیشل گروپ اروبل میں ہلاک کر دیا گیا۔ ہم اب بھی انہیں ٹریس کر رہے ہیں۔ البتہ یہ لوگ جورگان واپس نہیں پہنچے ہیں اور نہ ہی دیکھے گئے ہیں۔ ویسے اگر یہ لوگ وہاں پہنچ بھی جاتے تو لامحالہ ہلاک ہو جاتے"۔۔۔ کرنل وشنو نے جواب دیا۔

"کیوں نہیں پہنچے۔ کہاں گئے یہ لوگ۔ یہ ایسے ایجنٹ نہیں ہیں کہ ناامید ہو کر واپس چلے جائیں"۔۔۔ صدر نے کہا۔

"جناب۔ وہاں پہاڑیوں کی پوزیشن ایسی ہے کہ وہاں یہ لوگ سوائے ہیلی کاپٹر کے پہنچ ہی نہیں سکتے اور وہاں ہم نے چاروں طرف پہاڑیوں پر بڑی مشین گنیں اور اینٹی ایئر کرافٹ گنیں نصب کر رکھی ہیں اس لئے وہ کسی صورت وہاں نہیں پہنچ سکتے ہیں جناب اور نہ ہی پہنچے ہیں"۔۔۔ کرنل وشنو نے مؤدبانہ لہجے میں جواب دیتے ہوئے کہا۔

"ہونہہ۔ بہرحال اس بار قدرت بھی ہماری مدد کر رہی ہے اور

ہمارا آپریشن فائنل ہو رہا ہے۔ اب اس میں صرف پانچ منٹ باقی رہ گئے ہیں۔ پانچ منٹ بعد چیں کیپہ نامی جیوش خلائی سیارہ خلاء میں فائر ہو جائے گا اور اس کے ساتھ ہی پاکیشیا کی ایٹمی تنصیبات ہمارے سامنے کھلی کتاب کی طرح اوپن ہو جائیں گی۔ اس کے بعد انہیں تباہ کرنا اور پاکیشیا پر قبضہ کرنا ہمارے لئے کوئی مسئلہ نہیں رہے گا''۔۔۔ صدر نے مسرت بھرے لہجے میں کہا اور شاگل اور کرنل وشنو دونوں کے چہروں پر بھی مسرت کے تاثرات ابھر آئے۔ اسی لمحے صدر نے ملٹری سیکرٹری کا دیا ہوا فون اٹھایا اور یکے بعد دیگرے اس کے دو بٹن پریس کر دیئے۔

''یس سر''۔۔۔ ایک بلغم زدہ کھڑکھڑاتی ہوئی آواز سنائی دی۔

''ڈاکٹر گیان چند۔ کیا پوزیشن ہے آپریشن کی''۔۔۔ صدر نے مسرت بھرے لہجے میں پوچھا۔

''سر۔ ہر لحاظ سے اوکے ہے۔ اس وقت فائنل ٹچ دیا جا رہا ہے۔ فائنل چیکنگ ہو چکی ہے۔ آل از اوکے۔ صرف تین منٹ بعد آپریشن فائنل ہو جائے گا''۔۔۔ ڈاکٹر مول چند نے کہا۔

''کوئی مداخلت تو نہیں ہوئی''۔۔۔ صدر نے پوچھا۔

''نو سر۔ کسی مداخلت کا کوئی سکوپ نہیں ہے اور نہ ہی کسی نے کی ہے۔ تمام کام انتہائی اطمینان اور سکون سے مکمل ہوا ہے''۔ ڈاکٹر مول چند نے جواب دیتے ہوئے کہا۔

''مشن مکمل ہوتے ہی آپ نے خود مجھے اطلاع دینی ہے''۔

صدر نے کہا۔

''جناب۔ میزائل فائر ہوتے ہی یہاں کا مشن تو مکمل ہو جائے گا لیکن چیں کیپہ کو خلاء تک پہنچنے میں کچھ وقت لگ جائے گا''۔ ڈاکٹر مول چند نے کہا۔

''جب چیں کیپہ خلاء میں پہنچ جائے پھر آپ نے مجھے اطلاع دینی ہے''۔۔۔ صدر نے کہا۔

''اوکے سر''۔۔۔ دوسری طرف سے کہا گیا اور صدر نے بٹن آف کر کے فون کو سائیڈ پر رکھ دیا۔ ان کے چہرے پر کامیابی اور مسرت کے تاثرات نمایاں تھے۔

عمران اور اس کے ساتھی ریڈ بلاک دیوار کے درمیان کھلنے والے دروازے سے اندر داخل ہوئے۔

"یہاں چونکہ انہیں اطمینان ہے کہ کوئی اندر داخل نہیں ہو سکتا اس لئے یہاں کسی قسم کے کوئی حفاظتی انتظامات نظر نہیں آ رہے"۔ عمران نے سرگوشی کے انداز میں بولتے ہوئے کہا اور پھر وہ ایک راہداری سے گزر کر ایک گیلری میں پہنچ گئے جو بائیں طرف سے بند تھی۔ البتہ دائیں طرف کھلی تھی۔ وہ اس گیلری میں آگے بڑھتے چلے گئے اور پھر گھوم کر وہ ایک دروازے کے قریب پہنچ گئے۔ دروازہ کھلا ہوا تھا۔ عمران نے دیوار سے کمر لگا کر اور سر کو ذرا سا آگے کر کے اندر جھانکا تو یہ ایک خاصا بڑا ہال تھا جس میں دیوار کے ساتھ مشینیں نصب تھیں اور ہر مشین کے سامنے سفید کوٹ پہنے ایک ایک آدمی سٹول پر بیٹھا ہوا تھا۔ تمام مشینیں چل رہی تھیں۔

ان کی لائٹیں جل بجھ رہی تھیں۔ سامنے دیوار کے ساتھ مشینیں تھیں اور ان کے سامنے بیٹھے ہوئے افراد کی دروازے کی طرف پشت تھی۔

"یس سر۔ چیک کر لیا ہے سر"۔ ایک آواز دروازے کی دائیں طرف سے سنائی دی۔

"دوبارہ چیک کرو"۔ ایک اور بلغم زدہ کھڑکھڑاتی ہوئی آواز سنائی دی۔

"یہ ڈاکٹر موہن چند کی آواز ہے۔ وہ یہیں اندر موجود ہے۔ ہمیں اسے کور کرنا ہے"۔ عمران نے سر موڑ کر سائیڈ پر موجود اپنے ساتھیوں سے سرگوشی میں کہا۔

"تنویر تمہارے پاس ریڈ کاشنر ہے۔ میں اس پر جب تمہیں کاشن دوں تو تم نے یہاں اندر ان سب افراد کا خاتمہ کر دینا ہے اور مشینری بھی تباہ کر دینی ہے"۔ عمران نے سرگوشی کے انداز میں بات کرتے ہوئے کہا۔

"عمران صاحب۔ آپ کی آواز اندر نہ چلی جائے"۔ صفدر نے بھی سرگوشی کے انداز میں کہا۔

"وہ سب اپنے کام میں پوری طرح متوجہ ہیں۔ تم سب میرے ساتھ آؤ۔ تنویر یہاں رہے گا"۔ عمران نے کہا اور تیزی سے آگے بڑھ کر دروازے کے سامنے سے گزرتا ہوا دوسری طرف پہنچ گیا۔ اس کے بعد صفدر پھر کیپٹن شکیل اور آخر میں جولیا بھی دروازہ

کراس کر کے دوسری طرف پہنچ گئی جبکہ تنویر وہیں کھڑا رہا۔ عمران
اور اس کے ساتھی پنجوں کے بل دوڑتے ہوئے آگے بڑھ گئے اور
پھر یہ گیلری گھوم کر دوسری طرف مڑ گئی۔ وہاں بھی ایک دروازہ
موجود تھا جو کھلا ہوا تھا۔ اندر سے ملی جلی آوازیں سنائی دے رہی
تھیں۔ عمران نے ایک بار پھر آگے کر کے اندر جھانکا اور پھر
چونک پڑا۔

"اوہ۔ یہ مین آپریشن ہال ہے"۔۔۔ عمران نے سر موڑ کر سرگوشی
کرتے ہوئے کہا اور پھر سر موڑ لیا۔

"سر۔ ہر لحاظ سے اوکے ہے۔ اس وقت فائنل ٹچ دیا جا رہا
ہے۔ فائنل چیکنگ ہو چکی ہے۔ آل از اوکے۔ صرف تین منٹ
بعد آپریشن فائنل ہو جائے گا"۔۔۔ بلغم زدہ کھڑکھڑاتی ہوئی آواز
سنائی دی تو عمران چونک پڑا۔

"اوہ۔ یہ تو ڈاکٹر مول چند کی آواز ہے"۔۔۔ عمران نے بڑبڑاتے
ہوئے کہا۔

"نو سر۔ کسی مداخلت کا کوئی سکوپ نہیں ہے اور نہ ہی کسی نے
کی ہے۔ تمام کام انتہائی اطمینان اور سکون سے مکمل ہوا ہے"۔
ڈاکٹر مول چند کی آواز سنائی دی اور عمران بے اختیار مسکرا دیا۔

"جناب۔ میزائل فائر ہوتے ہی یہاں کا مشن تو مکمل ہو جائے
گا لیکن ٹیس کیپر کو خلاء میں پہنچنے میں کچھ وقت لگ جائے گا"۔
ڈاکٹر مول چند کی آواز ایک بار پھر سنائی دی۔

"اوکے سر"۔۔۔ تھوڑے سے وقفے کے بعد ڈاکٹر مول چند کی
آواز ایک بار پھر سنائی دی اور اس کے ساتھ ہی رسیور رکھے جانے
کی آواز سنائی دی۔

"اوکے۔ اب ہم یہ مشن فائنل کر ہی دیں"۔۔۔ ڈاکٹر مول چند
کی مسرت بھری آواز سنائی دی۔

"آؤ۔ کسی کو زندہ نہیں چھوڑنا"۔۔۔ عمران نے مڑ کر کہا اور پھر
وہ سب ہاتھوں میں مشین پسٹل پکڑے کھلے دروازے سے اندر
داخل ہوئے اور اس کے ساتھ ہی مشین پسٹل کی فائرنگ اور انسانی
چیخوں سے ہال گونج اٹھا۔ عمران نے جیب میں ہاتھ ڈال کر ریڈ
کاشنر کا بٹن پریس کر دیا تاکہ تنویر کاشن ملتے ہی اپنا کام سرانجام
دے سکے اور پھر تھوڑی دیر بعد عمران اور اس کے ساتھی پہاڑی میں
موجود دروازے سے باہر آئے جہاں وہ ہیلی کاپٹر ابھی تک موجود
تھا۔ جس سے وہ یہاں پہنچے تھے۔ عمران اور اس کے ساتھی تیزی
سے اس میں سوار ہوتے چلے گئے اور پھر ہیلی کاپٹر کا پنکھا گھومنے
لگا۔ چند لمحوں بعد ہیلی کاپٹر اوپر اٹھنے لگا۔ گہرائی سے نکلتے ہی ہیلی
کاپٹر کی رفتار یکلخت تیز ہو گئی۔ عمران نے اسے اس لئے تیزی سے
آگے بڑھایا تھا تاکہ جب تک پہاڑیوں پر موجود ایئر کرافٹ گنیں
چلانے والے سنبھلیں وہ ان کی زد سے باہر نکل جائیں اور پھر ایسا
ہی ہوا۔ ہیلی کاپٹر انتہائی تیز رفتاری سے اڑتا ہوا پہاڑی کی دوسری
طرف پہنچ گیا جہاں سے عمران اور اس کے ساتھی اوپر آئے تھے اور

اس کے ساتھ ہی ہیلی کاپٹر تیزی سے نیچے اترتا چلا گیا لیکن نیچے ہونے کے بعد وہ تیزی سے اس طرف کو بڑھتا چلا گیا جدھر کا شہر تھا۔ ہیلی کاپٹر کے اندر عمران خود پائلٹ سیٹ پر موجود تھا جبکہ سائیڈ سیٹ پر جولیا اور عقبی طرف سمٹ سمٹا کر صفدر، کیپٹن شکیل اور تنویر بیٹھے ہوئے تھے۔

"عمران صاحب۔ ہم رینج سے باہر نہ ہو جائیں" — صفدر نے کہا۔

"نہیں مجھے معلوم ہے لیکن میں کچھ دور فاصلے پر جا کر فائنل کارروائی کرنا چاہتا ہوں۔ کیونکہ یہ بہت بڑا پراجیکٹ ہے۔ ایسا نہ ہو کہ ہم بھی اس کی زد میں آ جائیں" — عمران نے کہا اور پھر اس نے کچھ فاصلے پر جا کر ہیلی کاپٹر کو معلق کر دیا۔ پھر اس نے جیب سے چارجر نکال کر جولیا کی طرف بڑھا دیا۔

"یہ آپریشن اس قابل ہے کہ چیف کی بجائے تم مکمل کرو" — عمران نے جولیا سے مخاطب ہو کر کہا۔

"شکریہ۔ پاکیشیائی ملکی تنصیبات کا تحفظ میرے لئے واقعی اعزاز ہے" — جولیا نے کہا اور اس کے ساتھ ہی اس نے ریموٹ کنٹرول جیسے چارجر کا ایک بٹن پریس کر دیا تو اس پر زرد رنگ کا بلب جل اٹھا۔

"گڈ۔ اس کا مطلب ہے کہ وہاں لگائے گئے تمام میگا بم کام کر رہے ہیں" — عمران نے کہا اور اس کے ساتھ ہی جولیا نے

دوسرا بٹن پریس کر دیا اور اس کے ساتھ ہی سرخ رنگ کا بلب جلا اور دوسرے لمحے دونوں بلب بجھ گئے اور چند لمحوں بعد خوفناک گڑگڑاہٹ کی آوازوں کے ساتھ ہی دور سے پوری پہاڑی ہوا میں دور تک اڑتی ہوئی دکھائی دے رہی تھی جس میں شعلے نمایاں تھے۔ ایسے محسوس ہو رہا تھا جیسے کوئی خفیہ آتش فشاں اچانک پھٹ پڑا ہو۔

"وکٹری فار پاکیشیا" — جولیا نے چیخ کر کہا تو عمران سمیت سب ساتھیوں نے اس کا ساتھ دیتے ہوئے پاکیشیا کا نعرہ لگایا اور اس کے ساتھ ہی ہیلی کاپٹر تیزی سے آگے بڑھتا چلا گیا۔

ہال کمرے میں میز کی ایک سائیڈ پر اونچی پشت کی کرسی پر کافرستان کا صدر بیٹھا ہوا تھا جبکہ میز کی دوسری طرف کرسیوں پر شاگل اور کرنل وشنو بیٹھے ہوئے تھے۔ میز پر ایک سرخ رنگ کا فون موجود تھا اور ساتھ ہی ایک سپیشل سٹائل کا فون بھی رکھا ہوا تھا۔ سرخ رنگ کے فون کی گھنٹی بج اٹھی تو صدر نے ہاتھ بڑھا کر نہ صرف رسیور اٹھا لیا بلکہ لاؤڈر کا بٹن بھی پریس کر دیا۔

''یس''..... صدر نے کہا۔

''اسرائیل کے صدر آپ سے بات کرنے کے خواہشمند ہیں''۔ ایک مؤدبانہ آواز سنائی دی۔

''کراؤ بات''..... صدر نے کہا۔

''ہیلو۔ صدر اسرائیل فرام دس سائیڈ''..... چند لمحوں بعد ایک بھاری آواز سنائی دی۔

''ہیلو۔ صدر کافرستان فرام دس سائیڈ''..... کافرستان کے صدر نے بھی اسی انداز میں جواب دیا۔

''کیا رزلٹ رہا آپریشن پیس کیپر کا۔ آپ نے کوئی اطلاع ہی نہیں دی جبکہ پوری دنیا کے یہودی اس خوشخبری کے انتہائی شدت سے منتظر ہیں''..... اسرائیل کے صدر کی بھاری آواز سنائی دی۔

''میزائل تو فائر ہو چکا ہے۔ میں آپ کے تیار کردہ خلائی سیارے کے خلاء میں پہنچنے کا منتظر تھا تاکہ آپ کو آپریشن کے فائنل ہونے کی خوشخبری سنائی جا سکے''..... کافرستان کے صدر نے مسرت بھرے لہجے میں کہا۔

''کیا آپ کو رپورٹ مل چکی ہے کہ میزائل فائر ہو چکا ہے''۔ اسرائیل کے صدر نے پوچھا۔

''میزائل فائر ہونے سے تین منٹ پہلے لانچنگ پیڈ کے انچارج ڈاکٹر مول چند صاحب سے میری بات ہوئی ہے۔ انہوں نے بتایا ہے کہ تین منٹ بعد میزائل فائر ہو جائے گا اور اب اس بات کو نصف گھنٹہ گزر چکا ہے اس لئے وہ یقیناً فائر ہو چکا ہو گا''۔ کافرستان کے صدر نے جواب دیتے ہوئے کہا۔

''جبکہ مجھے رپورٹ ملی ہے کہ پاکیشیا سیکرٹ سروس عمران کی سربراہی میں اس آپریشن کے خلاف کام کر رہی ہے''..... صدر اسرائیل نے کہا۔

''جی ہاں۔ آپ کو جو اطلاع ملی ہے وہ درست ہے لیکن وہ

ہمارے لانچنگ پیڈ تک پہنچ ہی نہیں سکے۔ ہم نے انہیں خصوصی پلاننگ کے ذریعے اس لانچنگ پیڈ سے دور رکھا ہے''..... صدر کافرستان نے جواب دیا۔

''کاش ایسا ہو جائے ورنہ آج تک تو اس عمران اور اس کے ساتھیوں کا ریکارڈ یہی رہا ہے کہ یہ لوگ کبھی ناکام نہیں رہے۔ بہرحال جیسے ہی آپ کو اطلاع ملے مہربانی کر کے مجھے فوری اطلاع دیں۔ شکریہ''..... اسرائیل کے صدر نے کہا اور اس کے ساتھ ہی رابطہ ختم ہو جانے پر صدر نے رسیور رکھ دیا۔

''اب تک تو اطلاع آ جانی چاہئے تھی''..... صدر نے کہا اور دوسرا فون اٹھا کر اس کے بٹن پریس کر دیئے لیکن جب فون کا بلب ہی نہ جلا تو صدر کے چہرے پر یکلخت انتہائی تشویش کے تاثرات ابھر آئے۔

''یہ کیا ہو رہا ہے۔ کال ہی اٹنڈ نہیں کی جا رہی''..... صدر نے تشویش بھرے لہجے میں کہا۔

''جناب۔ کاشوما میں سیکرٹ سروس کا اڈا موجود ہے۔ اگر آپ اجازت دیں تو میں وہاں بات کروں''..... شاگل نے کہا۔

''ہاں۔ میزائل فضا میں جاتا تو زندہ اور مردہ سب نے دیکھا ہو گا۔ کرو فون''..... صدر نے اجازت دیتے ہوئے کہا۔ تو شاگل نے اٹھ کر سرخ رنگ کے فون کا رسیور اٹھایا اور پھر فون سیٹ کے نیچے موجود سفید رنگ کے بٹن کو پریس کر کے اسے ڈائریکٹ کیا اور پھر

نمبر پریس کرنے شروع کر دیئے۔ آخر میں اس نے لاؤڈر کا بٹن بھی پریس کر دیا۔ دوسری طرف گھنٹی بجنے کی آواز سنائی دی اور پھر رسیور اٹھا لیا گیا۔

''کاشوما سنٹر''..... ایک مردانہ آواز سنائی دی۔

''چیف آف کافرستان سیکرٹ سروس شاگل بول رہا ہوں۔ دیپک کمار سے بات کراؤ''..... شاگل نے اپنے مخصوص تحکمانہ لہجے میں کہا۔

''یس سر۔ ہولڈ کریں''..... دوسری طرف سے مؤدبانہ آواز سنائی دی۔

''ہیلو سر۔ میں دیپک کمار بول رہا ہوں سر''..... چند لمحوں بعد ایک اور مؤدبانہ آواز سنائی دی۔

''شاگل بول رہا ہوں''..... شاگل نے کہا۔

''یس چیف۔ حکم چیف''..... دوسری طرف سے کہا گیا۔

''کاشوما سے ملحقہ پہاڑیوں میں لانچنگ پیڈ ہے۔ تم نے وہاں سے میزائل فائر ہوتے دیکھا ہو گا۔ بتاؤ کب فائر ہوا ہے''۔ شاگل نے اسی طرح تحکمانہ لہجے میں کہا۔

''میزائل تو فائر نہیں ہوا جناب۔ البتہ ایک پوری بڑی پہاڑی ہی فائر ہو گئی ہے''..... دوسری طرف سے کہا گیا تو شاگل اور کرنل وشنو کے ساتھ ساتھ صدر بھی بے اختیار چونک پڑے۔

''کیا بک رہے ہو نانسنس۔ احمق''..... شاگل نے انتہائی جھلائے

ہوئے اور غصیلے لہجے میں کہا۔

''میں درست کہہ رہا ہوں جناب۔ اب سے آدھا گھنٹہ پہلے وہاں خوفناک گڑگڑاہٹ کی آوازیں سنائی دیں پھر ایک پہاڑی فضا میں اس طرح اڑی جس کے ساتھ شعلے بھی اڑ رہے تھے۔ یوں دکھائی دے رہا تھا جیسے کوئی سویا ہوا آتش فشاں اچانک پھٹ پڑا ہو۔ ہر طرف سائنسی پرزے اور انسانی لاشوں کے ٹکڑے بکھرے پڑے ہیں۔ اب تو فوج کے دستے بھی وہاں پہنچ چکے ہیں جناب۔ وہاں زبردست تباہی ہوئی ہے جناب''.... دیپک کمار نے کہا تو شاگل نے اس طرح رسیور رکھ دیا جیسے سارا قصور اس رسیور کا ہو۔

''وہ۔ وہ اسرائیل کے صدر درست کہہ رہے تھے۔ یہ عمران اور اس کے ساتھی کبھی ناکام نہیں ہوئے۔ اب بھی ناکام نہیں ہوئے۔ نجانے یہ کب اس لانچنگ پیڈ پر پہنچ گئے''.... صدر نے ڈھیلے لہجے میں کہا اور اس کے ساتھ ہی وہ اس طرح کرسی میں ڈھلک گئے جیسے غبارے سے ہوا نکل جاتی ہے۔ کرنل وشنو کا چہرہ بھی بری طرح لٹک گیا تھا۔

عمران دانش منزل کے آپریشن روم میں داخل ہوا تو بلیک زیرو احتراماً اٹھ کھڑا ہوا۔

''بیٹھو''.... سلام دعا کے بعد عمران نے کہا اور خود بھی اپنی مخصوص کرسی پر بیٹھ گیا۔

''عمران صاحب۔ جولیا کی رپورٹ کے مطابق تو آپ اس بار کافرستان کے صدر کی ڈاجنگ پلاننگ میں آ گئے تھے''.... بلیک زیرو نے کہا۔

''ہاں۔ اس بار واقعی ہم ڈاج کھا گئے تھے۔ صدر نے کارروائی ہی ایسی ڈالی تھی کہ ہم بھی ٹریپ میں آ گئے لیکن یہ اللہ تعالیٰ کا خاص کرم ہے کہ ہمیں بروقت اصل بات کا علم ہو گیا اور ہم بروقت واپس کاشوما کی طرف پلٹ گئے''.... عمران نے جواب دیتے ہوئے کہا۔

''عمران صاحب۔ اصل کمال تو آپ کا وہ تھا جس انداز میں آپ ہیلی کاپٹر کو نیچے لے گئے تھے۔ جولیا نے خصوصی طور پر اس کا ذکر کیا ہے اور اسے پڑھ کر میرے بھی رونگٹے کھڑے ہو گئے تھے۔ آپ نے واقعی سو فیصد رسک لیا تھا''...... بلیک زیرو نے کہا۔

''یہ اللہ تعالیٰ کا خاص کرم ہے بلیک زیرو۔ میرا کوئی کمال نہیں ہے۔ ویسے وہاں حالات ہی ایسے تھے کہ اس کے سوا اور کوئی چارہ بھی نہ تھا اور یہ اچھا ہوا کہ ایسے حالات تھے ورنہ ہم معمولی سا بھی لیٹ ہو جاتے تو کافرستان کا مشن مکمل ہو جاتا اور پاکیشیائی ایٹمی تنصیبات ان پر اور اسرائیل پر اوپن ہو جاتیں''...... عمران نے جواب دیتے ہوئے کہا۔

''عمران صاحب۔ اس بات کی کیا ضمانت ہے کہ اسرائیل دوسرا پیس کیپر بنا کر پھر کافرستان نہ بھجوا دے۔ ابھی ان کا اروبل میں لانچنگ پیڈ موجود ہے۔ ہو سکتا ہے کہ ہمیں سرے سے اطلاع ہی نہ مل سکے''...... بلیک زیرو نے کہا۔

''تمہاری بات درست ہے۔ میرے ذہن میں یہ خلش موجود ہے''......عمران نے ایک طویل سانس لیتے ہوئے کہا۔

''تو آپ نے اس کا کیا حل سوچا ہے''...... بلیک زیرو نے کہا۔

''دو صورتیں ہیں۔ ایک تو یہ کہ کافرستان کا یہ دوسرا لانچنگ پیڈ بھی تباہ کر دیا جائے کیونکہ دوبارہ لانچنگ پیڈ تیار ہونے میں کچھ عرصہ لگ جائے گا اور اس دوران اسرائیل کی وہ فیکٹری ٹریس

کر کے تباہ کر دی جائے جہاں اس ٹائپ کے خلائی سیارے تیار کئے جا رہے ہیں''...... عمران نے کہا۔

''دوسری صورت میرے ذہن میں بھی آئی تھی اور میرے خیال میں یہی بہتر ہے بلکہ اس سائنس دان کو بھی ہلاک کر دینا چاہئے جس نے یہ پیس کیپر ایجاد کیا ہے''...... بلیک زیرو نے کہا۔

''تمہاری بات درست ہے۔ لیکن اس کے لئے باقاعدہ کام کرنا پڑے گا''...... عمران نے مسکراتے ہوئے جواب دیا۔

''تو کیا ہوا۔ کام کرنا ہی تو ہمارا فرض ہے''...... بلیک زیرو نے کہا۔

''لیکن میں ادھار کا قائل نہیں ہوں۔ سودا نقد ہونا چاہئے''۔ عمران نے منہ بناتے ہوئے کہا تو بلیک زیرو کے چہرے پر حیرت کے تاثرات ابھر آئے۔

''ادھار۔ نقد۔ کیا مطلب عمران صاحب''...... بلیک زیرو نے حیرت بھرے لہجے میں کہا۔

''پہلے کافرستان مشن کا چیک۔ پھر آگے بات ہو گی''...... عمران نے کہا تو بلیک زیرو بے اختیار ہنس پڑا۔

''آپ ہر بار اس انداز میں چیک طلب کرتے ہیں جیسے آپ کو خطرہ ہو کہ آپ کو چیک نہیں ملے گا حالانکہ ہر بار آپ کو چیک مل جاتا ہے''...... بلیک زیرو نے مسکراتے ہوئے کہا۔

''یہی تو مطلب ہے کہ تم یہاں سیٹ میں بیٹھ کر اس معمولی سی

مالیت کے چیک کے انتظار میں سوکھتا رہوں اور آغا سلیمان پاشا اپنے حریروں سے محروم ہو کر اپنی سابقہ تنخواہوں اور الاؤنسز کے لئے میرے سر پر سوار ہو جائے''...... عمران نے کہا تو بلیک زیرو بے اختیار ہنس پڑا۔

''تمہاری ہنسی مجھے اس وقت اچھی لگے گی جب چیک میری جیب میں پہنچ جائے گا۔ وہ کیا کہتے ہیں کہ آدمی کی جیب کا موسم اچھا ہو تو باہر کا موسم بھی اچھا لگتا ہے ورنہ بہار بھی خزاں جیسی لگتی ہے''...... عمران نے کہا۔

''جیب کا موسم۔ یہ تو نئی بات ہے عمران صاحب''...... بلیک زیرو نے مسکراتے ہوئے کہا۔

''جیب پر بھی چاروں موسم نازل ہوتے ہیں۔ جیب بالکل خالی ہو تو خزاں۔ چند چھوٹے نوٹ ہوں تو موسم سرما۔ بڑے بڑے نوٹ ہوں تو موسم گرما اور اگر جیبیں بڑی مالیت کے نوٹوں کی گڈیوں سے پوری طرح بھری ہوئی ہوں تو موسم بہار ہوتا ہے''...... عمران نے باقاعدہ وضاحت کرتے ہوئے کہا اور بلیک زیرو ایک بار پھر ہنس پڑا۔

''میں آپ کے لئے چائے بنا لاتا ہوں۔ آپ اس دوران سرداور سے اس خلائی سیارے کے بارے میں بنیادی معلومات حاصل کر لیں تاکہ جلد از جلد مشن مکمل کیا جا سکے''...... بلیک زیرو نے اٹھتے ہوئے کہا۔

''تو تم بچوں کی طرح ضد ہو کہ یہ کام فوراً مکمل کیا جائے''۔ عمران نے کہا۔

''ہاں عمران صاحب۔ اسرائیل اور کافرستان پاکیشیا کے ایسے دشمن ہیں جو چین سے بیٹھنا جانتے ہی نہیں۔ آپ نے ان کا ایک لانچنگ پیڈ اور ایک خلائی سیارہ تباہ کیا ہے جبکہ مجھے یقین ہے کہ وہ وقت ضائع کئے بغیر فوراً ہی دوسری کوشش کریں گے''...... بلیک زیرو نے انتہائی سنجیدہ لہجے میں کہا۔

''تم ٹھیک کہہ رہے ہو۔ یہ واقعی انتہائی اہم معاملہ ہے۔ ہماری ایٹمی تنصیبات ہی ملک کے دفاع کی بنیاد ہیں اس لئے ان کی طرف سے ہمیں ہر لمحہ چوکنا رہنا پڑے گا۔ اوکے۔ میں بات کرتا ہوں سرداور سے''...... عمران نے کہا تو بلیک زیرو کے چہرے پر اس طرح مسرت کے تاثرات ابھر آئے جیسے کسی بچے کو اس کے پسندیدہ کھلونے ملنے کی خوشخبری سنائی گئی ہو اور عمران نے رسیور اٹھا کر سرداور کے نمبر پریس کرنے شروع کر دیئے۔

ختم شد